Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2009

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد
57

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
محمد ابراہیم سرور

سیرۃ النبیؐ و مسیح موعودؑ نمبر
ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ
10-11

شرح چندہ
سالانہ 300 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پاؤنڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پاؤنڈ یا 20 ڈالر امریکن

27 صفر-4 ربیع الاوّل 1429 ہجری 13-6 امان 1387 ہش 13-6 مارچ 2008ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیرو عافیت سے ہیں الحمدللہ۔ احباب حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وسلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں۔

اللھم اید امامنابروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

وہی خدا ہے جس نے ایک انپڑھ قوم کی طرف انہی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا جو ان کو خدا کے احکام سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔ اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ بھیجے گا) جو ابھی تک ان سے ملی نہیں

ارشاد باری تعالیٰ

☆......ھُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡھُمۡ یَتۡلُوۡ عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡھِمۡ وَیُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍo وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ o ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ۔ (سورۃ الجمعہ آیت 5 تا 3)

ترجمہ: وہی خدا ہے جس نے ایک انپڑھ قوم کی طرف انہی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا جو ان کو خدا کے احکام سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔ اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ بھیجے گا) جو ابھی تک انسے ملی نہیں۔ اور وہ غالب اور حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

☆......قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ۔ (ال عمران: ۳۲)

ترجمہ: (اے پاک رسولؐ!) تو کہہ دے (اے لوگو!) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اس صورت میں وہ (بھی) تم سے محبت کرے گا اور تمہارے قصور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والے اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

☆......اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (احزاب: ۵۷)

ترجمہ: اللہ یقیناً اس نبی پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور اس کے فرشتے بھی یقیناً اس کے لئے دُعائیں کررہے ہیں۔ پس اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے اور ان کے لئے دُعائیں کرتے رہا کرو اور (خوب جوش وخروش سے) ان کیلئے سلامتی مانگتے رہا کرو۔

☆...... لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَالۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا۔ (الاحزاب رکوع: ۳)

ترجمہ: تمہارے لئے (یعنی ان لوگوں کیلئے) جو اللہ اور اخروی دن سے ملنے کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کا بہت ذکر کرتے ہیں اللہ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔

☆......وَاِذۡ قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰىۃِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ فَلَمَّا جَآءَھُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ قَالُوۡا ھٰذَا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌo وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ وَھُوَ یُدۡعٰۤی اِلَی الۡاِسۡلَامِ وَاللّٰہُ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَo

اور (یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم سے کہا کہ اے بنی اسرائیل! مَیں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں، جو (کلام) میرے آنے سے پہلے نازل ہو چکا ہے یعنی تورات، اس کی پیشگوئیوں کو میں پورا کرتا ہوں اور ایک ایسے رسول کی بھی خبر دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہوگا۔ پھر جب وہ رسول دلائل لے کر آ گیا، تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا کھلا فریب ہے۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے، جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے۔ اور اللہ ظالموں کو کبھی ہدایت نہیں دیتا۔

☆......یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاھِھِمۡ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَo ھُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡھُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡھِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ۔ (سورۃ صف آیت ۷ تا ۱۰)

وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں، اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے چھوڑے گا خواہ کافر (لوگ) کتنا ہی ناپسند کریں۔ وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆......عَنۡ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اُعۡطِیۡتُ خَمۡسًا لَمۡ یُعۡطَھُنَّ اَحَدٌ قَبۡلِیۡ نُصِرۡتُ بِالرُّعۡبِ مَسِیۡرَۃَ شَھۡرٍ وَجُعِلَتۡ لِیَ الۡاَرۡضُ مَسۡجِدًا وَطُھُوۡرًا فَاَیُّمَا رَجُلٍ مِنۡ اُمَّتِیۡ اَدۡرَکَتۡہُ الصَّلٰوۃُ فَلۡیُصَلِّ وَاُحِلَّتۡ لِیَ الۡغَنَائِمُ وَلَمۡ تُحِلَّ لِاَحَدٍ مِنۡ قَبۡلِیۡ وَاُعۡطِیۡتُ الشَّفَاعَۃَ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبۡعَثُ اِلٰی قَوۡمِہٖ خَاصَّۃً وَبُعِثۡتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ خصوصیات ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔ ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ مدد کیا گیا ہوں میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاکیزہ بنا دی گئی ہے، میری امت میں سے جس پر نماز کا وقت آجائے وہ نماز پڑھ لے۔ میرے لئے غنائم حلال کر دی گئیں۔ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوئیں مجھے شفاعت کا حق ملا ہے اور پہلے نبی کسی خاص ایک قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں سب لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں''۔

☆......عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَبۡعَثُ لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ عَلٰی رَأۡسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنۡ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیۡنَھَا۔

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ ومشکوٰۃ مطبع نظامی دہلی صفحہ ۱۴ کتاب العلم ومطبع مجتبائی صفحہ ۳۶)

باقی صفحہ نمبر 24 پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ختم نبوت ہمیشہ کے لئے جاری ہے

سیدنا ومولانا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات فیض رساں وجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کل عالم اور کل ادیان کے لئے ہادی و رہنما بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ پر تمام کمالات روحانیہ واخلاق فاضلہ کا اختتام کیا اور فرمایا ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله و خاتم النبیین یعنی محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کی مہر ہیں مہر کا لفظ عربی زبان میں دو معنوں پر اطلاق پاتا ہے۔ وہ نقش جو کسی چیز کے ذریعہ ثبتکیا جائے اور دوسرے وہ چیز جس سے نقش ثبت کیا جائے۔ اگر اس کے یہ معنے لئے جائیں کہ آپ کے ذریعہ فیض رسانی کی راہ بند ہوگئی تو یہ معنے آپ کے مقام اور ذات بابرکات کے خلاف ہیں اور اگر یہ لئے جائیں کہ آپ کا وجود تمام انبیاء کی تصدیق کرنے والا ہے تو یہ نہ صرف کہ آپ کی شان اور مقام کے منافی نہیں بلکہ حقیقت کے مطابق ہے۔ چنانچہ احادیث اور واقعات اس کی وضاحت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں اس وقت سے ''خاتم النبیین'' ہوں جب سے کہ آدم ابھی پانی اور مٹی کے خمیر میں تھا۔ گویا انبیاء کے آنے میں آپ کا مقام خاتم النبیین کوئی روک نہیں بنتا بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیگر انبیاء کو براہ راست نبوۃ کا مقام ملا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ آپ کی اتباع سے یہ مقام حاصل ہوسکتا ہے بلکہ آئندہ نبی آنے کے لئے اتباع نبوی ہی سب سے پہلی شرط مقرر کی گئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ (سورۃ النساء: ۷۰)

یعنی اور جو بھی اللہ کی اور اس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو ان لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

اسی طرح آپ نے اپنی امت کے علماء کو انبیاء بنی اسرائیل کے مشابہ قرار دیتے ہوئے ان کو بلند مقام بھی عطا فرمادیا۔ چنانچہ امت محمدیہ میں ہزاروں ایسے اولیاء اور بزرگان ومجددین آئے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی طرح کلام کیا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے وجود کی آمد کی خبر اپنی امت کو دی جس کا آنا آپ نے اپنا آنا قرار دیا اور اس کے صحابہ کو اپنے صحابہ قرار دیا۔ چنانچہ جب سورہ جمعہ کی یہ آیات نازل ہوئیں۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (سورۃ الجمعۃ: ۳-۴)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی اسے مبعوث کیا ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔ تو صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں تو آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جو اس مجلس میں تشریف فرما تھے، کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا لو کان الایمان معلقا بالثریا لنا له رجل اورجال من هولاء۔ یعنی اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا گیا تو ان میں سے ایک یا چند اشخاص اسے ضرور پالیں گے۔

پس جب ۱۴ویں صدی کا آغاز ہوا تو ان الٰہی وعدوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق عین وقت پر حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اپنے وجود کو اس کا مصداق قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے۔ اور یہ مقام مجھے صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ملا ہے چنانچہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری وساری فیضان کا ایمان افروز ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا — نام اس کا ہے محمد دلبر مِرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر — لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے

اسی طرح اپنے منثور کلام میں آپ فرماتے ہیں:

''خداوند کریم نے اسی رسول مقبول کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علوم لدینہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقائق ومعارف سے اس ناچیز کے سینہ کو پُر کر دیا ہے اور بارہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیات اور عنایات اور یہ سب تفضلات اور احسانات اور یہ سب تلطفات اور توجہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بیمن متابعت ومحبت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۳ حاشیہ نمبر ۱۱)

اسلام کا خدا کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ اور جو لوگ پورے زور سے اس کی طرف دوڑتے ہیں ان کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔

''سو میں نے خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے۔ جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید ومولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پاسکتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۵۷ تا ۶۲)

''یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کو دیا گیا تھا اس کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم۔ موسیٰ نے وہ متاع پائے جس کو قرون اولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائے جس کو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائمقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھ کر۔ مثیل موسیٰ، موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم، ابن مریم سے بڑھ کر اور وہ مسیح موعود نہ صرف موت کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا جیسا کہ مسیح ابن مریم موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جبکہ مسلمانوں کا وہی حال تھا جیسا کہ مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا۔ سو وہ میں ہی ہوں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔'' (کشتی نوح صفحہ ۱۳-۱۴)

''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا جبکہ میں ایسا ہوں تو سوچو کہ کیا مرتبہ ہے اس پاک رسول کا جس کی غلامی کی طرف میں منسوب کیا گیا۔ ذٰلک فضل الله يوتيه من يشاء۔'' (کشتی نوح صفحہ ۷۸)

''....اور یہ تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ عجیب ظلم ہے کہ جاہل اور نادان لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے حالانکہ زندہ ہونے کے علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں پاتا ہوں وہ خدا جس کو دنیا نہیں جانتی ہم نے اس خدا کو اس نبی کے ذریعہ سے دیکھ لیا اور وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے ہمارے پر محض اس نبی کی برکت سے کھولا گیا۔ اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتی ہیں۔ ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے وہ معجزات بھی دیکھ لئے اور ہم نے اس نبی کا وہ مرتبہ پایا جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں مگر تعجب کہ دنیا اس سے بے خبر ہے۔ مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا؟ مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ سے بڑھ کر بھی ہوسکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں یہ کفر ہے میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے؟ کفر خود تمہارے اندر ہے اگر تم جانتے کہ اس آیت کے کیا معنے ہیں کہ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم تو ایسا کفر منہ پر نہ لاتے خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کرسکتے ہو۔ اور تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔''

(چشمۂ مسیحی صفحہ ۲۷-۲۸)

''میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیم سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحٰق سے اور اسمٰعیل سے اور یعقوب سے اور یوسف سے اور موسیٰ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں ہوسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ اور میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمدیہ کا ایک ظل ہے جو مجھ میں ظاہر ہوئی۔'' (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۴)

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں اور آپ کا فیضان نبوت ہمیشہ اور تاقیامت جاری ہے اور جو آپ کے فیضان کو ختم سمجھتا ہے وہ آپ کی شان وصفات کا منکر ہے۔ وہ حقیقی مسلمان نہیں کہلاسکتا۔ پس اب جبکہ ہم آپؐ کی مبارک ولادت کا دن منارہے ہیں ہمیں آپ کی سنت کی اتباع کا عہد کرتے ہوئے اس پر عملی طور پر پہلے سے زیادہ گامزن ہونا چاہئے تاکہ آپ کی زندہ جاوید برکات کے وارث ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(قریشی محمد فضل اللہ)

حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ارفع شان کا ایمان افروز تذکرہ

آپؐ کے عاشقِ صادق حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مبارک الفاظ میں

☆ ’’ہمارا صرف ایک ہی رسول ہے اور ایک ہی قرآن شریف اس رسول پر نازل ہوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پا سکتے ہیں۔ آج کل فقراء کے نکالے ہوئے طریقے اور گدّی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی دعائیں اور دُرود اور وظائف یہ سب انسان کو صراطِ مستقیم سے بھٹکانے کا آلہ ہیں۔ سوتم ان سے پرہیز کرو۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی مہر کو توڑنا چاہا۔ گویا اپنی الگ شریعت بنالی۔ تم یاد رکھو کہ قرآن شریف اور رسول اللہ صلی اللہ کے فرمان کی پیروی اور نماز و روزہ وغیرہ جو مسنون طریقے ہیں ان کے سوا خدا کے فضل اور برکات کے دروازہ کو کھولنے کی کوئی اور کنجی ہے ہی نہیں۔ بھولا ہوا ہے وہ جو ان راہوں کو چھوڑ کوئی نئی راہ نکالتا ہے۔ ناکام مرے گا وہ جو اللہ اور اس کے رسول کے فرمودہ کا تابعدار نہیں اور اَور راہوں سے اسے تلاش کرتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد اول صفحہ 79)

❑ ’’مَیں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دنیا میں کسی مذہب والا رُوحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ مَیں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔‘‘

☆ ’’دیکھو! مَیں گواہی دیتا ہوں کہ وہ روشن مذہب اسلام ہے جس کے ساتھ خدا کی تائیدیں ہر وقت شامل ہیں کیا ہی بزرگ قدر وہ رسول ہے جس سے ہم ہمیشہ تازہ بتازہ روشنی پاتے ہیں اور کیا ہی برگزیدہ وہ نبی ہے جس کی محبت سے رُوح القدس ہمارے اندر سکونت کرتی ہے۔ تب ہماری دعائیں قبول ہوتی ہیں اور عجائب کام ہم سے صادر ہوتے ہیں۔ زندہ خدا کا مزا ہم اسی راہ میں دیکھتے ہیں۔ باقی سب مُردہ پستیاں ہیں۔

کہاں ہیں مُردہ پرست؟ کیا وہ بول سکتے ہیں؟

کہاں ہیں مخلوق پرست؟ کیا وہ ہمارے سامنے ٹھہر سکتے ہیں؟

کہاں ہیں وہ لوگ جو شرارت سے کہتے تھے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی نہیں ہوئی اور نہ کوئی نشان ظاہر ہوا۔ دیکھو! میں کہتا ہوں کہ وہ شرمندہ ہوں گے اور عنقریب وہ چھپتے پھریں گے اور وہ وقت آتا ہے بلکہ آگیا ہے کہ اسلام کی سچائی کا نُور منکروں کے منہ پر طمانچے مارے گا اور انہیں نہیں دکھائی دے گا کہ کہاں چھپیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد 2)

❑ ’’ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں اس درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں، یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مُرسَلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کے زیرِ سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی۔‘‘ (سراجِ منیر صفحہ 82)

❑ ’’خداوند کریم نے اس رسول مقبولؐ کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علوم لَدُنّیہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقائق و معارف سے اس ناچیز کے سِینہ کو پُر کر دیا ہے اور بارہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیّات اور عنایات اور یہ سب تفضّلات اور احسانات اور یہ سب تلطّفات اور توجّہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مُکالمات اور مخاطبات بہ یُمنِ متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ وسلم ہیں۔‘‘

جمالِ ہمنشیں درمَن اثر کرد ...... ☆ ...... وگرنہ مَن ہماں خاکم کہ ہستم

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 540 حاشیہ)

❑ ’’ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراطِ مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ راہِ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرُّسُل کے حاصل ہوسکیں۔ کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ 138)

❑ ’’وہ اعلیٰ درجہ کا نُور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں بھی نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں میں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا، وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز اَرضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ و ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5 صفحہ 16)

☆☆☆☆☆

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
پاکیزہ نعتیہ منظوم کلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا — نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر — لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے — اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدُّجیٰ یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے — میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے
پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے — دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے
وہ یار لامکانی وہ دلبر نہانی — دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے — وہ طیّب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے
حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے — جو راز تھے بتائے نِعم العطاء یہی ہے
آنکھ اس کی دُور بیں ہے دل یار سے قریں ہے — ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیاء یہی ہے
جو رازِ دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے — دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے
اس نُور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں — وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا — وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
ہم تھے دلوں کے اندھے سَو سَو دلوں پہ پھندے — پھر کھولے جس نے جِندے وہ مجتبیٰ یہی ہے
وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ — باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

دل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چوموں
قرآن کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی

..................آپ کی تحریرات کی روشنی میں..................

’’مَیں خدا تعالیٰ کے ان تمام الہامات پر جو مجھے ہورہے ہیں ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور مَیں اس خدا کو جانتا اور پہچانتا ہوں۔..... سومَیں اس وحی پاک سے ایسا ہی کامل حصہ رکھتا ہوں جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کامل قرب کی حالت میں انسان رکھ سکتا ہے۔ جب انسان ایک پُر جوش محبت کی آگ میں ڈالا جاتا ہے جیسا کہ تمام نبی ڈالے گئے تو پھر اس کی وحی کے ساتھ اضغاث احلام نہیں رہتے بلکہ جیسا کہ خشک گھاس تنور میں جل جاتا ہے ویسا ہی وہ تمام اوہام اور نفسانی خیالات جل جاتے ہیں اور خالص خدا کی وحی رہ جاتی ہے۔ اور یہ وحی صرف انہی کو ملتی ہے جو دنیا میں کمال صفا۔ محبت اور محویت کی وجہ سے نبیوں کے رنگ میں ہوجاتے ہیں۔ جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۴ اٹھارویں سطر میں یہ الہام میری نسبت ہے ’’جری اللہ فی حلل الانبیاء‘‘ یعنی خدا کا فرستادہ نبیوں کے حلّہ میں۔ سومَیں شکّی اور ظنّی الہام کے ساتھ نہیں بھیجا گیا بلکہ یقینی اور قطعی وحی کے ساتھ بھیجا گیا ہوں.... مجھے اس خدا کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے دلائل قاطعہ سے یہ علم دیا گیا ہے اور ہر ایک وقت میں دیا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھے القاء ہوتا ہے اور جو وحی میرے پر نازل ہوتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے نہ شیطان کی طرف سے۔ مَیں اس پر ایسا ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ آفتاب اور ماہتاب کے وجود پر۔ یا جیسا کہ اس بات پر کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ ہاں جب میں اپنی طرف سے کوئی اجتہاد کروں یا اپنی طرف سے کوئی الہام کے معنے کروں تو ممکن ہے کہ کبھی اس معنی میں غلطی بھی کھاؤں۔ مگر مَیں اس غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا۔ اور خدا کی رحمت جلد تر مجھے حقیقی انکشاف کی راہ دکھا دیتی ہے اور میری رُوح فرشتوں کی گود میں پرورش پاتی ہے۔‘‘

(تبلیغ رسالت ہشتم صفحہ ۶۴۔۶۵)

’’سومَیں نے خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور مَیں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پاسکتا ہے۔‘‘ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۵۷ تا ۶۲)

’’بعض نادانوں کا یہ خیال کہ گویا مَیں نے افتراء کے طور پر الہام کا دعویٰ کیا ہے غلط ہے۔ بلکہ درحقیقت یہ کام اس قادر خدا کا ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور اس جہان کو بنایا ہے۔ جس زمانے میں لوگوں کا ایمان خدا پر کم ہوجاتا ہے اس وقت میرے جیسا ایک انسان پیدا کیا جاتا ہے اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے اپنے عجائب کام دکھلاتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ خدا ہے۔ مَیں عام اطلاع دیتا ہوں کہ کوئی انسان خواہ ایشیائی ہو خواہ یورپین اگر میری صحبت میں رہے تو وہ ضرور کچھ عرصہ کے بعد میری ان باتوں کی سچائی معلوم کرلے گا۔‘‘

(اشتہار صفحہ ۱۶۔ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء مندرجہ کتاب البریہ)

جب تیرھیوں صدی کا آخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعے سے مجھے خبر دی کہ تو اِس صدی کا مجدد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ:-

’’اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآءُ هُمْ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ۔ قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ‘‘ یعنی خدا تعالیٰ نے تجھے قرآن سکھلایا اور اُس کے صحیح معنے تیرے پر کھول دیئے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا تو لوگوں کو بدانجام سے ڈراوے کہ جو باعث پُشت در پُشت کی غفلت اور نہ متنبہ کئے جانے کے غلطیوں میں پڑ گئے۔ اور تا اُن مجرموں کی راہ کھل جائے کہ جو ہدایت پہنچنے کے بعد بھی راہِ راست کو قبول کرنا نہیں چاہتے۔ ان کو کہہ دے کہ مَیں مامور من اللہ اور اوّل المومنین ہوں۔‘‘

(کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۲۰۱)

’’امابعد واضح ہو کہ موافق اس سنّت غیر متبدلہ کے ہر یک غلبہ تاریکی کے وقت خدا تعالیٰ اِس امتِ مرحومہ کی تائید کے لئے توجہ فرماتا ہے اور مصلحت عامہ کے لئے کسی اپنے بندہ کو خاص کرکے تجدید دین متین کے لئے مامور فرما دیتا ہے۔ یہ عاجز بھی اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدد کا خطاب پا کر مبعوث ہوا۔ اور جس نوع اور قسم کے فتنے دنیا میں پھیل رہے تھے اُن کے رفع اور دفع اور قلع قمع کے لئے وہ علوم اور وسائل اس عاجز کو عطا کئے گئے کہ جب تک خاص عنایت الٰہی ان کو عطا نہ کرے کسی کو حاصل نہیں ہوسکتے۔‘‘ (کرامات الصادقین صفحہ ۳)

’’جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ ...... اِس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کرکے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے تب مَیں نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ مَیں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اُس کو دوبارہ قائم کروں اور خدا سے قوت پا کر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو صلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں۔ اور اُن کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دُور کروں اور پھر جب اس پر چند سال گذرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اُمت کے لئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہِ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کو آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ مَیں ہی ہوں اور مکالماتِ الٰہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک وشبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالماتِ الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں۔ اور اُن کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمہ نے مجھے اس بات کے اقرار کے لئے مجبور کیا کہ یہ اُسی وحدہٗ لاشریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے۔ اور مَیں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرّف و مبدّل ہوگئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے مَیں نے اپنے خدا کو پایا اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی بلکہ ہر ایک حصہ اس کا جب خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا تو اس کے مطابق ثابت ہوا اور اس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشانِ آسمانی برسے۔‘‘ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱، ۲)

’’اِس زمانہ میں گندی تحریروں کے ذریعہ سے اس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی توہین کی گئی ہے کہ کبھی کسی زمانے میں کسی نبی کی توہین نہیں ہوئی۔ ......اور درحقیقت یہ ایسا زمانہ آگیا ہے کہ شیطان اپنے تمام ذرّیات کے ساتھ ناخنوں تک زور لگا رہا ہے کہ اسلام کو نابود کردیا جائے اور چونکہ بلاشبہ سچائی کا جھوٹ کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے۔ اس لئے یہ زمانہ بھی اس بات کا حق رکھتا تھا کہ اس کی اصلاح کے لئے کوئی خدا کا مامور آوے۔ پس وہ مسیح موعود ہے جو موجود ہے۔ اور زمانہ حق رکھتا تھا کہ اس نازک وقت میں آسمانی نشانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی دنیا پر حجّت پوری ہو۔ سو آسمانی نشان ظاہر ہورہے ہیں اور آسمان جوش میں ہے کہ اس قدر آسمانی نشان ظاہر کرے کہ اسلام کی فتح کا نقّارہ ہر ایک ملک میں اور ہر یک حصّہ دنیا میں بج جائے۔ اے قادر خدا! تُو جلد وہ دن لا کہ جس فیصلہ کا تو نے ارادہ کیا ہے وہ ظاہر ہوجائے اور دنیا میں تیرا اجلال چمکے اور تیرے دین اور تیرے رسول کی فتح ہو۔ آمین ثم آمین۔‘‘ (چشمۂ معرفت صفحہ ۸۶-۸۷)

’’یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے جس کی پیروی تمام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے۔ سومَیں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور عنایت سے وہ امام الزمان مَیں ہوں اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور شرطیں جمع کی ہیں اور اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے.... یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں نبی۔ رسول۔ محدث۔ مجدد سب داخل ہیں۔ مگر جو لوگ ارشاد اور ہدایت خلق اللہ کے لئے مامور نہیں ہوئے اور نہ وہ کمالات اُن کو دیئے گئے گو وہ ولی ہوں یا ابدال ہوں امام الزمان نہیں کہلا سکتے۔‘‘ (ضرورۃ الامام صفحہ ۲۴)

’’چونکہ یہ عاجز راستی اور سچائی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اس لئے تم صداقت کے نشان ہر ایک طرف سے پاؤ گے۔ وہ وقت دُور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اُترتی اور ایشیاء اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔ یہ تم قرآن شریف سے معلوم کرچکے ہو کہ خلیفۃ اللہ کے نزول کے ساتھ فرشتوں کا نازل ہونا ضروری ہے تا دلوں کو حق کی طرف پھیریں۔ سو تم اس نشان کے منتظر رہو۔ اگر فرشتوں کا نزول نہ ہوا اور ان کے اُترنے کی نمایاں تاثیریں تم نے دنیا میں نہ دیکھیں اور حق کی طرف دلوں کی جنبش کو معمول سے زیادہ نہ پایا تو تم نے یہ سمجھنا کہ آسمان سے کوئی نازل نہیں ہوا۔ لیکن اگر یہ سب باتیں ظہور میں آگئیں تو تم انکار سے باز آؤ۔ تا تم خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک سرکش قوم نہ ٹھہرو۔‘‘

(فتح اسلام صفحہ ۱۳ حاشیہ)

خطبہ جمعہ

قرآن کریم کا کوئی بھی حکم لے لیں اس میں حکمت ہے۔ان احکامات کی بڑی لمبی تفصیل ہے۔اگر مومن ان احکامات کو سامنے رکھے اوران کی حکمت پرغور کرے تو جہاں ہر ایک کی اپنی عقل اوردانائی میں اضافہ ہوتا ہے وہاں معاشرے میں بھی علم وحکمت پھیلنے سے محبت اور پیار کورواج ملتا ہے۔زیادہ دماغ روشن ہوتے ہیں۔پس ایک مومن کی یہی کوشش ہونی چاہئے کہ قرآن کریم سے حکمت کے یہ موتی تلاش کرے

دنیا کے ہر فساد کو دُور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنا ضروری ہے۔اور اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے لئے عبادات کی ضرورت ہے اور عبادتوں کے معیار اس وقت حاصل ہوتے ہیں جب اپنی نمازوں کی حفاظت کروگے اور جب نمازوں کی حفاظت کروگے تو پھر یہ تمہیں ہر قسم کی برائیوں سے روکے گی اور تمہاری یہ نمازیں تمہاری حفاظت کریں گی اور پھر اس مقصد کو حاصل کرنے والے بنوگے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔

(حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ میں حکمت کے مختلف معانی کے لحاظ سے بصیرت افروز بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 18/جنوری 2008ء بمطابق 18/صلح 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ- اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (البقرة:130)

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں بھی وہی مضمون ہے جو گزشتہ چند خطبوں سے چل رہا ہے۔اس میں جو آج مَیں بیان کروں گا تیسری بات جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعا میں مانگی تھی وہ حکمت کی تھی۔یعنی وہ رسول جس پر تو کتاب اتارے، جو تیری تعلیم کو دنیا میں پھیلانے والا ہوگا، وہ اس کی حکمت بھی سکھائے۔

حکمت کے مختلف معانی ہیں، گزشتہ ایک خطبہ میں مَیں بیان کر چکا ہوں یعنی حکمت کے ایک معنی انصاف اور عدل کے ہیں۔حکمت کے ایک معنی علم کے ہیں، حکمت کے ایک معنی عقل اور دانائی کے ہیں اور حکمت کے معنی کسی چیز کو صحیح جگہ استعمال کرنے اور مناسب حال کام لینے کے ہیں۔اس حکمت کے لفظ کو اس عظیم رسول ﷺ اور آپ کی لائی ہوئی کتاب کو جس کی تعلیم تا قیامت رہنے والی ہے آج اس حوالے سے بیان کروں گا۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ حکمت کے معنی انصاف اور عدل کے ہیں، تو اس میں یہ دعا کی گئی تھی کہ آنے والا رسول حکمت بھی سکھائے گا۔اس لحاظ سے اس کے یہ معنی ہوں گے کہ جو رسول آنے والا ہو، وہ عدل قائم کرے گا، عدل سکھانے والا ہوگا۔اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور وہ تمہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے تو یہ اس بات کا اعلان ہے کہ اس دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں وہ رسول مبعوث ہو چکا ہے۔کتاب بھی اس پر نازل ہو چکی ہے اور یہ ایسی کتاب ہے جو پُر حکمت تعلیم سے بھری پڑی ہے۔یہ رسول تمہیں اس کتاب کی حکمت بھی سکھاتا ہے اور تا قیامت سکھاتا چلا جائے گا۔یعنی اس تعلیم نے عدل سکھایا ہے اور تا قیامت یہی کتاب عدل کی تعلیم پر مہر ہے۔اور یہ عظیم نبی جو مبعوث ہوا، نہ ہی اس کی تعلیم عدل سے خالی ہے اور نہ اس کا عمل۔ بلکہ اس عظیم نبی ﷺ کا اُسوہ حسنہ بھی وہ عظیم مثالیں قائم کر رہا ہے جن تک کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے راستے بتا دیئے کہ اپنی اپنی انتہائی استعدادوں کے ساتھ اس اُسوہ پر چلنے کی کوشش کرو کیونکہ اس کے بغیر تم وہ معیار حاصل نہیں کر سکتے جو اس عظیم رسول کی اُمّت میں رہنے والے کو حاصل کرنے چاہئیں۔

آنحضرت ﷺ کی حکمت کے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے جو نصائح اور عمل ہیں مَیں گزشتہ ایک خطبہ میں ان کا ذکر کر چکا ہوں۔آج حکمت کے معنی عدل کے حوالے سے آپؐ کے اسوہ حسنہ کے ایک دو واقعات پیش کرتا ہوں۔پھر آگے قرآنی تعلیم بیان کروں گا۔

روایات میں آتا ہے کہ غزوہ حنین کے بعد جب اموال غنیمت تقسیم کئے جا رہے تھے تو بعض عرب سرداروں کو دوسروں پر ترجیح دیتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے زیادہ مال تقسیم کیا۔اس پر کسی نے اعتراض کیا کہ عدل سے کام نہیں لیا گیا۔اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا رسول اگر عدل سے کام نہیں لے گا تو اور کون لے گا۔یہ زائد مال جو دیا گیا تھا در اصل آنحضرت ﷺ نے تالیف قلب کے لئے ان سرداروں کو عطا فرمایا تھا تا کہ یہ سردارانِ عرب اسلام کے قریب ہوں۔چنانچہ وہ اور ان کے قبائل اسلام کے قریب ہوئے بلکہ قبول کیا۔اور یہ جو حصہ زائد دیا گیا تھا یہ کسی پر زیادتی کر کے نہیں دیا گیا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے خُمس، مال غنیمت کا پانچواں حصہ، جو اللہ اور رسول کے لئے مختص کیا ہوا ہے۔جس میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو دینے کا رسول ﷺ کو اختیار دیا گیا ہے۔

آپؐ نے ایک دفعہ فرمایا کہ بعض لوگوں کو جو مَیں زائد دیتا ہوں وہ ان کی ایمانی کمزوری کی وجہ سے دیتا ہوں اور ان کے حرص کی وجہ سے دیتا ہوں۔جو ایمان میں مضبوط ہیں انہیں مَیں بعض حالات میں کم دیتا ہوں اور فرمایا کہ یہ جو ایمان والے ہیں مجھے زیادہ عزیز ہیں، مجھے زیادہ پیارے ہیں۔پس یہ جو کسی کو زیادہ دینا تھا ایک تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق تھا جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے۔دوسرے حکمت کے تحت تھا یعنی ایسا پُر حکمت عدل قائم کرنے کا اُسوہ تھا جس نے ایمانوں میں بہتری پیدا کرنے کا کردار ادا کیا۔

پھر دیکھیں عدل کی عظیم مثال قائم کرنے کا وہ واقعہ جس میں ایک بوڑھے کو اپنی ذات سے پہنچی ہوئی تکلیف کا بدلہ لینے کے لئے آنحضرت ﷺ نے اجازت دی۔

روایت میں آتا ہے کہ جب سورۃ النصر کا نزول ہوا تو اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ایک خطبہ دیا۔کیونکہ سورۃ نصر سے صحابہؓ سمجھ گئے تھے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کا وقت قریب ہے۔اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے جب خطبہ دیا، صحابہؓ بڑے روئے اور اس خطبہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم سب کو مَیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ اگر کسی نے مجھ سے کوئی حق یا بدلہ لینا ہے تو قیامت سے پہلے یہیں اس دنیا میں لے لے۔

اس پر ایک بوڑھے صحابی عکاشہؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، آپؐ نے بار بار

اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر یہ فرمایا ہے کہ جس نے بدلہ لینا ہے وہ لے لے۔ تو مَیں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فلاں غزوہ کے موقع پر میری اونٹنی آپ ﷺ کی اونٹنی کے قریب ہوگئی تھی تو مَیں اترنے لگا تھا۔ مَیں پاؤں چومنے کے لئے یا کسی اور وجہ سے قریب ہوا تھا۔ بہرحال اس وقت آپؐ کی چھڑی مجھے لگی تھی، سوٹی مجھے لگی تھی۔ مجھے نہیں معلوم کہ ارادۃً مجھے مارنے کے لئے یا اونٹ کو مارنے کے لئے تھی لیکن بہرحال مجھے سوٹی لگی تھی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے جلال کی قسم! اللہ کا رسول تجھے جان بوجھ کر نہیں مار سکتا۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ کو کہا کہ وہی سوٹی لے کر آؤ۔ وہ حضرت فاطمہؓ کے گھر سے سوٹی لے کر آئے۔ تو آپؐ نے عکاشہ رضی اللہ عنہ کو سوٹی دی اور فرمایا کہ لو بدلہ لے لو۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے۔ حضرت علیؓ کھڑے ہوئے کہ ہمارے سے بدلہ لے لو اور آنحضرت ﷺ کو کچھ نہ کہو۔ عکاشہؓ نے کہا کہ نہیں مَیں نے تو بدلہ آنحضرت ﷺ سے ہی لینا ہے۔ پھر حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی ﷺ کے نواسے ہیں ہمارے سے بدلہ لے لو۔ تو عکاشہؓ نے کہا کہ نہیں بدلہ تو مَیں نے آنحضرت ﷺ سے لینا ہے۔ خود آنحضرت ﷺ بھی سب کو بٹھاتے رہے کہ تم لوگ بیٹھ جاؤ مَیں خود ہی اپنا بدلہ دوں گا۔ اس پر عکاشہؓ نے کہا کہ جب چھڑی مجھے لگی تھی تو اس وقت میرے بدن پر کوئی لباس نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے جسم مبارک سے کپڑا اٹھایا اور کہا لو مارلو۔ صحابہؓ نے جب یہ نظارہ دیکھا تو بے اختیار سب رونے لگ گئے۔ کس طرح برداشت کر سکتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کو کچھ ہو۔ سب کے سانس رُکے ہوئے تھے لیکن کچھ کر نہیں سکتے تھے۔ لیکن دوسرے ہی لمحے انہوں نے جو نظارہ دیکھا وہ تو ایک عاشق و معشوق کی محبت کا نظارہ تھا۔ عکاشہؓ آگے بڑھے اور آپؐ کے جسم مبارک کو چومنے لگے اور کہتے جاتے تھے میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ سے بدلہ لینا کون گوارا کر سکتا ہے۔ ہمیں تو آپؐ نے عدل کے نئے نئے اسلوب سکھائے ہیں۔ ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے کہ آپؐ کبھی ظلم کر سکتے ہیں یا زیادتی کر سکتے ہیں۔ یہ تو پیار کرنے کا ایک موقع تھا جسے مَیں ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔

لیکن دیکھیں کہ عدل کے اس شہزادے کا کیا خوبصورت جواب تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یا تو بدلہ لینا ہوگا یا معاف کرنا ہوگا۔ عکاشہؓ نے کہا یا رسول اللہ! مَیں نے اس امید پر آپؐ کو معاف کیا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھے معاف کرے گا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے اس سارے مجمع کو جو لوگ سامنے بیٹھے ہوئے تھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو آدمی جنت میں میرے ساتھی کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس بوڑھے عکاشہؓ کو دیکھ لے۔ اور پھر وہی صحابہؓ جو عکاشہؓ کے لئے سخت غم و غصّہ کی حالت میں بیٹھے تھے اُٹھ اُٹھ کر انہیں چومنے لگے اور ان کی قسمت پر رشک کرنے لگے۔ تو یہ تھا اس عظیم رسول کا عدل کہ ایک ادنیٰ چاکر کے سامنے بھی اپنے آپ کو بدلہ کے لئے پیش کر دیا اور فرمایا کہ اگر بدلہ نہیں لینا تو پھر معاف کرنا ہوگا۔ یہاں اس مجمع میں اعلان کرنا ہوگا کہ معاف کیا۔

تو یہ نمونے آپؐ نے عدل کے قائم کئے۔ بہت سارے نمونے اور مثالیں اَور بھی ہیں۔ اور پھر اپنے صحابہؓ کو بھی اس کی تلقین فرماتے رہے کیونکہ قرآن کریم میں عدل پہ بڑا زور دیا گیا ہے۔

اب مَیں قرآن کریم کی تعلیم کے حوالے سے ایک دو آیات اس بارہ میں پیش کرتا ہوں جن میں عدل قائم کرنے کی تعلیم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاۡئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ۔ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (النحل:91)۔ یقیناً اللہ تعالیٰ عدل کا، احسان کا اور اقرباء پر کئے جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔

یہ ایک ایسی پُرحکمت تعلیم ہے کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو معاشرتی مسائل بھی حل ہو جائیں گے اور قومی اور بین الاقوامی مسائل بھی حل ہو جائیں گے۔ ایسا عدل جو حکمت کے تحت کیا جائے وہ وہی عدل ہے جس میں نیکی کے معیار بڑھیں۔ عدل کے بعد محبت اور پیار پیدا ہو اور معاشرہ برائیوں سے بچنے کی کوشش کرے اور جب برائیوں سے بچیں گے تو پھر عدل کے مزید نئے معیار قائم ہوں گے۔ حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ ہوگی۔ عدل صرف بدلہ لے کر ہی قائم نہیں ہوتا بلکہ بعض حالات میں احسان کرنے سے ہوتا ہے۔ پھر مزید پیار اور محبت کے جذبات سے ہوتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے برائیوں کو چھوڑنے اور نیکیوں پر قائم ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ورنہ صرف عارضی بدلہ لے لینا، کسی کو سزا دے دینا، یہ دنیاوی عدل تو ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے جو اصول ہیں، جو تعلیم ہے، اس کے مطابق صرف یہ عدل نہیں ہے۔ کیونکہ ان سے بعض اوقات اصلاح نہیں ہوتی بلکہ دشمنیاں بڑھتی ہیں، ناراضگیاں پیدا ہوتی ہیں، رنجشیں پیدا ہوتی ہیں، کینے اور بغض بڑھتے ہیں۔ پس عدل وہ ہے جس کا فیصلہ موقع و محل کی مناسبت ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"اللہ (تعالیٰ) کا یہ حکم ہے کہ نیکی کے مقابل پر نیکی کرو اور اگر عدل سے بڑھ کر احسان کا موقع اور محل ہو تو وہاں احسان کرو۔ اور اگر احسان سے بڑھ کر قریبوں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرنے کا محل ہو تو وہاں طبعی ہمدردی سے نیکی کرو۔ اور اس سے خدا تعالیٰ منع فرماتا ہے کہ تم حدودِ اعتدال سے آگے گزر جاؤ۔ یا احسان کے بارہ میں منکرانہ حالت تم سے صادر ہو جس سے عقل انکار کرے۔ یعنی یہ کہ تم بے محل احسان کرو یا بر محل احسان کرنے سے دریغ کرو۔ یا یہ کہ تم محل پر اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی کے خُلق میں کچھ کمی اختیار کرو"۔ یعنی غلط وقت پر احسان کرنا بھی غلط ہے۔ اور اگر موقع اور محل ہو اور پھر احسان کا موقع ہو اس وقت احسان نہ کرنا بھی غلط ہے اور پھر یہ کہ جس طرح قریبوں سے سلوک کرتا ہے، جس طرح ماں بچے سے سلوک کرتی ہے اس طرح کے اخلاق دکھاؤ اور اگر اخلاق میں کوئی کمی ہوتی ہے تو یہ غلط طریقہ ہے۔

آپ فرماتے ہیں: "تم محل پر اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی کے خلق میں کچھ کمی اختیار کرو یا حد سے زیادہ رحم کی بارش کرو۔ اس آیت کریمہ میں ایصال خیر کے تین درجوں کا بیان ہے۔ اوّل یہ درجہ کہ نیکی کے مقابلے پر نیکی کی جائے۔ یہ تو کم درجہ ہے اور ادنیٰ درجہ کا بھلا مانس انسان بھی یہ خُلق حاصل کر سکتا ہے کہ اپنے نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرتا رہے۔

دوسرا درجہ اس سے مشکل ہے اور وہ یہ کہ ابتداءً آپ ہی نیکی کرنا اور بغیر کسی کے حق کے احسان کے طور پر اس کو فائدہ پہنچانا۔ اور یہ خُلق اوسط درجہ کا ہے۔ اکثر لوگ غریبوں پر احسان کرتے ہیں اور احسان میں ایک یہ مخفی عیب ہے کہ احسان کرنے والا خیال کرتا ہے کہ مَیں نے احسان کیا اور کم سے کم وہ اپنے احسان کے عوض میں شکریہ یا دعا چاہتا ہے۔ اور اگر کوئی ممنونِ منّت اس کا مخالف ہو جائے تو اس کا نام احسان فراموش رکھتا ہے"۔ جس کسی پہ احسان کیا جاتا ہے اور وہ مخالف ہو جائے تو اس کو احسان فراموش کہتے ہیں۔ "بعض وقت اپنے احسان کی وجہ سے اس پر فوق الطاقت بوجھ ڈال دیتا ہے"۔ یا پھر یہ ہے کہ اگر کوئی احسان کیا ہے تو اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈال دیتے ہیں۔ یہ بھی انصاف کے خلاف ہے، عدل کے خلاف ہے۔ "اور اپنا احسان اس کو یاد دلاتا ہے۔ جیسا کہ احسان کرنے والوں کو خدا تعالیٰ نے متنبہ کرنے کے لئے فرمایا ہے لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی (البقرہ۔265) یعنی اے احسان کرنے والو! اپنے صدقات کو جن کی صدق پر بنا چاہئے احسان یاد دلانے اور دکھ دینے کے ساتھ برباد مت کرو۔ یعنی صدقہ کا لفظ صدق سے مُشتق ہے۔ پس اگر دل میں صدق اور اخلاص نہ رہے تو وہ صدقہ صدقہ نہیں رہتا بلکہ ایک ریاکاری کی حرکت ہوتی ہے۔ غرض احسان کرنے والے میں یہ ایک خامی ہوتی ہے کہ کبھی غصّہ میں آ کر اپنا احسان بھی یاد دلا دیتا ہے۔ اسی وجہ سے خدائے تعالیٰ نے احسان کرنے والوں کو ڈرایا۔

تیسرا درجہ ایصال خیر کا خدائے تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ بالکل احسان کا خیال نہ ہو اور نہ شکر گزاری پر نظر ہو بلکہ ایک ایسی ہمدردی کے جوش سے نیکی صادر ہو جیسا کہ ایک نہایت قریبی مثلاً والدہ محض ہمدردی کے جوش سے اپنے بیٹے سے نیکی کرتی ہے۔ یہ وہ آخری درجہ ایصال خیر کا ہے جس سے آگے ترقی کرنا ممکن نہیں۔ لیکن خدائے تعالیٰ نے ان تمام ایصال خیر کی قسموں کو محل اور موقعہ سے وابستہ کر دیا ہے اور آیت موصوفہ میں صاف فرما دیا ہے کہ اگر یہ نیکیاں اپنے اپنے محل پر مستعمل نہیں ہوں گی تو پھر یہ بدیاں ہو جائیں گی۔ بجائے عدل فَحْشَآء بن جائے گا"۔ یہ عدل نہیں رہے گا بلکہ برائیاں بن جائیں گی۔ "یعنی حد سے اتنا تجاوز کرنا کہ ناپاک صورت ہو جائے"۔ اور فرمایا کہ "اور ایسا ہی بجائے احسان کے منکر کی صورت نکل آئے گی یعنی وہ صورت جس سے عقل اور کانشنس انکار کرتا ہے۔ اور بجائے اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی کے بَغِی بن جائے گا۔ یعنی وہ بے محل ہمدردی کا جوش ایک بُری صورت پیدا کرے گا۔ اصل میں بَغِی اس بارش کو کہتے ہیں جو حد سے زیادہ برس جائے اور کھیتوں کو تباہ کر دے اور یا حقِ واجب سے افزونی کرنا بھی بَغِی ہے"۔ کمی یا زیادتی جو بھی ہوگی۔ "غرض ان تینوں میں سے جو محل پر صادر نہیں ہوگا وہی خراب سیرت ہو جائے گی۔ اسی لئے ان تینوں کے ساتھ موقع اور محل کی شرط لگا دی ہے۔ اس جگہ یاد رہے کہ مجرّد عدل یا احسان یا ہمدردیٔ ذی القربیٰ کو خُلق نہیں کہہ سکتے بلکہ انسان میں یہ سب طبعی حالتیں اور طبعی قوتیں ہیں کہ جو بچوں میں بھی وجود عقل سے پہلے پائی جاتی ہیں۔ مگر خُلق کے لئے عقل شرط ہے اور نیز یہ شرط ہے کہ ہر ایک طبعی قوت محل اور موقعہ پر استعمال ہو"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 353-354 مطبوعہ لندن)

یہ ساری چیزیں اور طاقتیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں۔ عدل کرو گے، انصاف کرو گے، احسان کرو گے، یہ سب چیزیں اگر عقل کے بغیر استعمال ہو رہی ہیں، موقع و محل کے حساب سے استعمال نہیں ہو رہیں تو یہ کوئی اچھے اخلاق نہیں ہیں۔

تو یہ قرآن کریم کی پُرحکمت تعلیم ہے جو معاشرے میں قیام عدل کے لئے مزید راستے دکھاتی ہے۔ اگر ایک عادی چور کو جس کے معاملے میں سختی کا حکم ہے اگر چھوڑ دیں گے تو یہ عدل نہیں ہے۔ لیکن ایک بھوکے کے لئے جو اپنی بھوک مٹانے کے لئے روٹی چراتا ہے سزا کی بجائے روٹی کا انتظام ضروری ہے، یہ عدل ہے تاکہ اس کا اور اس کے بیوی بچوں کا پیٹ بھرے اور یہ احسان کرنے سے پھر عدل قائم ہوگا۔ لیکن اگر یہی روٹی چرانے والا ایک عادی چور بن جاتا ہے تو پھر اس کو سزا دینا عدل ہے۔ تو ہر موقع کے لحاظ سے جو عمل ہوگا وہ اصل میں عدل ہے۔

قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ توحید کا قیام اور حقوق العباد کی ادائیگی ہے اور اس کے لئے جو انسانی سوچ ہے اس میں عدل کا عنصر پیدا کرنا ضروری ہے۔ اس بات کو ذہن میں بٹھانے کے لئے اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ۔ وَ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا۔ ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْن

(سورة المائدة آیت 9) کہ اے وے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تم کو ہرگز کسی بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

تو یہ ہے عدل اور انصاف کی خوبصورت اور پُر حکمت تعلیم۔ پہلی بات یہ بتائی کہ اگر ایمان کا دعویٰ ہے، مومن کہلاتے ہو تو مومن تو ہمیشہ انصاف کی تائید میں کھڑا ہوتا ہے۔ اس کا کام تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی روشنی میں عدل کا قیام ہے۔ اگر یہ سوچ رکھنے والے ہو تو مومن ہو کیونکہ اس کے بغیر ایمان ناقص ہے۔ پھر فرمایا کہ جب یہ سوچ بن جائے گی تو پھر عدل و انصاف تمہارے اندر سے پھوٹے گا اور جب دل کی آواز اللہ تعالیٰ کی رضا بن جائے، اس کی تعلیم پر عمل کرنے والی بن جائے تو پھر کسی قسم کی دشمنی انصاف کے تقاضے پورے کرنے سے ایک مومن کو کبھی نہیں روکے گی۔ پس مومن کا کام ہے کہ تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے ہمیشہ انصاف کے تقاضے پورے کرے۔ اللہ تعالیٰ اسی ضمن میں فرماتا ہے کہ اگر تم تقویٰ سے کام نہیں لوگے تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات بھی چھپی ہوئی نہیں ہے۔ ایسا شخص جو اس عظیم تعلیم کو پا کر بھی اس پر عمل نہیں کرتا، حقیقی مومن نہیں کہلا سکتا۔ پس یہ عدل قائم کرنے کی ایسی خوبصورت تعلیم ہے جو صرف قرآن کریم کا ہی خاصّہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”خدا تعالیٰ نے عدل کے بارہ میں جو بغیر سچائی پر پورا قدم مارنے کے حاصل نہیں ہوسکتی فرمایا ہے لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا۔ ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (المائدہ :9)۔ یعنی دشمن قوموں کی دشمنی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو، انصاف پر قائم رہو، تقویٰ اسی میں ہے“۔

فرماتے ہیں کہ: ”اب آپ کو معلوم ہے جو قومیں ناحق ستاویں اور دکھ دیویں اور خونریزیاں کریں اور تعاقب کریں اور بچوں اور عورتوں کو قتل کریں جیسا کہ مکّہ والے کافروں نے کیا تھا اور پھر لڑائیوں سے باز نہ آویں، ایسے لوگوں کے ساتھ معاملات میں انصاف کے ساتھ برتاؤ کرنا کس قدر مشکل ہوتا ہے۔ مگر قرآنی تعلیم نے ایسے جانی دشمنوں کے حقوق کو بھی ضائع نہیں کیا اور انصاف اور راستی کے لئے وصیت کی۔ .... مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ دشمن سے مدارات سے پیش آنا آسان ہے مگر دشمن کے حقوق کی حفاظت کرنا اور مقدمات میں عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا یہ بہت مشکل اور فقط جوانمردوں کا کام ہے۔“

(نور القرآن نمبر 2۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 409 مطبوعہ لندن)

اسلام یہ جوانمردی اپنے سب ماننے والوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے کہ تمہارا حسن سلوک اور عدل و احسان دشمنوں کو بھی دوست بنا سکتا ہے۔

پھر حکمت کے ایک معنی یہ ہیں کہ علم کو کامل کرنا۔ یعنی آنے والا رسول علم کو بھی اپنے پر اُتری ہوئی تعلیم کی وجہ سے کامل کرے گا۔ قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (المائدہ:4)۔ یعنی تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں اور احسان پورے کر دئے۔ اس بارہ میں گزشتہ خطبہ میں بتا چکا ہوں۔ پس اس عظیم رسول پر اس پُر حکمت تعلیم کو اللہ تعالیٰ نے کامل کر دیا ہے۔

یہاں صرف علم کے کامل اور مکمل ہونے کی اس زمانے سے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں ان کا مَیں اس وقت ذکر کروں گا، جو پوری ہوئیں۔ اس کامل علم رکھنے والے خدا نے جو باتیں اس عظیم رسول ﷺ کو بتائیں اور اس کتاب میں جن کا ذکر ہوا جن میں سے بعض ایسی ہیں کہ چودہ سو سال تو دُور کی بات ہے، ماضی قریب کا انسان بھی اس بارہ میں سوچ نہیں سکتا تھا۔

بہت ساری پیشگوئیاں ہیں۔ مَیں یہاں ایک بیان کر رہا ہوں مثلاً سورۃ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ (الرحمٰن:20) کہ وہ دونوں سمندروں کو ملا دے گا جو بڑھ بڑھ کر ایک دوسرے سے ملیں گے۔ بَیْنَھُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ یَخْرُجُ مِنْھُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ (الرحمن: 21-23)۔ کہ (سردست) اُن (دونوں سمندروں) کے درمیان ایک روک ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کر سکتے۔ پس (اے جنّ و انس) تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے۔ دونوں میں سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں۔

اب اس میں دو سمندروں کو ملانے کا ذکر ہے اور نشانی یہ بتائی کہ ان میں سے موتی اور مونگے یا مرجان نکلتے ہیں۔ ایک تو نہر سویز کے ذریعہ سے دونوں سمندروں کو ملایا۔ Red Sea اور میڈیٹرینین سی (MediterianSea) کو۔ اسی طرح پانامہ نہر نے دو سمندروں کو ملایا۔ اور اس طرح بڑے سمندر آپس میں مل گئے۔ اب یہ علم آنحضرت ﷺ کو خدا نے اس وقت دیا جب کسی کو اس بات کا علم نہیں تھا۔ علم تو علیحدہ بات ہے اس وقت کے زمانے کے عربوں کی تو سوچ بھی یہاں تک نہیں پہنچ سکتی تھی کہ کس جگہ پر سمندر ہوں گے اور کس طرح ملائے جائیں گے اور پھر 1300 سال کے انتظار کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم نظارہ دکھایا اور اس پیشگوئی کو کس شان سے پورا فرمایا۔ پس یہ ہیں اُس عالم الغیب خدا کے علم کی باتیں جنہیں اس نے قرآن کریم کے ذریعہ آنحضرت ﷺ پر ظاہر فرمایا۔

پھر کائنات کے بارہ میں علم دیا کہ کس طرح ہماری کائنات وجود میں آئی۔ فرماتا ہے اَوَلَمْ یَرَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ۔ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ (الانبیاء: 31) کیا انہوں نے دیکھا نہیں جنہوں نے کفر کیا کہ آسمان وزمین دونوں مضبوطی سے بند تھے۔ پھر ہم نے ان کو پھاڑ کر الگ کر دیا۔ اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی تو کیا وہ ایمان نہیں لائیں گے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے اور حال کی تحقیقاتیں بھی اس کی مُصدِّق ہیں کہ عالم کبیر بھی اپنے کمال خلقت کے وقت ایک گٹھڑی کی طرح تھا“۔ بند تھا۔ ”جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے“۔ اس آیت مَیں جو مَیں نے پڑھی۔ یعنی کہ ”کیا کافروں نے آسمان اور زمین کو نہیں دیکھا کہ گٹھڑی کی طرح آپس میں بندھے ہوئے تھے اور ہم نے ان کو کھول دیا“۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 191-192 حاشیہ)

پس یہ علم 1400 سال سے قرآن کریم میں محفوظ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ظاہر ہوا۔ سائنسدانوں نے بِگ بینگ (Big Bang) کا نظریہ دیا یعنی ایک زبردست دھماکہ اور اس کے بعد یہ سب کائنات وجود میں آئی، سیارے وجود میں آئے۔ یہ بڑا تفصیلی مضمون ہے۔ بہرحال مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم نے جس بات کی خبر 1400 سال پہلے دی تھی اسے آج کا سائنسدان ثابت کر رہا ہے۔ پھر پانی سے انسان کی زندگی ہے۔ بہت ساری پیشگوئیاں ہیں۔

پھر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰھَا بِاَیْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ (الذاریت:48) اور ہم نے آسمان کو ایک خاص قدرت سے بنایا ہے اور یقیناً ہم وسعت دینے والے ہیں۔ اب اس آیت کے بھی مختلف ترجمے ہمارے اپنے تراجم قرآن کریم میں ملتے ہیں کیونکہ جس جس طرح انسان کو علم تھا اس کے مطابق ترجمہ ہوتا رہا۔ اور پھر سائنس کی ترقی کے ساتھ اس کے مزید معنی کھلے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے معنی کئے ہیں کہ ہم نے آسمان کو خاص قدرت سے بنایا اور یقیناً ہم اسے وسعت دینے والے ہیں۔ یہ وسعت کا تصور بھی ایک سائنس دان Edwin Hubble تھے اس کے تجربات نے دیا۔ اس نے یہ تجربات کئے تھے۔ اس نے پہلی دفعہ کائنات کے پھیلنے کی بات کی تھی۔ اور اب جو نئی تحقیق آ رہی ہے، چند مہینے پہلے ایک رسالے میں تھا اس میں یہ کہتے ہیں کہ اب جو چیز دیکھنے میں آ رہی ہے کہ یہ وسعت پذیری کی رفتار جو ان کے علم میں پہلے تھی اس سے کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ یا بڑھی ہوئی تھی تو ان کو پتہ ہی نہیں لگا۔ ان نئے آلات کی وجہ سے شاید اب معلوم ہوا ہے۔ لیکن بہرحال وسعت پذیری ثابت ہے اور اب تو بہت واضح ہو کے نظر آ رہی ہے۔

بہرحال جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آسمانوں کو بھی ہم نے خاص قدرت سے ہی بنایا ہے۔ یہ بھی اس آیت کا ترجمہ ہے کہ خاص قدرت سے بنایا اور کئی صفات شامل ہیں۔ یعنی آسمان کی وسعت اور اجرام کے سفر پر اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات کام کر رہی ہیں جن میں کچھ کا تو انسان ادراک حاصل کر لیتا ہے لیکن مکمل احاطہ نہیں کر سکتا۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل سے کوئی نئی دریافت کرتے ہیں تو پھر مزید پریشان ہو جاتے ہیں۔ بہت سارے سائنسدان بھی مزید تلاش کر رہے ہیں۔ بلکہ بعض تو ابھی بھی ایسے ہیں۔ ایک طبقہ ایسا بھی ہے اس بات کو بھی ماننے کو تیار نہیں ہے کہ بِگ بَینگ ہوا تھا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس طرح ہی ہوا، ہمیں تو ایمان بالغیب پہ بھی ایمان ہے، قرآن کریم نے ثابت کیا ہے اور سائنس دان اس کو ثابت کر رہے ہیں کہ زمین و آسمان کس طرح وجود میں آئے اور پھر اس کی وسعت بھی ہو رہی ہے، ایک طرف چل رہے ہیں۔ تو بہرحال کائنات کی اس وسعت پذیری کا جو تصور تھا، سو سال پہلے کے انسان کو نہیں تھا۔

پس یہ ہے اس کتاب کی خوبصورتی کہ ہر نئی دریافت جو آج کا تعلیم یافتہ انسان کرتا ہے خدا تعالیٰ کی اس آخری کتاب میں پہلے سے اس کا تصور موجود ہے بلکہ وضاحت موجود ہے۔ اب یہ انسان کی بنائی ہوئی کتابیں اس کا مقابلہ کیا کر سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ چیلنج ہے کہ نہ تو تم اس جیسی کتاب لا سکتے ہو، نہ اس جیسی ایک آیت بنا سکتے ہو۔ پس یہ وہ آخری کتاب ہے جو اس عظیم رسول ﷺ پر اُتری جس کا زمانہ قیامت تک ہے۔ اور اگر مسلمان سائنسدان ہوں بلکہ احمدی مسلمان تو دریافت کے بعد کسی چیز کو اس پر منطبق نہیں کریں گے بلکہ اپنی تحقیق کی بنیاد ہر ایک احمدی سائنسدان قرآن کریم کے دئے ہوئے علم پر رکھے گا اور رکھتا ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی بتایا تھا، ڈاکٹر عبدالسلام صاحب بھی اپنی تحقیق کی اسی پر بنیاد رکھا کرتے تھے۔ بہرحال کہنے کا یہ مطلب ہے کہ قرآن کریم نے ایسے ایسے علم و حکمت کے موتی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں جو رہتی دنیا تک نئے نئے انکشافات تحقیق کرنے والے انسان پر کرتے رہیں گے۔ پس یہ ایسا عظیم اور پُر حکمت کلام ہے جس کا کوئی دوسری شرعی کتاب مقابلہ نہیں کر سکتی۔

پھر اسی کتاب میں شرعی احکامات کی حکمت ہے۔ شرعی احکامات کی حکمت کا ایک یہ مطلب بھی ہے مثلاً نماز پڑھنے کا حکم ہے تو بیان فرمایا ہے کہ تم نماز سے کیا کیا فائدے اٹھاتے ہو۔ فرماتا ہے اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ وَلَذِکْرُاللّٰہِ اَکْبَرُ۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَاتَصْنَعُوْنَ (العنکبوت: 46) تُو کتاب میں جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے پڑھ کر سنا اور نماز کو قائم کر۔ یقیناً نماز بے حیائی اور ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر یقیناً سب (ذکروں) سے بڑا ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

یہ حکم صرف آنحضرت ﷺ کے لئے نہیں تھا بلکہ اُمّت کے لئے تھا، آنحضرت ﷺ کے خاص طور پر ماننے والوں کے لئے تھا۔ آپ تو پہلے ہی اس مقام تک پہنچے ہوئے تھے۔ آپ کو وہ مقام ملا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے خود آپ سے یہ اعلان کروایا کہ یہ اعلان کردو کہ میری نمازیں، میری قربانیاں اور میری زندگی اور میری موت سب خداتعالیٰ کے لئے ہے۔ آپؐ تو وہ مقام حاصل کر چکے تھے۔ یہ حکم تو اس بات سے بہت پیچھے ہے۔ پس یہ تعلیم تھی جو اللہ تعالیٰ نے مومنین کو دی تا کہ اللہ تعالیٰ سے مومنوں کا تعلق جوڑنے کے لئے انہیں راستے بتائے جائیں۔ آنحضرت ﷺ کو فرمایا کہ یہ پُرحکمت تعلیم مومنوں کو دو کہ دنیا کے ہر فساد کو دُور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنا ضروری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے لئے عبادات کی ضرورت ہے اور عبادتوں کے معیار اس وقت حاصل ہوتے ہیں جب اپنی نمازوں کی حفاظت کروگے اور جب نمازوں کی حفاظت کروگے تو پھر یہ تمہیں ہر قسم کی برائیوں سے روکے گی اور تمہاری یہ نمازیں تمہاری حفاظت کریں گی اور پھر اس مقصد کو حاصل کرنے والے بنوگے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”نماز بھی گناہوں سے بچنے کا ایک آلہ ہے۔ نماز کی یہ صفت ہے کہ انسان کو گناہ اور بدکاری سے ہٹا دیتی ہے۔ سوتم ویسی نماز کی تلاش کرو“۔ اس فقرے پر غور کریں ”اور اپنی نماز کو ایسی بنانے کی کوشش کرو۔ نماز نعمتوں کی جان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فیض اسی نماز کے ذریعہ سے آتے ہیں۔ سو اس کو سنوار کر ادا کرو تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کے وارث بنو“۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 126 مطبوعہ لندن)

پس یہ جو فرمایا کہ ”تم ایسی نماز تلاش کرو“، اس کا یہی مطلب ہے کہ جب تک نیکیاں اچھی طرح دل میں راسخ نہیں ہو جاتیں اس وقت تک یہ خیال کرتے رہو کہ نماز کی ادائیگی میں کہیں کمی ہے۔ جب تک اللہ کی رضا اصل مقصود نہیں بن جاتی اُس وقت تک یہ سمجھتے رہو کہ ہماری نمازوں میں کمی ہے۔ دعائیں اور نمازیں صرف اسی وقت نہ ہوں جب اپنی ضرورتوں کے لئے بے چین ہو رہے ہو اور جب اس سوچ کے ساتھ ہم عبادتیں کر رہے ہوں گے تبھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے وارث بھی بن رہے ہوں گے۔ ورنہ تو اس حکم میں کوئی حکمت نظر نہیں آتی۔

پھر قرآن کریم میں ایک پُرحکمت حکم یہ ہے کہ جھوٹ نہ بولو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج: 31) پس بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”بت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لئے جھوٹ کو بُت بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بُت پرستی کے ساتھ ملایا اور اسی سے نسبت دی جیسے ایک بُت پرست بُت سے نجات چاہتا ہے۔ جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بُت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بُت کے ذریعہ سے نجات ہو جاوے گی۔ کیسی خرابی آ کر پڑی ہے۔ اگر کہا جاوے کہ کیوں بُت پرست ہوتے ہو، اس نجاست کو چھوڑ دو تو کہتے ہیں کیونکر چھوڑ دیں۔ اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہوگی کہ جھوٹ پر اپنا مدار سمجھتے ہیں۔ مگر مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بھلائی اور فتح اسی کی ہے۔ .... یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ عام طور پر دنیادار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں مگر مَیں کیونکر اس کو باور کروں۔ مجھ پر سات مقدمات ہوئے ہیں اور خداتعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں ایک لفظ بھی مجھے جھوٹ لکھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خداتعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟ اگر ایسا ہو تو دنیا میں کوئی سچ بولنے کی جرأت نہ کرے۔ اور خداتعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں۔ اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں“۔ یہ غور سے سننے والی چیز ہے۔ ”اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی“۔ سزا اس وجہ سے نہیں کہ سچ بولا ہے ”وہ سزا ان کی بعض اور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے“۔ بہت ساری چھپی ہوئی برائیاں اور بدیاں جو ہیں ان کی وجہ سے سزا ہوتی ہے ”اور کسی اور جھوٹ کی سزا ہوتی ہے۔ خداتعالیٰ کے پاس تو ان کی بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں“۔ (الحکم جلد 10 نمبر 17 مورخہ 17/مئی 1906ء صفحہ 4)

پس استغفار ایسی چیزوں سے بچنے کے لئے بہت ضروری ہے۔

پھر حکمت کے معنی عقل اور دانائی کے بھی ہیں۔ اس کتاب نے جو عظیم رسول ﷺ پر اتری بڑے پُرحکمت احکامات اتارے ہیں۔ ہر حکم کی دلیل اتاری ہے جو ہر موقع و محل کے لحاظ سے ہے۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی مثال دے آیا ہوں قرآن کریم کہتا ہے کہ اگر کوئی مجرم ہے تو اس کو سزا دو۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصے میں آ کر، مغلوب الغضب ہو کر سزا نہ دو۔ اگر معاف کرنے سے اصلاح ہوسکتی ہے تو معاف کرنے میں حکمت ہے۔ لیکن اگر عادی چور کو معاف کر دیا جائے تو معاشرے میں فساد پیدا کرنے کا موجب ہوں گے۔ اسی طرح اگر قاتل کو معاف کروگے تو اور قتل پھیلائے گا۔ وہاں پھر سزا ضروری ہو جاتی ہے۔ غرض کہ قرآن کریم کا کوئی بھی حکم لے لیں اس میں حکمت ہے۔ ان احکامات کی بڑی لمبی تفصیل ہے۔ اگر مومن ان احکامات کو سامنے رکھے اور ان کی حکمت پر غور کرے تو جہاں ہر ایک کی اپنی عقل اور دانائی میں اضافہ ہوتا ہے وہاں معاشرے میں بھی علم و حکمت پھیلنے سے محبت اور پیار کو رواج ملتا ہے۔ زیادہ دماغ روشن ہوتے ہیں۔ پس ایک مومن کی یہی کوشش ہونی چاہئے کہ قرآن کریم سے یہ حکمت کے موتی تلاش کرے اور اللہ تعالیٰ کا بھی یہی حکم ہے جیسے کہ فرماتا ہے وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا (الاحزاب:35)۔ اور یاد رکھو اللہ کی آیات اور حکمت کو جن کی تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت باریک بین اور باخبر ہے۔

ان باتوں کو، قرآن کریم کے جو احکامات ہیں ان کو یاد کرنے کا حکم ہے۔ یہ آیات اور حکمت کی باتیں قرآن کریم میں جتنی بھی ہیں جن کی ہم اپنے گھروں میں تلاوت کرتے ہیں۔ قرآن کریم کاڑھے جاتے ہیں بڑے اہتمام سے رکھے بھی جاتے ہیں۔ تو تلاوت کی جائے تو تلاوت کا ثواب تو ہے لیکن اس کتاب کا حقیقی مقصد تب پورا ہوتا ہے۔ ان آیات کی تلاوت کرنے کا فائدہ تب ہوگا جب ان احکامات پر عمل بھی ہوگا اور اسی طرح اسوہ رسول ﷺ بھی ہمارے سامنے ہوگا اور یہ آیات اور حکمت کے موتی اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی ہم کوشش کریں گے۔ ”اللہ باریک بین اور باخبر ہے“، یہ جو آخر میں فرمایا اور یہ کہہ کر ہمیں اس طرف توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ جو ہمارے ظاہر و باطن سے باخبر ہے اسے کبھی دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ وہ ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کی بھی خبر رکھتا ہے اور ہر بُرائی کی بھی۔ پس اس عظیم رسول کی اس عظیم تعلیم کو جب تک اپنے پر لاگو کر کے ہم اپنی زندگیاں اس کے مطابق ہم ڈھالنے کی کوشش نہیں کریں گے حقیقی مومن کہلانے والے نہیں بن سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پُرحکمت تعلیم کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

لوائے احمدیت

اے لوائے احمدیت قوم احمد کے نشاں
تجھ پہ کٹ مرنے کو ہیں تیار تیرے پاسباں
مرد و زن پیر و جواں تجھ پہ قرباں یہ گروہ عاشقاں

قوم احمد سے ہوں میں، محمود ہے سالار قوم
میرا مسلک صلح کل! میرا وطن دارالاماں
اے مرے قومی نشاں دوش پر لوں گا میں ہر بار گراں

اے خدا کی ایک چھوٹی سی جماعت کے علم
تیرے سائے کے تلے آئیں گے شاہان جہاں
آکے پائیں گے اماں ہے یہ تقدیر خدائے دو جہاں

نور افشاں ہوں گے عالم پر ترے بدر و ہلال
اور یہ مینار بیضا ہوگا ہر سو ضو فشاں
جلوہ گاہِ قدسیاں ایک دن بن جائے گا سارا جہاں

لے کے جاؤں گا میں دنیا کے کناروں تک تجھے
مشکلیں اس راہ کی مجھ پہ اگرچہ ہیں عیاں
کاٹ کر کوہِ گِہراں چیر کر جاؤں گا بحرِ بیکراں

عہد یہ کرتا ہوں کہ جب تک ہے یہ میرے تن میں جاں
سرنگوں ہونے نہ دوں گا تجھ کو زیر آسماں
اے مرے قومی نشاں اے لوائے قادیاں دارالامان

(عبدالمنان ناہیدؔ)

(بحوالہ روزنامہ الفضل ۱۸/مارچ ۲۰۰۵ء)

محمود احمد بانیؔ
منصور احمد بانیؔ
اَسد | شہروز | مسرُور

BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
(ESTABLISHED 1956)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
5, SOOTERKIN STREET, KOLKATA-700072

BANI AUTOMOTIVES
56, TOPSIA ROAD (SOUTH)
KOLKATA- 700046

BANI DISTRIBUTORS
5, SOOTERKIN STREET
KOLKATA-700072

PHONE: CITY SHOWROOM: 2236-9893, 2234-7577, WAREHOUSE: 2343-4006, 2344-8741, RESIDENCE: 2236-2096, 2237-8749, FAX: 91-33-2234-7577

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مذہبی رواداری اور آزادئ ضمیر کے علمبردار

بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم، بربریت اور تعصّبات کی دنیا میں مبعوث ہوکر عدل واحسان، مذہبی رواداری اور حریتِ ضمیر و مذہب کی ایسی اعلیٰ تعلیم فرمائی جس کی نظیر نہیں ملتی۔

اسلامی تعلیم کے حسن کا اندازہ کرنے کے لئے دیگر مذاہب کا تقابلی مطالعہ بہت مفید ہوگا۔ یہود و نصاریٰ کو توریت میں غیر قوموں کے ساتھ سلوک کے لئے یہ تعلیم دی گئی۔

’’جب خداوند تیرا خدا تجھ کو اس ملک میں جس پر قبضہ کرنے کے لئے تو جارہا ہے پہنچادے اور تیرے آگے سے اُن بہت سی قوموں کو یعنی حِتّیوں اور جرجاسیوں اور اُموریوں اور کنعانیوں اور فرِزّیوں اور حِویوں اور یبوسیوں کو جو ساتوں قومیں تجھ سے بڑی اور زور آور ہیں نکال دے اور جب خداوند تیرا خدا ان کو تیرے آگے شکست دلائے اور تو ان کو مارلے تو تُو ان کو بالکل نابود کر ڈالنا، تو ان سے کوئی عہد نہ باندھنا، اور نہ ان پر رحم کرنا، تو ان سے بیاہ شادی بھی نہ کرنا، نہ ان کے بیٹوں کو اپنی بیٹیاں دینا اور نہ اپنے بیٹوں کے لئے ان کی بیٹیاں لینا، کیوں کہ وہ تیرے بیٹوں کو میری پیروی سے برگشتہ کردیں گے تا کہ وہ اور معبودوں کی عبادت کریں یوں خداوند کا غضب تم پر بھڑکے گا اور وہ تجھ کو جلد ہلاک کردے گا۔ بلکہ تم ان سے یہ سلوک کرنا کہ ان کے مذبحوں کو ڈھا دینا، ان کے ستونوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردینا، اور ان کی یسیرتوں کو کاٹ ڈالنا اور ان کی تراشی ہوئی مورتیں آگ میں جلا دینا۔

(استثناء باب ۷ آیت ۱ تا ۶)

اس کے مقابل پر بانی اسلام نے مذہبی رواداری اور آزادئ ضمیر کی بےنظیر تعلیم دی اور اعلان کیا کہ’’ دین میں کوئی جبر نہیں۔‘‘

(سورۃ البقرہ:۲۵۷)

نیز فرمایا’’ جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔‘‘ (سورۃ الکہف:۳۰)

پھر اسلام کی امتیازی شان یہ ہے کہ اس نے دیگر مذاہب و اقوام کے ساتھ عدل و انصاف کی نہ صرف تعلیم دی بلکہ بانیٔ اسلام اور ان کے سچے پیروؤں نے اس پر عمل کر کے غیر مذاہب کے ساتھ رواداری اور احسان کے بہترین نمونے پیش کئے۔ بے شک اسلامی تعلیم میں قیام عدل کی بخاطر ظلم کا بدلہ لینے کی اجازت دی گئی ہے لیکن عفو کو زیادہ پسند کیا گیا ہے اور فرمایا کہ اس کا اجر خدا نے خود اپنے ذمہ لیا ہے۔

(سورۃ الشوریٰ:۴۱)

عیر قوموں اور مذاہب کی مذہبی زیادتیوں کے جواب میں کسی قسم کی زیادتی کرنے سے منع کرتے ہوئے اسلام یہ تعلیم دیتا ہے:-

’’ایسی قوم جس نے تمہیں بیت اللہ سے روکا، اس کی دشمنی تمہیں اس بات پر نہ اُکسائے کہ تم زیادتی کر بیٹھو بلکہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔‘‘ (سورۃ المائدۃ:۲)

دوسری جگہ فرمایا اور’’ کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو کہ یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔‘‘

(سورہ المائدۃ:۹)

اسلام نے صرف یہ اصولی تعلیم ہی نہیں دی بلکہ تفصیل میں جاکر مشرکین کے برابر کے حق قائم فرمائے۔ چنانچہ زمانۂ جنگ میں اگر مومن عورتیں دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کر کے آجائیں تو انہیں واپس کرنے کی بجائے ان کی مشرک قوم میں ان عورتوں کے ولی کو وہ اخراجات ادا کرنے کا حکم ہے جو انہوں نے ان مومن عورتوں پر کئے۔ اور کافر عورتوں سے زبردستی نکاح کرنے اور انہیں اپنے پاس روک رکھنے سے منع فرمایا اور انہیں واپس مشرکین کے پاس لوٹاتے ہوئے مسلمانوں کو ان اخراجات کے مطالبہ کا حق دیا جس طرح کفار کو یہ حق حاصل ہے۔

(سورۃ الممتحنۃ:۱۱)

اسلام نے دشمن قوم حتّٰی کہ مشرکین کا امن کے ساتھ زندہ رہنے کا حق بھی تسلیم کیا ہے چنانچہ فرمایا:

’’اور مشرکوں میں سے اگر کوئی تجھ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے یہاں تک کہ وہ کلام الٰہی سن لے پھر اسے اس کی محفوظ جگہ تک پہنچادے یہ (رعایت) اس لئے ہے کہ وہ ایک ایسی قوم ہیں جو علم نہیں رکھتے۔‘‘ (سورۃ التوبہ:۶)

رسول کریمؐ کے ذریعہ رواداری کی یہ اعلیٰ تعلیم دی گئی کہ غیر مذہب یا قوم میں بھی جو خوبی یا نیکی پائی جاتی ہو اس کی قدردانی کرنی چاہئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔’’ سارے اہل کتاب برابر نہیں ہیں ان میں سے ایک جماعت (نیکی پر) قائم ہے۔ جو راتوں کو اللہ کی آیات پڑھتے اور عبادت کرتے ہیں۔‘‘ (سورۃ آل عمران:۱۱۴)

اسی طرح بعض یہود و نصاریٰ کی دیانت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا’’ ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان کے پاس ڈھیروں ڈھیر مال بھی بطور امانت رکھ دو تو وہ تمہیں واپس کردیں گے مگر بعض ایسے بھی ہیں جو ایک دینار بھی واپس نہیں لوٹائیں گے۔‘‘

(سورۃ آل عمران:۷۶)

بعض نیک فطرت خدا ترس عیسائیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ’’ جب وہ رسول کی طرف نازل ہونے والا کلام سنتے ہیں تو آپ ان کی آنکھوں میں آنسو بہتے دیکھتے ہیں، اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا، وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے، پس تو ہمیں گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔‘‘ (سورۃ المائدہ:۸۴)

بانیٔ اسلام نے رواداری کی یہ تعلیم بھی دی ہے کہ مذہبی بحثوں کے دوران جوش میں آکر دوسرے مذہب کی قابل احترام ہستیوں کو برا بھلا نہ کہو۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے’’ اور تم ان کو گالیاں نہ دو۔ جن کو وہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں۔ ورنہ وہ بھی اللہ کو دشمنی کی راہ سے نادانی میں گالی دیں گے۔‘‘ (سورۃ الانعام:۱۰۹)

رسول کریمؐ نے اس بنیادی حقیقت سے پردہ اُٹھا کر بانیان مذاہب کے احترام کی تعلیم دی کہ ہر قوم میں نبی آئے اور آغاز میں ہر مذہب سچائی پر قائم تھا مگر بعد میں اپنے نبی کی تعلیم سے انحراف کی وجہ سے بگاڑ پیدا ہوا۔ تاہم اب بھی ہر مذہب میں کچھ حصہ ہدایت کا موجود ہے۔ (سورۃ النحل:۶۴)

آپؐ نے یہ تعلیم بھی دی کہ سب اقوام کے نبی مقدس اور برگزیدہ تھے، اس لئے وہ منافرت دور کرنی چاہئے جو دائرہ ہدایت کو محدود کرنے سے پیدا ہوتی ہے اور باوجود مذہبی اختلاف کے دیگر اقوام و مذاہب سے اتحاد رکھنا چاہئے اور انسانیت کے ناطے ان کے ساتھ محبت و پیار کا سلوک کرنا چاہئے۔

اسلام دیگر مذاہب کے پیروؤں کے احساسات کا بھی احترام سکھاتا ہے کہ خواہ وہ حق پر نہ ہوں۔ مگر چونکہ وہ سچ سمجھ کر اس مذہب کو مان رہے ہیں انہیں اپنے مسلک پر قائم رہنے کا حق ہے۔

مدینہ میں ایک مسلمان اور یہودی کے مابین رسول اللہؐ اور حضرت موسیٰؑ کی فضیلت کا تنازعہ کھڑا ہوا تو رسول کریمؐ نے فرمایا کہ مجھے موسیٰؑ پر فضیلت مت دو۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ الاعراف)

بانیٔ اسلام نے محض مذہبی اختلاف کی بناء پر دوسری قوم پر حملہ کرنے کی تعلیم نہیں دی۔ صرف ان اقوام سے دفاعی جنگ کی اجازت دی ہے جو مسلمانوں پر حملہ کرنے میں پہل کریں۔ چنانچہ فرمایا’’ ان لوگوں سے اللہ کی راہ میں لڑائی کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں۔ اور زیادتی نہ کرو۔ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔‘‘ (سورۃ البقرہ:۱۹۱)

پھر رسول کریمؐ نے غیر مذاہب اور اقوام سے معاہدات کرنے اور ان کو پورا کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے’’ اگر کوئی غیر قوم مسلمانوں پر ظلم اور زیادتی کی مرتکب ہو اور وہ مسلمان تم سے مدد کے طالب ہوں اور تمہارا اس قوم کے ساتھ پہلے سے کوئی معاہدہ ہو تو اسے پورا کرنا ضروری ہے اور مظلوم مسلمانوں کی خاطر بھی اس عہد شکنی کی اجازت نہیں۔‘‘ (سورۃ الانفال:۷۳)

البتہ اگر وہ لوگ عہد شکنی کریں تو مسلمانوں کو جوابی کارروائی کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے’’ اگر تمہیں کسی قوم سے عہد شکنی کا خدشہ ہو تو ان سے ویسا ہی کرو جیسا کہ انہوں نے کیا ہے۔ اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔‘‘ (سورۃ الانفال:۵۹)

پھر اسلام نے محض عدل کی ہی تعلیم نہیں دی بلکہ اس سے آگے بڑھ کر احسان کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ (سورۃ النحل:۹۱)

اسلام غیر قوموں سے تمدنی تعلقات قائم کرنے، انصاف اور نیکی کا سلوک کرنے کی ہدایت فرماتا ہے۔ یہودی مذہب کی طرح یہ نہیں کہتا کہ صرف یہود سے سود نہ لو۔ (استثنا:۱۹/۲۳) بلکہ قرآن شریف نے سود کو حرام کر کے سب کے لئے منع کر دیا اور اعلیٰ درجہ کی تمدنی تعلیم دی:

’’جن لوگوں نے دین کے بارہ میں تم سے لڑائی نہیں کی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا۔ ان کے ساتھ احسان کا سلوک کرنے اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا۔‘‘ (الممتحنۃ:۸)

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کی (مشرک) والدہ اداس ہوکر انہیں ملنے مدینہ آئیں۔ اسماءؓ نے نبی کریمؐ سے پوچھا کہ کیا مجھے ان کی خدمت کرنے اور ان سے حسن سلوک کی اجازت ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں وہ تمہاری ماں ہے۔ ابن عیینہ کہتے ہیں اسی بارہ میں یہ آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں سے نہیں روکتا جنہوں نے تم سے دین کے بارہ میں جنگ نہیں کی۔

(بخاری کتاب الادب باب صلۃ الوالد المشرک)

اسلامی حکومت میں مسلمانوں پر ذمہ داریاں زیادہ اور غیر مسلموں پر نسبتاً کم ہیں۔ مسلمانوں پر جہاد فرض ہے اور لڑائی کی صورت میں بہرحال اس میں شامل ہونا ان کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ جبکہ غیر مسلموں کے لئے یہ لازم نہیں۔ مسلمانوں پر پیداوار کا دسواں حصہ بطور عشر حکومت کو دینا واجب ہے۔ غیر مسلموں پر یہ ذمہ داری نہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کو ہر سال اپنی آمدنی کا اڑھائی فیصد زکوٰۃ اور عُشر یعنی زرعی پیداوار کا دسواں حصہ دینا لازم ہے۔ جبکہ غیر مسلموں پر جزیہ کی صورت میں معمولی ٹیکس مقرر ہوتا ہے۔

غیر مسلموں کی آزادی میں بھی اسلام نے مسلم غیر مسلم کی کوئی تفریق نہیں رکھی بلکہ اصولی طور پر غلاموں کی آزادی کی تعلیم دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین کے موقع پر ہزاروں غیر مسلم غلاموں کو آزاد کر کے اس کا عملی نمونہ عطا فرمایا۔

مشرکین مکّہ سے حسن سلوک

مشرکین مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکّہ سے جلاوطن کیا تھا اور مدینہ میں بھی چین کا سانس نہ لینے دیا مگر آنحضرت ﷺ نے موقعہ آنے پر ہمیشہ

اُن سے احسان کا سلوک ہی روا رکھا۔ اہل مکّہ کو ہجرت مدینہ کے بعد ایک شدید قحط نے آگھیرا۔ یہاں تک کہ ان کو ہڈیاں اور مردار کھانے کی نوبت آئی۔ تب مجبور ہو کر ابوسفیان آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ’’اے محمدؐ! آپ تو صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں آپؐ کی قوم اب ہلاک ہورہی ہے آپؐ اللہ سے ہمارے حق میں دعا کریں (کہ قحط سالی دور فرمائے) اور بارشیں نازل ہوں ورنہ آپؐ کی قوم تباہ ہوجائے گی۔‘‘

رسول اللہؐ نے ابوسفیان کو احساس دلانے کے لئے صرف اتنا کہا کہ تم بڑے دلیر اور حوصلہ والے ہو جو قریش کی نافرمانی کے باوجود ان کے حق میں دعا چاہتے ہو۔ مگر دعا کرنے سے انکار نہیں کیا کیونکہ اس رحمت مجسم کو اپنی قوم کی ہلاکت ہرگز منظور نہ تھی۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ اسی وقت آپؐ کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھ گئے اور اپنے مولیٰ سے قحط سالی دور ہونے اور بارانِ رحمت کے نزول کی یہ دعا بھی خوب مقبول ہوئی۔ اس قدر بارش ہوئی کہ قریش کی فراخی اور آرام کے دن لوٹ آئے۔ مگر ساتھ ہی وہ انکار و مخالفت میں بھی تیز ہوگئے۔ (بخاری کتاب التفسیر سورہ الروم والدخان) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکّہ کی امداد کے لئے کچھ رقم کا بھی انتظام کیا اور وہ قحط زدگان کے لئے مکہ بھجوائی۔

(المبسوط للسرخسی جلد ۱۰ صفحہ ۹۲)

مسلمانوں کے دشمن قبیلہ بنو حنیفہ کا سردار ثُمامہ بن اُثال گرفتار ہوکر پیش ہوا تو رسول کریمؐ نے ازراہ احسان اسے آزاد کر دیا۔ رسول اللہؐ کے حسن سلوک سے متاثر ہوکر انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ اس کے بعد وہ حضورؐ کی اجازت سے عمرہ کرنے مکّہ گئے تو مسلمانوں کے طریق پر لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہنا شروع کیا۔ قریش نے انہیں پکڑ لیا اور کہا کہ تمہاری یہ جرأت کہ مسلمان ہوکر عمرہ کرنے آئے ہو۔ ثمامہ نے کہا خدا کی قسم تمہارے پاس میرے علاقہ یمامہ سے غلے کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا۔ جب تک رسول اللہؐ اجازت نہ فرمائیں۔

قریش ثمامہؓ کو قتل کرنے لگے مگر بعض سرداروں کی سفارش پر کہ یمامہ سے تمہیں غلہ وغیرہ کی ضرورت ہے۔ ان سے دشمنی مول نہ لو۔ چنانچہ انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ ثمامہؓ نے یمامہ جا کر واقعی اہل مکّہ کا غلہ روک دیا۔ یہاں تک کہ وہاں قحط پڑ گیا۔ تب قریش نے رسول اللہؐ کی خدمت میں لکھا کہ آپؐ تو دعویٰ کرتے ہیں کہ رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں اور صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہیں۔ مگر ہمارا تو غلہ تک رکوا دیا۔ رسول کریمؐ نے ثمامہؓ کو لکھا کہ قریش کے غلہ کے قافلے مکّہ جانے دیں۔ چنانچہ انہوں نے تعمیل ارشاد کی، اس طرح اپنی دشمن قوم قریش پر یہ آپؐ نے ایک گراں قدر اور عظیم احسان فرمایا۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۱۷۵ بیروت)

مشرکین کے بچوں کے قتل پر ناراضگی

مشرکین مکّہ نے غزوۂ احد کے موقع پر مسلمان شہداء کی نعشوں کی بے حرمتی کی تھی اور اُن کے ناک، کان وغیرہ کاٹے گئے تھے۔ حضرت حمزہؓ کا کلیجہ تک چبایا گیا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس کا بدلہ لینے کا نہیں سوچا بلکہ ہمیشہ اُن کے ساتھ حسن سلوک ہی کیا۔

حسن بن اسودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک غزوہ کے موقع پر مقتولین میں کچھ بچوں کی نعشیں بھی پائی گئیں۔ حضورؐ کو جب پتہ چلا تو آپؐ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جنہوں نے جنگجو مردوں کے ساتھ معصوم بچوں کو بھی قتل کر ڈالا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مشرکوں کے بچے ہی تو تھے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا، آج تم میں سے جو بہترین لوگ ہیں وہ بھی کل مشرکوں کے بچے ہی تو تھے۔ یاد رکھو کہ کوئی بھی بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو نیک فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کی یہ کیفیت اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک وہ بولنا سیکھتا ہے اس کے بعد اس کے ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی بنا دیتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۲۴ بیروت)

رسول کریمؐ سے پوچھا گیا مشرکوں کے بچوں کا حساب کتاب کیسے ہوگا؟ فرمایا وہ اپنے والدین کے مذہب پر شمار ہوں گے۔ عرض کیا گیا پھر تو وہ بغیر کسی عمل کے پکڑے گئے فرمایا اللہ بہتر جانتا ہے وہ کیا کرنے والے تھے۔

(ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی ذراری المشرکین)

ہجرت مدینہ کے وقت قریش مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کر کے لانے والے کے لئے سو اونٹ کا انعام مقرر کیا تھا۔ جس کے لالچ میں سراقہ بن مالک نے اپنے تیز رفتار گھوڑے پر رسول اللہؐ کا تعاقب کیا۔ مگر جب آپ کے قریب پہنچا تو اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ جب تین مرتبہ ایسا ہوا تو وہ توبہ کر کے معافی اور امان کا طالب ہوا۔ رسول کریمؐ نے اسے امان عطا کرتے ہوئے بطور انعام کسریٰ کے کنگنو کی بشارت دی۔ فتح مکہ پر وہ مسلمان ہوا اور رسول اللہؐ کے دامن رحمت سے حصہ پایا۔ بعد میں حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کسریٰ کے کنگن بھی اُسے عطا کئے گئے۔ یوں آپؐ کا تعاقب کرنے والا بدخواہ بھی آپؐ کے انعام و اکرام کا ہی مورد ٹھہرا۔

(بخاری کتاب بنیان الکعبۃ باب ہجرت النبیؐ)

مفتوح قوم کے مشرک سرداروں سے حسن سلوک

ابوجہل کا بیٹا عکرمہ اپنے باپ کی طرح عمر بھر رسول اللہؐ سے جنگیں کرتا رہا۔ فتح مکہ کے موقع پر بھی رسول کریمؐ کے اعلان عفو، امان کے باوجود ایک دستے پر حملہ آور ہوکر حرم میں خونریزی کا باعث بنا۔ اپنے جنگی جرائم کی وجہ سے ہی وہ واجب القتل ٹھہرا تھا۔ فتح مکہ کے بعد جان بچانے کے لئے وہ یمن کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کی بیوی رسول اللہؐ سے اس کے لئے معافی کی طالب ہوئی تو آپؐ نے کمال شفقت سے معاف فرما دیا۔ وہ اپنے شوہر کو واپس لانے کے لئے گئی تو خود عکرمہ کو اس معافی پر یقین نہ آتا تھا۔ چنانچہ اس دربار نبوی میں حاضر ہوکر اس کی تصدیق چاہی۔ اس کی آمد پر رسول اللہؐ نے اس سے احسان کا حیرت انگیز سلوک کیا۔ پہلے تو آپؐ دشمن قوم کے اس سردار کی عزت کی خاطر کھڑے ہوگئے پھر عکرمہ کے پوچھنے پر بتایا کہ واقعی میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ (موطا امام مالک کتاب النکاح)

عکرمہ نے پوچھا کہ کیا اپنے دین (حالت شرک) پر رہتے ہوئے آپؐ نے مجھے بخش دیا ہے آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اس پر مشرک عکرمہ کا سینہ اسلام کے لئے کھل گیا اور وہ بے اختیار کہہ اُٹھا اے محمدؐ! آپؐ واقعی بے حد حلیم و کریم اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ رسول اللہؐ کے حسن خلق اور احسان کا یہ معجزہ دیکھ کر عکرمہ مسلمان ہوگیا۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۹۲ بیروت)

مشرکین کا ایک اور سردار صفوان بن اُمیّہ تھا جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمانوں پر حملہ کرنے والوں میں شامل تھا۔ یہ بھی عمر بھر رسول اللہؐ سے جنگیں لڑتا رہا۔ اپنے جرائم سے نادم ہوکر فتح مکہ کے بعد بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے چچا عمیر بن وہبؓ نے رسول اللہؐ سے اس کے لئے امان چاہی۔ آپؐ نے اپنا سیاہ عمامہ بطورِ علامتِ امان اُسے عطا فرمایا۔ صفوان بن عمیر کو واپس مکہ لایا۔ اس نے پہلے تو رسول اللہؐ سے اپنی امان کی تصدیق چاہی پھر اپنے دین پر رہتے ہوئے دو ماہ کے لئے مکّہ میں رہنے کی مہلت چاہی آپؐ نے چار ماہ کی مہلت عطا فرمائی۔

محاصرہ طائف سے واپسی پر رسول اللہؐ نے تالیف قلب کی خاطر اُسے پہلے سو اونٹ کا انعام دیا۔ پھر سو اونٹ اور پھر سو اونٹ گویا کل تین صد اونٹ عطا فرمائے۔ صفوان بے اختیار کہہ اُٹھا اتنی بڑی عطا ایسی خوش دلی سے سوائے نبی کے کوئی نہیں دے سکتا۔ چنانچہ وہ بھی مسلمان ہوگیا۔

(سیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۳ بیروت)

فتح مکّہ کے بعد بنوثقیف کا وفد طائف سے آیا، تو نبی کریمؐ نے ان کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور ان کی خاطر تواضع کا اہتمام کروایا۔ بعض لوگوں نے سوال اُٹھایا کہ یہ مشرک لوگ ہیں ان کو مسجد میں نہ ٹھہرایا جائے کیونکہ قرآن شریف میں مشرکین کو نجس یعنی ناپاک قرار دیا ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اس آیت میں دل کی ناپاکی کی طرف اشارہ ہے، جسموں کی ظاہری گندگی مراد نہیں۔ (احکام القرآن الحساس جلد ۳ صفحہ ۱۰۹)

وفد ثقیف کے بعض لوگ تو مدینہ میں اپنے حلیفوں کے پاس ٹھہرے۔ بنی مالک کے لئے نبی کریمؐ نے خود خیمہ لگا کر انتظام کروایا اور آپؐ روزانہ نماز عشاء کے بعد جاکر ان سے مجلس فرماتے تھے۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب تحزیب القرآن)

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نے رسول کریمؐ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ وہ وفد ثقیف کو اپنا مہمان رکھنا چاہتے ہیں رسول کریمؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں ان کے اکرام و عزت سے نہیں روکتا، مگر ان کی رہائش وہیں ہونی چاہئے جہاں وہ قرآن سن سکیں۔ چنانچہ حضورؐ نے سب کے لئے مسجد میں خیمے لگوا دیئے تا کہ لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھیں اور قرآن سنیں۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی ۵۷)

رسول کریمؐ نے غیر حربی مشرکین سے ہمیشہ حسن معاملہ کا طریق اختیار فرمایا۔ ایک دفعہ مشرک مہمان کی خود مہمان نوازی کی اور اسے سات بکریوں کا دودھ پلایا۔ (ترمذی کتاب الاطعمۃ)

ایک دفعہ ریشم کا لباس تحفہ آیا تو رسول کریمؐ نے حضرت عمرؓ کو دیا انہوں نے پوچھا کہ ریشم تو مردوں کے لئے منع ہے وہ اسے کیا کریں گے؟ فرمایا کسی اور کو دے دیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنے مشرک بھائی کو بطور تحفہ دے دیا۔

(بخاری کتاب اللباس باب الحریر النساء)

باقی صفحہ نمبر 28 پر ملاحظہ فرمائیں

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
الفضل جیولرز | کاشف جیولرز
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ | گولبازار ربوہ
فون 047-6213649 | 047-6215747

M/S ALLIA EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2112266, Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۷ء.........................

سیرت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

﴿حقوق انسانیت بالخصوص مخالفین سے حسنِ سلوک﴾

محمد کریم الدین شاہدؔ ایڈیشنل ناظم وقفِ جدید بیرون قادیان

بانیٔ اسلام سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم آج سے چودہ سو سال قبل جب ملکِ عرب کے شہر مکہ مکرمہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاحِ خلق کے لئے مبعوث کئے گئے، اُس وقت نہ صرف ملکِ عرب میں بلکہ ساری دُنیا میں کفر و ضلالت اور شرک و جہالت کا دور دَورہ تھا۔ اخلاقِ حسنہ کی جگہ اخلاقِ رذیلہ پھیل چکے تھے۔ رُوحانیت ناپید ہوچکی تھی۔ انسانی اقدار اور حقوقِ انسانی کو روندا اور پامال کیا جارہا تھا۔ ظلم وستم کا بازار گرم تھا۔ مذہبی تعلیمات بگڑ چکی تھیں۔ خود مذہب کے علمبردار بدعملی اور بداخلاقی میں بدترین وجود بن گئے تھے۔ قرآن مجید نے اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے کہ:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (روم:۴۱)

یعنی خشکی وتری پر فساد غالب تھا۔ ہر جگہ ابتری اور خرابی روز افزوں تھی۔ تب اِس ظلمت کدۂ دُنیا کو بُقعۂ نُور بنانے، مکارمِ اخلاق کی تکمیل و ترویج اور حقوقِ انسانی کے قیام کے لئے ربّ العالمین نے آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید جیسا جامع اور کامل ضابطۂ حیات دیکر دُنیا میں اخلاقی سماجی اور رُوحانی انقلاب پیدا کرنے کے لئے کھڑا کردیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقاصد میں جس رنگ میں کامیابی حاصل کی اُس کی نظیر تاریخِ انبیاء میں نہیں ملتی۔ چنانچہ عاشقِ رسولؐ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک عظیم الشان کامیاب زندگی ہے۔ آپؐ کیا بلحاظ اپنے اخلاقِ فاضلہ کے اور کیا بلحاظ اپنی قوتِ قدسی اور عقدِ ہمت کے اور کیا بلحاظ اپنی تعلیم کی خوبی اور تکمیل کے اور کیا بلحاظ اپنے کامل نمونہ اور دُعاؤں کی قبولیت کے، غرض ہر طرح اور ہر پہلو میں چمکتے ہوئے شواہد اور آیات اپنے اندر رکھتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ایک غبی سے غبی انسان بھی بشرطیکہ اُس کے دِل میں بے جا غُصّہ اور عداوت نہ ہو، صاف طور پر مان لیتا ہے کہ آپ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہیں۔" (الحکم ۱۰/اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ:۵)

مساوات

امرِ واقعہ یہ ہے کہ بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے سب سے پہلے حقوقِ انسانی کا قیام فرمایا۔ انسانی اقدار کا تقدس قائم کیا۔ احترامِ آدمیت کی تعلیم دی اور انسانیت، مانوتا یا HUMANITY کو رواج دیکر تمام بھید بھاؤ، چھوت چھات، ذات پات اور اُونچ نیچ کے بندھنوں سے دُکھی انسانیت کو آزاد کردیا۔ ورنہ آپ سے پہلے ہندو سماج نے انسان کو چار طبقوں یعنی برہمن، کھتری، ویش اور شُودر میں درجہ وار تقسیم کر کے رکھ دیا تھا۔ مشرقِ وسطیٰ کے مذہب یہودیت نے بنی اسرائیل کو ہی سب سے اعلیٰ قرار دے رکھا تھا اور حضرت مسیحؑ نے بھی غیر اسرائیلیوں کو کُتّے اور سؤر قرار دیا۔ ورنہ آج یورپ اور دنیا کے تمام متمدن ممالک نے جمہوریت اور اس کے اصول ثلاثہ یعنی EQUALITY, FRATERNITY & BROTHERHOOD کو جو رواج دینے کی کوشش کی ہے یا موجودہ دَور میں U.N.O نے ۱۰/دسمبر ۱۹۴۸ء کو HUMAN RIGHTS CHARTER یعنی منشورِ حقوقِ انسانی منظور کیا ہے اور اس کے ضابطہ 1، 18 میں یہ اصول مقرر کیا ہے کہ تمام انسان آزاد پیدا ہوئے ہیں اور اُن کو اپنے مقام و حیثیت اور حقوق کے حصول میں مساوات حاصل ہے اور ہر شخص کو آزادیٔ خیال، آزادیٔ ضمیر اور آزادیٔ مذہب حاصل ہوگی تو یہ سب حقوقِ انسانی آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے عرب کی سرزمین میں قائم فرمادیئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قومی اور نسلی امتیازات کو مٹا کر انسانی مساوات کو قائم کردیا اور ببانگِ دُہل یہ اعلان فرمایا کہ:

وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ (الحجرات:۱۴)

یعنی انسانوں کے جو مختلف قبائل اور خاندان نظر آتے ہیں، یہ تو محض آپس میں شناخت اور پہچان کے لئے ہیں ورنہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزّت اور تعظیم کے لائق وہی لوگ ہیں جو سب سے زیادہ نیک ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کے جس عظیم چارٹر کو دُنیا کے سامنے پیش کر کے نہ صرف اُسے اسلامی سماج کا ایک لازمی حصہ بنادیا بلکہ اسلامی سماج میں اُس کو رائج کردیا وہ یہ ہے کہ:-

"اے لوگو! کان کھول کر سُن لو کہ تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک تھا۔ اور پھر کان کھول کر سُن لو کہ عربوں کو عجمیوں پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ عجمیوں کو عربوں پر کوئی فضیلت ہے اور نہ گوروں کو کالوں پر اور نہ کالوں کو گوروں پر کوئی فضیلت ہے سوائے ایسی ذاتی خوبی کے جس کے ذریعہ کوئی شخص دوسروں سے آگے نکل جائے۔" (مسند احمد بن حنبلؒ)

حضرات! اِسی تسلسل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

"لوگو یہ کونسا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یہ حج کا دن ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا یہ کونسا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حج کا مقدس مرکز ہے۔ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے؟ لوگوں نے جواب دیا یہ حج کا مہینہ ہے۔ تب آپؐ نے فرمایا: جس طرح تم حج کے دن، حج کے مہینے اور حج کے مقدس مرکز کا احترام کرتے ہو، اِسی طرح ہر انسان کی جان، اُس کے مال اور اُس کی آبرُو کا بھی احترام کرو۔ کیونکہ اُن کو بھی ویسی ہی شرعی حفاظت حاصل ہے جیسی شرعی حفاظت اِس مقدس دن، اِس مقدس مہینہ اور اِس مقدس شہر کو دی گئی ہے۔" (بخاری کتاب المناسک، باب الخطبۃ ایّام منیٰ جلد 1 صفحہ:۲۳۴)

اسی طرح آپؐ نے سب اقوام عالم کو بلا استثناء ایک لیول پر کھڑا کردیا۔ اور یہ تمام بنی نوعِ انسان پر آپ کا ایک عظیم الشان احسان ہے کہ تمدّنی اور قومی ہر لحاظ سے آپ نے سب انسانوں میں حقیقی مساوات قائم فرمادی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوقِ انسانی کے قیام کے لئے ہمیشہ سماج کے کمزور طبقے کو اُوپر اُٹھانے کا خاص اہتمام فرمایا ہے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ ---- "مجھے کمزور لوگوں میں تلاش کرو۔ اور یاد رکھو تمہیں تمہارے کمزور محنت کش لوگوں کی وجہ سے ہی رزق ملتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔" (ترمذی کتاب الجہاد)

آپؐ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ! مجھے مسکین ہونے کی حالت میں زندہ رکھنا۔ اسی حالت میں موت دینا اور قیامت کے روز بھی مجھے مساکین کی جماعت سے اُٹھانا۔" (ترمذی کتابُ الدعوات)

انسانیت اور انسانی اقدار کے قیام کے لئے آپ نے یہ تعلیم دی کہ "اِنَّ الْعِبَادَ کُلُّهُمْ اِخْوَةٌ" "سب انسان خدائے واحد کے بندے ہونے کے ناطے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (مسند احمد جلد ۴) نیز فرمایا: اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ (بیہقی شُعب الایمان) یعنی ساری مخلوقات اللہ کا کنبہ ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اُس کے عیال یعنی مخلوق سے اچھا سلوک کرتا ہے اور اُن کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔

پس اقدارِ انسانی کا یہ وہ وسیع تصوّر تھا جس نے تمام نسلی، قومی اور ملکی امتیازات کا خاتمہ کردیا۔ اور تنگ نظری و تنگ ظرفی کی جگہ دنیا میں وسعتِ قلبی اور فراخ حوصلگی کی فضا قائم کردی۔

آزادیٔ ضمیر

انسانی حقوق کے قیام کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی فطرت کے اس تقاضا کو بھی ملحوظ رکھا ہے کہ لوگوں کا آپس میں انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی افکار و خیالات اور نظریات و اعتقادات میں اختلاف ہوسکتا ہے اور حُریّتِ فکر اور آزادیٔ ضمیر ہر انسان کا فطری حق ہے لیکن اِس اختلاف کو زور زبردستی یا جبر و اِکراہ سے دُور کرنے کا اِسلام قائل نہیں ہے۔ بلکہ ہر شخص کو آزادی حاصل ہے کہ جس نظریے اور عقیدے کو اُس کا دِل چاہے اپنے ضمیر کی آواز سُن کر اختیار کرے۔ اور جس عقیدے کو چاہے چھوڑ دے اور ردّ کردے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ نے یہ تعلیم پیش فرمائی:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (البقرہ:۲۵۴)

یعنی دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر و اِکراہ (جائز) نہیں۔ کیونکہ ہدایت اور گمراہی کا باہمی فرق خُوب ظاہر ہوچکا ہے پس اسلام قبول کرنے کے لئے یا کسی بھی مذہب اور اعتقاد کو اختیار کرنے کے لئے کسی بھی صورت میں جبر و زبردستی کو ہرگز روا نہیں رکھا جاسکتا کیونکہ یہ فطرتِ انسانی اور آزادیٔ ضمیر کے خلاف ہے۔ اسی تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اصول بھی قرآنی تعلیم کی روشنی میں پیش فرمایا کہ:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (الکہف:۳۰)

یعنی لوگوں کے سامنے اِس بات کو کھول کر بیان کردے کہ یہ سچائی تیرے ربّ کی طرف سے ہے پس جو چاہے اِس پر ایمان لائے اور جو چاہے اس کا انکار کردے۔

اِن دونوں آیات سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو بڑے زور کے ساتھ کہا گیا ہے کہ قطعاً کسی سے جبرًا مذہب نہیں منوانا چاہئے۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے کہ آپؐ نے اسلام منوانے کے لئے کبھی کسی پر جبر نہیں کیا۔ آپؐ کی زندگی میں بہت سے ایسے مواقع آئے کہ اگر آپؐ چاہتے تو جبر اور تشدّد کے ساتھ اُن لوگوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کرسکتے تھے جو حفاظت یا حمایت کے لئے آپؐ کے پاس آتے یا آپ کو جن پر تسلّط اور غلبہ حاصل ہوچکا ہوا تھا۔ لیکن آپؐ نے ایسا نہیں کیا بلکہ ایسے لوگوں کو اپنے عقیدے پر قائم رہنے کے باوجود معاف کردیا، یا چھوڑ دیا۔

چنانچہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کے ساتھ نجد کی طرف جنگ کے لئے تشریف لے گئے واپسی پر راستہ میں آپؐ اپنے صحابہؓ سے الگ ایک درخت کے نیچے آرام کرنے کے لئے ٹھہر گئے اور اسی جگہ سو گئے۔ اپنی تلوار آپؐ نے درخت کی ٹہنی سے لٹکا دی تھی۔ ایسی حالت میں ایک اعرابی یا دیہاتی جو آپ کا پیچھا کر رہا تھا اور موقع کی تاک میں تھا وہاں آیا اور اُس نے آپؐ ہی کی تلوار نکال کر کہا: محمدؐ! (صلی اللہ علیہ وسلم) بتاؤ اب میرے ہاتھ سے تمہیں

کون بچا سکتا ہے؟ آپؐ نے نہایت اطمینان سے فرمایا: اللہ - اللہ - اللہ یہ الفاظ آپؐ نے ایسے پُر جلال لہجہ میں کہے کہ وہ گھبرا گیا اور تلوار اُس کے ہاتھ سے گِر گئی ۔آپؐ نے تلوار اُٹھالی اور کہا، اب تُو بتا! تجھے کون بچا سکتا ہے؟ اُس نے کہا آپؐ مجھ سے نیک معاملہ ہی کریں اور نرمی سے پیش آئیں ۔آپؐ نے فرمایا کیا تُو گواہی دیتا ہے کہ خدا ایک ہے اور مَیں اُس کا رسول ہوں؟ اُس نے کہا، نہیں ۔ ہاں مَیں یہ کہتا ہوں کہ اگر آپؐ میری جان بخشی کریں تو مَیں آپ کے مقابلہ میں کبھی لڑنے نہیں آؤنگا ۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے چھوڑ دیا ۔ جب وہ چھوٹ کر اپنے قبیلے میں گیا تو اُس نے اپنے قبیلے والوں سے کہا کہ مَیں ایک ایسے انسان کے پاس سے آیا ہوں کہ جس سے بڑھ کر نیک سلوک کرنے والا دُنیا میں کوئی نہیں ۔

(بخاری کتاب المغازی، باب غزوۃ ذات الرقاع)

اِس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کو چھوڑ دیا اور معاف کردیا جو آپ کی جان لینے آیا تھا اور پھر اُس نے اسلام قبول کرنے سے بھی انکار کردیا تھا ۔ اگر آپؐ لوگوں کو تلوار کے ذریعہ سے مسلمان بنایا کرتے تھے تو کیا ایسے شخص کو جس کی زندگی اور موت کا فیصلہ آپ کے ہاتھ میں تھا یونہی جانے دیتے؟ ہرگز نہیں ۔

اسی تسلسل میں مَیں فتح مکہ کا واقعہ پیش کرتا ہوں جب حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار قُدّوسیوں کے ساتھ فاتحانہ شان سے مکہ کی سرزمین میں داخل ہوئے ۔ ہاں! وہی مکّہ جہاں آپ کو اور آپؐ کے صحابہؓ کو اپنے ظالم مخالفین کا بے باکانہ اور وحشیانہ سلوک برداشت کرنا پڑا تھا ۔ جہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان بچانے کے لئے وطن سے بے وطن ہونا پڑا ۔جس شہر کی مقدس گلیوں میں معصوم و بے گناہ مسلمانوں کا خونِ ناحق بہایا گیا تھا، اُس شہر مکّہ کے لرزاں و ترساں باشندے آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کُلّیۃً رحم و کرم پر تھے اور دوسری طرف مسلمانوں کا ہجوم ہے جو اِس بات کا منتظر ہے کہ کب حُکم ہو اور وہ اُن سب سنگدل ظالموں کے سر قلم کر کے اُنہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیں ۔ ایسے نازک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو جبرًا اُن ظالموں سے اپنا مذہب منوایا اور نہ ہی اُن لوگوں سے انتقام لیا۔ نہ تو وہاں کوئی قتل و غارت ہوئی اور نہ کسی کی عزّت سے کھیلا گیا بلکہ ہر وہ شخص جو اپنے گھر کے دروازے بند کر کے بیٹھ رہا وہ بھی محفوظ رہا ۔ اِس موقع پر آپؐ نے نہایت وسعتِ قلبی اور محبت و شفقت کے ساتھ اپنے جانی دُشمنوں کو یہ کہہ کر عام معافی دے دی کہ ----- ''لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ، اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ'' جاؤ! آج کے دِن تم پر کوئی جبر و تشدّد نہیں کیا جائے گا تم سب آزاد ہو ----!!

تاریخ عالم کا جائزہ لیجئے، بڑے بڑے لوگوں کی سوانح عمری یا جیون چرتر پر گہری نظر ڈالئے، سارے جہان کے واقعات کا مطالعہ کیجئے، آپ کو کہیں بھی ایسے عفو و درگذر کی مثال نہیں ملے گی کہ ایک فاتح نے اپنے مفتوح لوگوں سے اور مفتوح بھی وہ جو نہایت ظالم دُشمن تھے اُن سب کو ایسی فراخدلی اور عالی حوصلگی سے معاف کردیا ہو جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف فرمادیا۔ ایک مثال بھی ایسی نہیں ملے گی اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ مذہب کو پھیلانے کے لئے کسی بھی صُورت میں آپؐ نے نہ تو انتقام سے کام لیا اور نہ ہی جبر و تشدّد سے ۔ بلکہ اس معاملہ میں ہمیشہ آپ آزادئ ضمیر کے علمبردار رہے ۔

لیا ظلم کا عفو سے انتقام

عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

فتح مکہ کی اس غیر معمولی کامیابی کے وقت مخالفین کی مخالفت کے باوجود آپؐ کے اخلاقِ فاضلہ اور حُسنِ سلوک کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ مکّہ سے ہجرت کرنے سے قبل آپؐ نے ایک دفعہ خانہ کعبہ کے کلید بردار عثمان بن طلحہ سے بیت اللہ کا دروازہ کھولنے کی درخواست کی ۔ اُس نے نہایت تکبّر اور غُرور سے آپؐ کی استدعا کو ٹھکرا دیا ۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دن آئے گا کہ یہ کُنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور مَیں جسے چاہوں گا دُوں گا ۔عثمان جھنجھلا کر کہا، کیا اُس دن قریش کے تمام مرد ذلیل و برباد ہو چکے ہوں گے؟ تقدیر الٰہی دیکھئے! آج وہ دن آ گیا تھا کہ خدا کے نبیؐ کی بات پوری ہو۔ فتح مکّہ کے روز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے خانہ کعبہ تشریف لے گئے ۔ اور اُسی عثمان کو آپؐ نے طلب فرمایا۔ عثمان ڈرا ہؤا سہما ہؤا حضورؐ کے سامنے بُت بنا کھڑا تھا ۔ اور اُسے وہ الفاظ یاد آرہے تھے جو اُس نے حضورؐ سے کہے تھے ۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت سے فرمایا: عثمان! آج انتقام لینے اور غصّہ نکالنے کا دن نہیں، بلکہ نیکی اور اسلامی اخلاق قائم کرنے کا دن ہے۔ جاؤ! تمہیں معافی دی جاتی ہے۔ نہ صرف معافی بلکہ کعبہ کی چابیاں بھی تیرے حوالے کی جاتی ہیں ۔ یہ چابیاں جو تم سے چھینے گا وہ ظالم ہوگا۔

(طبقات ابن سعد جزو دوئم صفحہ ۹۹ عام الفتح)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی سلطنت کا بادشاہ ہونے کی صُورت میں بھی اپنی غیر مسلم رعایا کو وہی حقوق دیئے جو مسلمانوں کو میسر تھے۔ اور جو حقوق حقیقی معنوں میں ایک مہذّب حکومت اپنے شہریوں کو دیتی ہے۔ آپ نے یہ اعلانِ عام فرمادیا کہ تمہیں مذہبی آزادی حاصل ہوگی ۔ تمہاری جان، تمہارا مال، تمہاری عزّت اور تمہاری آبرو سب محفوظ ہیں ۔ اور یہ وسعتِ قلبی صرف فتحِ مکّہ سے ہی محدود نہیں بلکہ آپؐ نے عیسائیوں ، یہودیوں اور زرتشتیوں کو بھی آزادی کے فرمان جاری فرمائے ۔ اُن کی عبادت گاہوں، مذہبی پیشواؤں اور مقدس مقامات کی حفاظت کی گارنٹی دی گئی ۔ اور وہ جملہ حقوق انہیں دیئے گئے جو ایک انسان کے خدا تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں ۔ اس میں مُسلم اور غیر مسلم کسی کا بھی امتیاز نہیں برتا گیا ۔

رواداری

حُرّیتِ فکر اور آزادئ ضمیر کا یہ مطلب بھی نہیں کہ انسان اپنے خیالات و نظریات اور عقائد کے بر خلاف دیگر مذاہب والوں کی توہین و تحقیر کرے ۔ یا اُن کے پیشواؤں اور مقدس کتابوں پر گند اُچھالے اور اُن کو جھوٹا قرار دے کیونکہ اس طرح تو دُنیا کا امن وسکون برباد ہوجائے گا ۔ لڑائی، دنگا فساد اور خون خرابہ بڑھے گا ۔ ایک دوسرے سے منافرت اور دُشمنی میں اضافہ ہوگا ۔ اِس خرابی کو دُور کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آزادئ ضمیر کے ساتھ ساتھ قیام امن کی خاطر وسیع حوصلہ اور قوّتِ برداشت پیدا کرنے کے لئے رواداری کی اعلیٰ تعلیم اور نمونہ پیش کیا اور یہ اُصول سکھلایا کہ بُنیادی طور پر کوئی مذہب بھی جھوٹا نہیں ہے ۔ سبھی مذاہب خدائے واحد کی طرف سے تھے ۔ البتہ بعد میں آنے والوں نے اس میں بگاڑ پیدا کرلیا ۔ اِس لئے ہر مذہب کے مذہبی پیشواؤ اور بانی کی عزّت و تکریم کی جانی چاہئے ۔ فرمایا: وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ (فاطر:۲۵) یعنی کوئی قوم بھی ایسی نہیں جس میں خدا تعالیٰ کے نبی نہ گُذرے ہوں ۔ اِس اعلان کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اقوام اور تمام مذاہب کے نبیوں کے تقدّس کو قبول فرمایا ہے ۔ اس لحاظ سے ہمیں فخر ہے کہ ہم ہر قوم کے نبیوں ، رشیوں ، مُنیوں اور اوتاروں کی عزّت کرتے ہیں خواہ وہ مقدس وجود ہندوستان کے ہوں، چین کے ہوں، ایران کے ہوں یا کسی بھی مُلک کے ہوں ۔ علاوہ ازیں آپؐ نے مذہبی رواداری قائم کرنے کے لئے یہ اعلیٰ تعلیم بھی دی ہے کہ غیر مذاہب کے وہ اُصول جن پر اُن کے مذہب کی بُنیاد ہے، کسی موقع پر بھی جوش میں آکر اُن کو بھی بُرا مت کہو ۔ چنانچہ آپؐ نے یہ اعلان فرمایا کہ: لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوااللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ (انعام:۱۰۹) یعنی وہ چیزیں اور وہ ہستیاں جنہیں دوسرے مذاہب والے عزّت و توقیر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جیسے بُت وغیرہ، اُن کو بھی گالیاں مت دو اور نہ ہی بُرا بھلا کہو ۔ گو تمہارے نزدیک وہ چیزیں درست نہ ہوں کیونکہ اس طرح وہ لوگ بھی بغیر سوچے سمجھے تمہارے اُصول کو بُرا کہیں گے اور ضد میں آکر خُدا کو گالیاں دیں گے ۔

مذہبی رواداری کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ اعلیٰ اور فراخدلانہ تعلیم صرف نظریاتی حد تک ہی نہیں تھی بلکہ عملاً آپؐ نے ایسی رواداری کا غیر اقوام سے مظاہرہ بھی فرمایا چنانچہ مدینہ میں ایک مسلمان اور یہودی کے درمیان اس بات پر جھگڑا ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰؑ میں سے کون افضل ہے؟ ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تلقین فرمائی کہ مجھے موسیٰؑ پر فضیلت نہ دو ۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الاعراف)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ آگئے تو آپ نے اہلِ مدینہ اور خصوصًا یہودیوں سے معاہدہ فرمایا تھا جس کے تحت یہود کو مکمل مذہبی آزادی حاصل تھی ۔ باوجود اس معاہدہ کے یہودی مسلسل معاہدہ شکنی کے مرتکب ہوتے رہے لیکن نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ایفائے عہد کے ساتھ حسنِ سلوک کا خیال رکھا ۔ یہود کی تمام تر زیادتیوں اور گُستاخانہ رویّے کے باوجود آپؐ نے مدینہ کے یہود سے احسان کا ہی سلوک فرمایا ۔ ایک مرتبہ ایک یہودی کا جنازہ آرہا تھا نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کے احترام کے لئے کھڑے ہوگئے کسی نے عرض کیا کہ حضورؐ! یہ یہودی کا جنازہ ہے ۔ آپؐ نے فرمایا کیا اس میں جان نہیں تھی؟ کیا وہ انسان نہیں تھا؟ (بخاری کتاب الجنائز) گویا آپؐ نے یہودی کے جنازے کا بھی احترام کر کے شرفِ انسانی کو قائم کیا ۔

اسی طرح ایک دفعہ یمن کے علاقہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد اسلام اور عیسائیت کے عقائد پر بحث کرنے کے لئے مدینہ منوّرہ حاضر ہؤا ۔ آپؐ نے اُس وفد کو بطور مہمان اپنی مقدس مسجد، مسجد نبویؐ میں ٹھیرایا ۔ بات چیت کے دوران عیسائیوں کی عبادت کا وقت آیا تو چاروں طرف وہ لوگ تجسّس کی نگاہیں دوڑانے لگے کہ اپنے لئے عبادت کرنے کی کوئی موزوں جگہ ڈھونڈیں اور وہ لوگ اپنی عبادت کے لئے باہر جانے لگے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت خندہ پیشانی سے فرمایا میری یہ مسجد عبادت ہی کے لئے بنائی گئی ہے ۔ تم لوگ اپنے طریق کے مطابق مسجد کے اندر ہی عبادت کر سکتے ہو ۔ اس پر عیسائیوں نے مسجد نبویؐ میں گرجا کے طریق کے مطابق عبادت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے بیٹھے دیکھتے رہے ۔

(ابن سعد جلد 1، صفحہ: ۳۵۷)

کس قدر بے مثال اور عظیم الشان ہے آپؐ کی یہ رواداری! سُبحان اللہ! اخلاق محمدیؐ کا یہ نمونہ دیکھئے اور دوسری طرف ہمارے پڑوسی ملک کے نام نہاد اور سرکاری مسلمانوں کا طرزِ عمل دیکھئے کہ کُجا یہ کہ احمدی مسلمانوں کو اپنی مسجد میں نماز پڑھنے دیں اُلٹا احمدیوں کی مساجد کو مسجد کا نام دینے پر پابندی ہے ۔ اذان دینے پر پابندی ہے ۔ حتیٰ کہ کسی احمدی کا دوسرے مسلمان کو السلام علیکم کہنا بھی جُرم گردانا جاتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبویؐ میں عیسائیوں کو بھی اپنے طریق کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت دی کہ یہ خانہ خدا بنایا ہی عبادت کے لئے گیا ہے ۔ جو شخص بھی توحید پرست ہوگا وہ اس میں عبادت بجالا سکتا ہے ۔ یہی وہ اسلامی رواداری اور فراخدلی کی تعلیم ہے کہ جس سے متاثر ہوکر اطالوی مستشرقہ پروفیسر ڈاکٹر ویگلری نے لکھا ہے کہ:-

(ترجمہ) ''قرآن شریف فرماتا ہے کہ

اسلام میں جبر نہیں ...... محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اُن خدائی احکام کی پیروی کرتے تھے اوسب مذاہب کے ساتھ عموماً اور توحید پرست مذاہب کے ساتھ خصوصاً بہت رواداری برتتے تھے۔آپ کفار کے مقابلہ میں صبر اختیار کرتے تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کے متعلق یہ ذمہ لیا کہ عیسائی ادارے محفوظ رکھے جائیں گے اور یمن کی مہم کے سپہ سالار کو حکم دیا کہ کسی یہودی کو اُس کے مذہب کی وجہ سے دُکھ نہ دیا جائے۔آپ کے خلفاء بھی اپنے سپہ سالاروں کو یہ تلقین کرتے تھے کہ دورانِ جنگ میں اُن کی افواج انہی ہدایات پر کاربند ہوں......اور ہم حتماً بلا مبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام نے مذہبی رواداری کی تلقین پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ رواداری کو مذہبی قانون کا لازمی حصہ بنا دیا۔مفتوحین کے ساتھ معاہدہ کرنے کے بعد مسلمانوں نے اُن کی مذہبی آزادی میں دخل نہیں دیا اور نہ تبدیلیٔ مذہب کے لئے کوئی سختی کی۔''

(An Interpretation of Islam از وگلیری، صفحہ:۱۴، بحوالہ اُسوۂ انسانِ کامل، صفحہ:۵۵)

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن قرار دیا ہے۔آپ نہ صرف اپنوں کے لئے بلکہ دُنیا کی تمام اقوام کے لئے حتیٰ کہ اپنے دُشمنوں تک کے لئے رحمت تھے۔اپنے جانی دُشمنوں کی خیرخواہی میں آپ دن رات مشغول رہتے۔بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: ''آپ نے کبھی بھی کسی سے ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا۔بجز اس کے کہ کسی نے احکامِ الٰہی اور فرمانِ خداوندی کی ہتک کی ہو۔

(بخاری کتاب الادب)

جنگِ اُحد کے موقع پر میدانِ جنگ میں آپ کا سر زخمی ہوگیا۔چہرہ مبارک میں خود دھنس گئی۔سامنے کے چار دانت شہید ہوگئے۔اس تمام اذیت وتکلیف کے باوجود آپ کی زبانِ مبارک پر اُن دشمنوں کے لئے یہ دُعا جاری ہوتی ہے کہ: ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ'' کہ اے میرے رب! میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ نادانی سے مخالفت کر رہے ہیں۔

سنہ ۹ ہجری کی بات ہے کہ آپ کی خدمت میں طائف شہر کا ایک وفد آیا وہی طائف جس میں آپ پر اس قدر سنگباری اور پتھراؤ کیا گیا کہ آپ کے پاؤں مبارک زخمی اور لہولہان ہوگئے ہاں وہی طائف کا شہر جس کے لوگوں نے غزوۂ طائف کے موقع پر اپنی پوری سنگدلی کا مظاہرہ کیا اور آپ پر زہر آلود تیروں کی بارش برسائی۔جب انہی لوگوں کا ایک وفد مدینہ پہنچا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس ان کی خاطر و مدارات اور مہمان نوازی کے فرائض بجالاتے ہیں اور ہر ایک قسم کا آرام وسہولت اُنہیں بہم پہنچاتے ہیں۔اور انہیں خدائے قدوس کے مطہر ومقدس گھر یعنی مسجدِ نبوی میں عزت و احترام کے ساتھ ٹھہرانے کا انتظام کرتے ہیں۔ (ابوداؤد۔ذکر طائف)

مخالفین سے حسنِ سلوک کے ایک بے نظیر واقعہ فتح مکہ کا ذکر آپ سُن چکے ہیں۔اسی تسلسل میں ایک اور واقعہ بھی بڑا حیرت انگیز اور ایمان افروز ہے اور وہ یہ کہ ابوجہل کا بیٹا عکرمہ اپنے باپ کی طرح عمر بھر رسول اللہ سے جنگیں کرتا رہا۔فتح مکہ کے موقع پر بھی رسول کریم کے اعلان عفوِ عام کے باوجود ایک دستے پر حملہ آور ہو کر حرم میں خونریزی کا باعث بنا۔اپنے جنگی جرائم کی وجہ سے ہی وہ واجب القتل ٹھہرا تھا۔فتح مکہ کے بعد جان بچانے کے لئے وہ یمن کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔اُس کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس کی معافی کی طلبگار ہوئی تو آپ نے کمال شفقت سے اُسے معاف فرما دیا۔وہ اپنے شوہر کو واپس لانے کے لئے گئی تو خود عکرمہ کو اس معافی پر یقین نہ آتا تھا۔چنانچہ اُس نے دربارِ نبوی میں حاضر ہوکر اس امر کی تصدیق چاہی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی آمد پر اُس سے حیرت انگیز سلوک کیا۔ پہلے تو آپ دشمن قوم کے اُس سردار کی عزت کی خاطر کھڑے ہوگئے پھر عکرمہ کے پوچھنے پر بتایا کہ واقعی مَیں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔عکرمہ نے پوچھا کہ کیا اپنے دین (حالتِ شرک) پر رہتے ہوئے آپ نے مجھے بخش دیا ہے؟۔آپ نے فرمایا ہاں! اس پر مشرک عکرمہ کا سینہ اسلام کے لئے کھل گیا اور وہ بے اختیار کہہ اُٹھا اے محمدؐ! آپ واقعی بے حد حلیم وکریم اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ خلق اور احسان کا یہ معجزہ دیکھ کر عکرمہ مسلمان ہوگیا۔(اُسوۂ انسانِ کامل، صفحہ:۵۳۸)

پس یہ ہے حسنِ خُلق، رواداری اور عفوِ عام کی بے مثال تلوار جس سے سخت سے سخت دل مخالف بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گرویدہ اور غلام بن جایا کرتا تھا۔

عدل و انصاف

سامعین کرام! حقوقِ انسانی میں سے ایک بڑا اور اہم حق عدل وانصاف کا قیام ہے۔ہر انسان کو خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا، اعلیٰ ہو یا ادنیٰ، امیر ہو یا غریب، حاکم ہو یا محکوم سب کو غیر جانبدارانہ انصاف ملنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اہم حق کے قائم فرمانے کے لئے یہ اعلیٰ تعلیم دی ہے کہ:

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی۔

(المائدہ:۹)

یعنی کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو (بلکہ دشمن سے بھی) عدل وانصاف کا سلوک کرو کیونکہ یہ تقویٰ اور نیکی کے زیادہ قریب ہے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اصول کے مطابق باوجود فاتحِ اعظم اور صاحبِ اقتدار ہونے کے نہ تو کسی پر ظلم کیا اور نہ کسی کا حق مارا۔بلکہ آپ نے ہمیشہ عدل وانصاف کو قائم فرمایا حتیٰ کہ آپ نے اپنی ذات کو بھی قانون و قواعد سے کبھی مستثنیٰ نہیں سمجھا۔ایک دفعہ آپ کے ہاتھ سے ایک صحابی کو معمولی سی چوٹ لگی۔آپ فوراً قصاص دینے کے لئے تیار ہوگئے اور فرمایا مجھ سے قصاص لے لو۔

جنگِ بدر کے بعد جب کفارِ مکہ کے ستر قیدی مسلمانوں کے قبضہ میں آئے تو حضرت عباسؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے اور ابھی تک اسلام نہ لائے تھے، قیدیوں میں پکڑے ہوئے آئے۔ رات کا وقت تھا اور تمام قیدیوں کو رسیوں سے جکڑ دیا گیا تھا۔حضرت عباسؓ جو ایک امیر خاندان کے فرد اور ناز ونعمت میں پلے تھے، رسیوں کے بندھنوں کی تکلیف برداشت نہ کر سکتے تھے اور تکلیف کی وجہ سے بار بار کراہتے تھے اُن کے کراہنے کی آواز سُن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیقرار ہوکر کروٹیں بدل رہے تھے۔حضورؐ کی اس بے چینی اور اضطراب کو دیکھ کر صحابہ سمجھ گئے کہ آپ کو حضرت عباسؓ کے کراہنے کی وجہ سے تکلیف ہو رہی ہے۔انہوں نے فوراً حضرت عباس کے بندھن ڈھیلے کر دیئے جس سے ان کے کراہنے کی آواز بند ہوگئی۔تھوڑی دیر کے بعد آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا وجہ ہے عباسؓ کے کراہنے کی آواز بند ہوگئی ہے۔صحابہؓ نے عرض کیا، حضور! ہم سے آپ کی بے چینی دیکھی نہ گئی اور اُن کی رسیاں ڈھیلی کر دیں۔اس پر فخرِ کائنات نے فرمایا کہ میرا چچا ہونے کہ وجہ سے عباس سے کوئی امتیازی سلوک نہ ہوگا یا تو سب قیدیوں کی رسیاں ڈھیلی کر دو، یا پھر عباس کے بندھن بھی کس دو۔آپ کا یہ عدل وانصاف دیکھ کر صحابہ کی آنکھیں پُرنم ہوگئیں اور اُنہوں نے سبھی قیدیوں کی رسیاں ڈھیلی کر دیں۔

ایک دفعہ قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری کے الزام میں گرفتار ہوکر آئی۔اور چونکہ وہ ایک معزز اور بڑے خاندان کی عورت تھی اور اسلام میں چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے اس لئے لوگوں نے چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سفارش کر کے اُس کو معاف کرا دیا جائے۔لیکن دربارِ نبوی میں جانے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔آخر لوگوں نے اُسامہ بن زیدؓ کو سفارش کرنے کے لئے بھیجا جن سے حضورؐ بہت محبت رکھتے تھے۔باوجود اس محبت اور قلبی لگاؤ کے جب اس قسم کی سفارش اُن کے مُنہ سے آپ نے سُنی تو فرمایا '' اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی'' کیا تم حدود خداوندی میں سفارش کرنے آئے ہو؟ پھر آپ نے لوگوں کو جمع کر کے خطاب فرمایا: لوگو! تم سے پہلے کی اقوام اسی لئے برباد ہوگئیں کہ جب معزز آدمی کوئی جُرم کرتا تو اُس سے تسامح کرتے اور چھوڑ دیتے۔اور اگر کوئی معمولی آدمی مجرم ہوتے تو سزا پاتے۔اور پھر بڑے جوش سے آپ نے فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ فَاطِمَۃُ فَعَلَتْ ذٰلِکَ لَقَطَعْتُ یَدَاھَا۔خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (تم اس فاطمہ مخزومی کی کیا بات کرتے ہو) اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی ایسا کام کرتی تو بھی مَیں اُس کا ہاتھ کاٹ ڈالتا۔(بخاری کتاب الحدود)

پس حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوقِ انسانیت کے قیام کے بارے میں جو اعلیٰ تعلیمات اور سُنہری اُصول پیش کئے اور خود آپ نے اور آپ کے صحابہؓ اور خلفاء کرامؓ اور دیگر مسلمان حکمرانوں نے دُنیا کے سامنے جو اعلیٰ نمونے پیش کئے ہیں وہ تاریخ عالم میں ایک منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔ اور انہی اصولوں کو اپنا کر آج دُنیا میں صحیح انسانیت اور حقیقی امن قائم ہوسکتا ہے۔چنانچہ آج کے اس دَور میں اللہ تعالیٰ نے حقوقِ انسانیت کے دوبارہ قیام اور اس کی ترویج کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل اور آپ کے عاشقِ صادق سیدنا حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کر کے جماعت احمدیہ کی بُنیاد رکھی ہے تاکہ دُنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

'' خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دُنیا میں بھیجا گیا ہوں۔سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے۔''

(الوصیۃ، صفحہ:۱۰)

نیز فرمایا:-

'' مَیں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ مَیں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک مَیں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا کو اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔'' (ازالہ اوہام صفحہ 303)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

شریف جیولرز
ربوہ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔حاجی شریف احمد ربوہ
00-92-476214750 فون ریلوے روڈ
00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عفو و احسان

(..........محمد یوسف انور استاذ جامعہ احمدیہ قادیان..........)

سرورِ کونین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ جلّ شانہ اپنے کلام پاک قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔(سورۃ انبیاء:۱۰۸)

آپ کے سوا نہ ہی کوئی نبی ساری دنیا کے لئے مبعوث کیا گیا اور نہ ہی کسی نبی کے حالات وواقعات اس طرح واضح اور روشن ہیں جس طرح ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔جس طرح خدا تعالیٰ رب العلمین ہے اُسی طرح اُس کا پیارا رسول رحمۃً للعالمین ہے۔ہمارے پیارے آقا ایک ایسے ضلالت وگمراہی کے دور میں مبعوث ہوئے جس کا نقشہ یوں کھینچا گیا ہے:

ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ۔کہ خشکی اور تری ساری جگہ فساد سے بھری پڑی تھی لیکن خدا تعالیٰ کے فضل اور اُس کی دی ہوئی ہمت وتوفیق سے آپؐ نے آکر عرب کی کایا پلٹ دی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف ادوار کی ایک جھلک

آنحضرتؐ کی زندگی میں مختلف ادوار آئے آپؐ نے ہر دور میں کامل اُسوہ حسنہ پیش کیا اور ثابت قدمی دکھائی۔آپؐ نے ہر میدان میں سینہ سپر ہوکر پیغام حق کو عوام الناس تک پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔آپ نے غریبی، امیری کا زمانہ پایا، آپ کو جنگیں بھی کرنی پڑیں جن میں فتح بھی حاصل ہوئی، وقتی طور پر پیچھے بھی ہٹنا پڑا۔ایک وقت آپ اکیلے تھے اور ایک وقت آپ کے ساتھ ہزاروں جانثار تھے۔ آپؐ نے ایک سے زائد شادیاں بھی کیں۔آپ صاحب اولاد ہوئے اور اولاد کا فوت ہونا بھی دیکھا۔ آپ کے لاکھوں دوست اور عشاق بھی ہوئے اور ناسمجھی سے دشمن بھی ہوئے۔آپؐ نے تجارت اور کاروبار میں بھی حصہ لیا۔ افراد اور قوموں سے معاہدات بھی کئے۔آپ پر کسمپرسی اور گمنامی کا وقت بھی آیا، آپؐ مشہور ومعروف بھی ہوئے۔آپ نے بچپن، جوانی، ادھیڑ عمر اور بڑھاپا کی عمر بھی پائی۔شعب ابی طالب میں محصور بھی ہوئے۔ شدید مظالم سے دوچار بھی ہوئے، آپ کو ظلم کرنے کا موقع بھی ملا لیکن کبھی ظلم نہ کیا، آپ زخمی بھی ہوئے، آپ نے نوکروں چاکروں اور غلاموں کو پایا مگر سب کو آزاد کیا اور اُن سے کمال حسن سلوک کیا۔ساری دنیا کے لئے بطور رحمت آپؐ نے بہترین نمونہ چھوڑا جس کی چند مثالیں ذیل میں پیش خدمت ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور رسولوں پر مظالم کے پہاڑ توڑے گئے سب نے استقامت دکھائی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی مقدس جماعت پر وہ سارے مظالم کئے گئے جو گذشتہ انبیاء پر علیحدہ طور پر ہوئے۔ آپؐ نے اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے کوہِ استقامت بن کر بے نظیر صبر کا نمونہ دکھایا۔آپ کے دعویٰ نبوت کے ساتھ ہی مظالم اور تکالیف کا سلسلہ شروع ہوکر ۲۳ سال تک جاری رہا۔جوں ہی توحید اور دعوت الی اللہ کا مقدس کام شروع کیا تو پہلے مخالفت میں استہزاء سے کام لیا گیا اور آپؐ کی دعوت کو تحقیر کی نظر سے دیکھا گیا۔کبھی شاعر کبھی کاہن، کبھی مجنون کہا گیا۔ کفار مکّہ نے اسلام لانے والوں کو سخت اذیت دی تاکہ جو مسلمان ہو چکے ہیں وہ واپس لوٹیں اور نئے لوگ اسے اختیار نہ کریں۔

مجسّم رحمت حضرت محمد ﷺ کے ساتھ کفار مکّہ کی بدسلوکیاں

بسا اوقات وہ لوگ آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھاتے تاکہ رات کے اندھیرے میں آپ کے پاؤں زخمی ہوں۔آپؐ کے گھر کے دروازے پر عفونتیں پھینکی جاتیں تاکہ صحت وجمعیت خاطر میں خلل پیدا ہو۔آپؐ اس قدر فرما دیا کرتے کہ فرزندانِ عبد مناف! حقِ ہمسائیگی خوب ادا کرتے ہو!

حضرت ابن عمرو بن العاص بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن ابی معیط آیا۔اُس نے اپنی چادر کو لپیٹ دے کر رسی جیسا بنایا اور جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو چادر کو حضورؐ کی گردن میں ڈال کر کھینچنا شروع کیا۔گردن مبارک بہت بھینچ گئی تھی تاہم حضورؐ اسی اطمینان قلب سے سجدہ میں پڑے ہوئے تھے۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ صدیق آئے انہوں نے دھکے دے کر عقبہ کو ہٹایا۔ چند شریر ابوبکرؓ سے لپٹ گئے اور اُن کو بھی بہت زدوکوب کیا۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے لگے۔کفار قریش بھی صحن کعبہ میں جا بیٹھے۔ابوجہل بولا کہ آج شہر میں فلانی جگہ اونٹ ذبح ہوا ہے، اوجھڑی پڑی ہوئی ہے کون ایسا خوش قسمت ہے جو جائے اور اُٹھا لائے اور پھر وہ حضرت محمد ﷺ کے اوپر ڈال دے۔عقبہ اٹھا اور نجاست بھری اوجھڑی اٹھا لیا جب آپؐ سجدہ میں گئے تو آپ کی پشت مبارک پر رکھ دیا آپ سجدہ میں ہی رہے اور خدا کی یاد میں محو تھے۔کفار ہنسی کے مارے لوٹے جاتے تھے۔ ابن مسعودؓ صحابی بھی موجود تھے۔کافروں کا ہجوم دیکھ کر ان کا تو حوصلہ نہ بڑھا مگر معصوم سیدہ فاطمہ زہراؓ آگئیں۔ انہوں نے باپ کی پشت سے اوجھڑی کو اُٹھایا تب جاکے آپؐ نے سجدہ سے سر اُٹھایا۔

الغرض مخالفین مکّہ نے آپؐ کو بے انتہا تکالیف دیں۔آپ کو وطن سے بے وطن کیا گیا آپ کے کھانے میں زہر ملایا گیا۔آپ کو تین سال ایک گھاٹی میں محصور کیا گیا۔آپ کو مدینہ جاکر بھی آرام سے نہ رہنے دیا گیا بلکہ مدینہ پر بھی حملہ کیا گیا۔جس کی وجہ سے کئی جنگیں ہوئیں اور جنگ میں آپ کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے۔آپ جہاں بھی تبلیغ کے لئے جاتے آپؐ کو ستایا جاتا اور زدوکوب کیا جاتا۔

طائف کا واقعہ بہت مشہور ہے آپؐ وہاں تبلیغ کے لئے گئے تو وہاں کے لوگوں نے آپ کے پیچھے اوباش غنڈوں کو لگایا اور کتوں کو آپ کے پیچھے ہنکایا آپ کو اس قدر زدوکوب کیا گیا کہ آپ کے جوتے خون سے بھر گئے جب آپ نے پہاڑ کے دامن میں تھوڑا آرام کیا تو پہاڑں کا فرشتہ آیا اور کہا اے محمدؐ اگر اجازت ہو تو اس طائف کی بستی کو دونوں پہاڑوں کے بیچ میں کچل دیا جائے مگر پیارے آقا نے جواباً فرمایا نہیں یہی لوگ بعد میں ایمان لائیں گے اے اللہ! ان کو نیک ہدایت دے۔

دارالندوہ جو قصی بن کلب نے قائم کیا تھا اس میں تدبیر قتل پر غور کرنے کے لئے خفیہ اجلاس ہوا۔ یہ دارالندوہ گویا قریش کا ایوان پارلیمنٹ تھا۔اس اجلاس میں مشہور قبائل کے مشہور سردار موجود تھے۔ان میں سے ہر ایک نے آنحضرت ﷺ کے قتل کے متعلق اپنی اپنی رائے دی۔آخرکار ابوجہل نے ایسی تدبیر بتائی جسے تمام جلسہ نے بالاتفاق قبول کرلیا۔تدبیر یہ تھی کہ:

☆ - ہر ایک مشہور قبیلہ سے ایک ایک جوانمرد کا انتخاب کیا جائے۔☆ - یہ سب بہادر رات کی تاریکی میں محمد کے کو گھیر لیں۔☆ - صبح کی نماز کو جب محمدؐ نکلے۔اس وقت یہ بہادر اپنی اپنی تلوار سے اس پر وار کریں۔اس تدبیر کا یہ فائدہ بتایا گیا کہ جس قتل میں تمام قبیلے شامل ہوں گے، اس کا بدلہ نہ تو مسجد کا قبیلہ لے سکے گا اور نہ محمد کو سچا ماننے والے بہر حال آپ نے اس موقعہ پر ہجرت فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دشمن کی ہر شرارت سے محفوظ رکھا۔ اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مخالفین مکّہ نے آپت کو تکالیف اور ایذاء پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔اس کے برعکس جب بھی آپ کو اُن سے بدلہ لینے کا موقعہ ملا۔آپؐ نے عفوودرگذر سے کام لیا۔

جب آپؐ اور آپ کے صحابہ کو ۳ سال تک شعب ابی طالبمیں محصور رکھا گیا۔تب ان کی شرارتوں کی پاداش میں خدا تعالیٰ نے مکّہ میں قحط کا عذاب نازل کیا۔ یہاں تک کہ لوگ ہڈیاں اور مردار کھانے لگے تو ابو فیضان نے آپؐ کی خدمت میں عرض کی محمدؐ تمہاری قوم ہلاک ہورہی ہے خدا سے دعا کرو یہ مصیبت دور ہو۔آپؐ نے فوراً دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے اور آپ کی برکت سے خدا نے ان کو اس مصیبت سے نجات دی۔

ایک مرتبہ آپؐ ایک غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے راستے میں آرام کے لئے آپؐ نے ایک جگہ پڑاؤ کیا۔صحابہؓ پھیلے ہوئے درختوں کے سایہ میں چلے گئے آپؐ بھی تھکے ہوئے تھے تنہا ایک درخت کے سایہ میں لیٹے اور سو گئے۔تلوار ایک درخت کی شاخ سے لٹکا دی۔ایک کافر تعاقب میں تھا وہاں سے گذرا تو اس نے دیکھا کہ یہ اچھا موقع ہے اُس نے آپؐ کی تلوار اُتاری اور آپؐ کو جگایا اور پوچھا کہ اے محمدؐ! تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے آپؐ نے پورے اطمینان سے کہا کہ ''اللہ'' وہ کافر غیر متوقع جواب سُن کر چکرا گیا اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی آپؐ نے بڑھ کر تلوار اٹھا لی اور پوچھا بتاؤ اب تجھے کون بچا سکتا ہے؟ اُس نے کہا آپؐ ہی رحم کریں۔آپؐ نے کہا کم بخت اب بھی سبق نہیں آیا اب تو اللہ تعالیٰ کا نام لے لیتا۔جا میں کسی سے بدلہ لینے کا عادی نہیں ہوں۔ کہتے ہیں کہ اس واقعہ سے متاثر ہوکر بعد میں وہ مسلمان ہوگیا۔

ایک موقعہ پر ایک یہودی کا جنازہ گذرا تو آپؐ احتراماً کھڑے ہوگئے صحابہؓ نے سمجھا کہ شاید آپؐ کو معلوم نہیں کہ یہ کس کا جنازہ ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ یہ تو یہودی کا جنازہ تھا۔فرمایا ہاں! مجھے معلوم ہے۔یہودی کا جنازہ ہے لیکن یہ رواداری کا تقاضا اور اخلاقی فرض ہے اس کے بغیر انسانیت کی قدریں مکمل نہیں ہوتیں۔(بخاری)

فتح خیبر کے موقعہ پر مفتوح یہودیوں نے درخواست کی کہ ہمیں یہاں سے بے دخل نہ کیا جائے ہم نصف پیداوار مسلمانوں کے حوالہ کردیا کریں گے تو حضورؐ نے ان کی درخواست کو بھی قبول فرمالیا۔اس احسان کے باوجود ایک مرتبہ ایک یہودی عورت آپؐ کو کھانے میں زہر ملا گوشت کھلا کر ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ اس گوشت کو کھا کر ایک صحابی شہید بھی ہوگئے جب آپؐ کو اس خوفناک سازش کا علم ہوا تو آپ نے اس کو طلب فرمایا اُس نے اقرار کیا کہ بے شک میری نسبت آپؐ کو قتل کرنے کی تھی۔آپؐ نے فرمایا۔مگر خدا کی منشاء نہ تھی کہ تیری آرزو پوری ہو۔صحابہؓ نے اُسے قتل کرنا چاہا۔آپ نے منع فرمایا حضورؐ نے جب اُس سے پوچھا کہ تمہیں اس ناپسندیدہ فعل پر کس نے آمادہ کیا؟ تو اُس نے جواب دیا کہ میری قوم سے آپ کی لڑائی ہوئی تھی۔میرے دل میں آیا کہ ان کو زہر دے دیتی ہوں اگر واقع میں یہ نبی ہوئے تو بچ جائیں گے ورنہ ان سے ہمیں نجات حاصل ہوجائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کی یہ بات سُنی تو اُسے معاف کیا۔(سیرت الحلبیہ جلد ۳)

جنگ احزاب کی ذلّت آمیز ناکامی کے بعد ابوسفیان نے ایک شخص کو خامی بڑی رقم کا لالچ دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں چھپ کر ایک خنجر سے ہلاک کروانے کے لئے بھیجا۔ ایک انصار رئیس اُسید بن حضیر نے اُسے پکڑ لیا۔اس نے اپنے گھناؤنے بد ارادے کا اقرار کرکے معافی اور جاں بخشی کی درخواست کی۔ ایسے قاتل شخص کو بھی آپؐ نے معاف فرمادیا، جو بعد میں حضورؐ کے اس عظیم عفو و احسان کو دیکھ کر مسلمان ہوگیا۔

ان تمام مظالم کے بعد فتح مکّہ کے موقعہ پر آپؐ نے معافی کا عام اعلان فرمایا کہ آج شدید ترین مخالفین کو بھی معاف کیا جاتا ہے کسی سے کوئی باز پُرس نہ ہوگی۔ابوسفیان کی بیوی ہندہ جس نے جنگ اُحد میں آپؐ کے چچا حضرت حمزہؓ کا کلیجہ نکال کر چبایا تھا اُسے بھی آپؐ نے معاف کردیا۔(بخاری)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قوم پر چلتے ہوئے، آپ کے اسوہ حسنہ پر کاربند ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین) ☆☆☆☆

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۷ء........

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اَزرُوئے قُرآن وحدیث

(منیر احمد خادم ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی)

هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الاُمِّیّنَ رَسُوْلًا مِّنْهُم یَتْلُوْا عَلَیهِم اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍo وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ العَزِیْزُ الْحَکِیْم oذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالفَضْلِ الْعَظِیمِ (الجمعہ: آیت3 تا 5)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

جن آیات قرآنی کی خاکسار نے تلاوت کی ہے اور ان کا ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے اس کے متعلق حدیث بخاری میں آتا ہے کہ اس کے نزول پر جب صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضورؐ! آخرین سے مُراد کون ہیں؟ تو آپؐ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ:

لَوْکَانَ الاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِا لثُرَیَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ

(بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الجمعہ)

کہ اگر مسلمانوں کی حالت اس قدر بگڑ جائے گی کہ ایمان ثریا پر معلّق کر دیا جائے گا، تو اِن یعنی سلمان فارسی سے تعلق رکھنے والے عجمی لوگوں میں سے ایک یا چند اشخاص اس کو دوبارہ وہاں سے لے آئیں گے۔

اس آیت کی تشریح میں بارہویں صدی ہجری کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اَعْظَمُ الاَنْبِیَاءِ شَانًا مَنْ لَهٗ نَوْعٌ آخرَ مِنَ الْبَعْثِ اَیْضًا وذٰلکَ اَنْ یَّکُوْنَ مُرَادُ اللّٰهِ تعالیٰ فِیْهِ اَن یَّکُوْنَ سَبَبًا لِخُرُوجِ النَّاسِ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّورِ وَاَنْ یَّکُوْنَ قَوْمُهٗ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ فَیَکُوْنُ بَعْثُهٗ یَتَنَاوَلُ بَعْثًا آخَرَ (حجۃ اللہ البالغہ جلد اول باب حقیقۃ النبوۃ وخواصھا صفحہ: 83 مطبوعہ مصر 1284ء)

یعنی شان میں سب سے بڑا نبی وہ ہے جس کی ایک دوسری بعثت بھی ہوگی اور وہ اس طرح کہ: اللہ تعالیٰ کی مُراد دوسری بعثت سے یہ ہے کہ وہ تمام لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لانے کا سبب ہوگا اور اس کی قوم خیر اُمت ہوگی جو تمام قوموں کے لئے نکالی گئی ہے۔ لہذا اس نبی کی پہلی بعثت دوسری بعثت کو بھی لئے ہوئے ہے۔

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بروز حقیقی کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَمَّا الحَقِیْقِی فَعَلٰی ضُرُوبٍ ...... وَتَارَةً اُخْرٰی بِاَنْ تَشْبِیکَ بِحَقِیْقَةِ رجل من اٰلِهٖ اَوِ الْمُتَوَسِّلِیْنَ اِلَیْهِ کَمَا وَقَعَ لِنَبِیِّنَا بِالنِّسْبَةِ اِلٰی ظُهُوْرِ الْمَهْدِیِّ (تفہیمات الٰہیہ جز ثانی تفہیم نمبر 228 صفحہ 198، مطبوعہ مدینہ برقی پریس، بجنور)

یعنی حقیقی بروز کی کئی اقسام ہیں...... کبھی یوں ہوتا ہے کہ ایک شخص کی حقیقت میں اس کی آل یا اس کے متوسلین داخل ہوجاتے ہیں جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مہدی سے تعلق میں۔ اسی طرح کی بروزی حقیقت وقوع پذیر ہوگی۔ یعنی مہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی بروز ہے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مقام کے متعلق سلف صالحین نے یہاں تک لکھا ہے کہ امام مہدی ومسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہوگا اور باقی سب انبیاء اس کے تابع ہوں گے۔ چنانچہ حضرت امام عبدالرزّاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

اَلْمَهْدِیُّ الَّذِیْ یَجِیئُ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ فَاِنَّهٗ یَکُوْنُ فِیْ الْاَحْکَامِ الشَّرِیْعَةِ تَابِعًا لِمُحَمَّدٍ صلی الله علیه وسلم وَفِیْ الْمَعَارِفِ وَالْعُلُوْمِ وَالْحَقِیْقَةِ تَکُوْنُ جَمِیْعُ الاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ تَابِعِیْنَ لَهٗ کُلُّهُم...... لِاَنَّ بَاطِنَهٗ بَاطِنُ مُحمد صلی الله علیه وسلم (شرح فصوص الحکم مطبوعہ مصر، صفحہ: 52)

یعنی آخری زمانہ میں آنے والا امام مہدی احکام شرعیہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہوگا اور علوم ومعارف اور حقیقت میں باقی تمام انبیاء اور اولیاء مہدی کے تابع ہوں گے کیونکہ اس کا باطن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہوگا۔

قرآن مجید کی روشنی میں گزشتہ بزرگان اُمت کے حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کی بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز اور غلام کے طور پر ہوگی اور دیگر انبیاء علیہم السلام ان کے تابعین میں سے ہونگے اور یہ کہ آپ اُمت محمدیہ کے ایک فرد ہوں گے اور ایک دوسری حدیث جو ابن ماجہ باب شدۃ الزمان میں مذکور ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنے والے عیسیٰ اور مہدی ایک ہی وجود کے دو نام ہونگے۔ لیکن اس زمانہ کے بعض سفلہ طبع اور ظاہر پرست علماء کو یہ بات سمجھ نہیں آتی۔ جب ہم سورۃ الجمعہ کی آیت کی روشنی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کا ذکر کرتے ہیں تو یہ شور مچا دیتے ہیں کہ قادیانی تناسخ کے قائل ہیں اور نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دوسرے جون میں آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ ربانی علماء کے حوالہ جات سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ وہ اس آیت قرآنی کی تشریح میں مہدی کی بعثت کو بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تسلیم کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی تمام انبیاء پر آپ کی عظمت شان ثابت کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث اور بزرگان امت کے ان حوالہ جات سے امام مہدی ومسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی حقیقت اور مقام کی عظمت ظاہر وباہر ہے۔

قبل اس کے کہ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعلق سے اس مضمون کو آگے بڑھایا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ السلام نے جو دعویٰ فرمایا ہے وہ سامعین کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ آپؑ فرماتے ہیں:-

’’مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور مَیں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرّہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہوکر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اُس خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 7,8 مطبوعہ 1901ء)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ منہاج نبوت پر قائم ہے اور آپ منہاج نبوت پر ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ امام مہدی ومسیح موعود ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد خلافت کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا تھا:-

’’تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ قائم رہے۔ پھر اللہ اس کو اٹھالے گا۔ پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی اور جب تک اللہ چاہے گا یہ رہے گی پھر اللہ اس کو بھی اٹھالے گا۔ پھر کاٹنے والی حکومت آئے گی اور جب تک اللہ چاہے گا یہ رہے گی پھر اللہ اس کو بھی اٹھالے گا۔ پھر ظلم وزیادتی والی حکومت قائم ہوگی اور جب تک اللہ چاہے گا قائم رہے گی پھر اللہ اس کو بھی اٹھالے گا۔ اس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔‘‘ (مشکوٰۃ)

پس حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام امام مہدی، ومسیح موعود، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں، بلکہ خاتم الخلفاء ہیں اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں لہذا حضرت مسیح موعودؑ خاتم الخلفاء ہیں۔ اب کوئی خلیفہ نہیں مگر وہی جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والا ہو۔ اور آپؑ وہ وجود ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لائی گئی کامل ہدایت کی کامل اشاعت آپ کے ذریعہ ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:-

’’چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا فرض منصبی جو تکمیل اشاعت ہدایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بوجہ عدم وسائل اشاعت غیر ممکن تھا اس لئے قرآن شریف کی آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ثانی کا وعدہ کیا گیا ہے اس وعدہ کی ضرورت اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ تا دوسرا فرض منصبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یعنی تکمیل اشاعت ہدایت دین جو آپؐ کے ہاتھ سے پورا ہونا چاہئے اس وقت بباعث عدم وسائل پورا نہیں ہوا سو اس فرض کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آمد ثانی سے جو بروزی رنگ میں تھی ایسے زمانہ میں پورا کیا جبکہ زمین کی تمام قوموں تک اسلام پہنچانے کے لئے وسائل پیدا ہوگئے تھے۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ، صفحہ: 177، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ: 263)

جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی امام مہدی ومسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت منہاج نبوت پر ہے چنانچہ اب ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں آپ کی صداقت کے وہ دلائل پیش کرتے ہیں جو قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام اور مامورین کے لئے بیان ہوئے ہیں۔ اس تعلق میں ہم آپ کی صداقت کی دلیل کے طور پر آپ کے دعویٰ سے پہلے کی زندگی کو لیتے ہیں۔ قرآن مجید نے بھی یہی طریق اختیار کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل کے طور پر آپ کے دعویٰ سے پہلے کی زندگی کو یوں بیان فرمایا ہے:

فرمایا ’’فَقَدْلَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْن‘‘ (یونس: رکوع: 2) یعنی اس دعوے سے پہلے مَیں نے تمہارے اندر ایک عمر گزاری ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

یہ ایک عقلی دلیل ہے جو قرآن مجید نے مامورین کی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش فرمائی ہے کہ مامور من اللہ کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی نہایت پاکیزہ اور بااخلاق اور صاف ستھری ہوتی ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایسا شخص اچانک جُھوٹا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ دعویٰ سے قبل مکہ والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صدوق اور امین کہتے تھے۔ اللہ نے انہیں ہی مخاطب کر کے فرمایا کہ ایسا شخص جس کو تم سچا اور راستباز امانت دار کہتے ہو ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ جھوٹا دعویٰ کر بیٹھے۔

ایسا ہی سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ میں بھی ہوا۔ دعویٰ مہدویت اور مسیحیت سے قبل آپ اپنے علاقہ میں نیک راستباز عاشق قرآن اور عاشق رسول مشہور تھے۔ چنانچہ مشہور اہلحدیث لیڈر مولانا محمد حسین بٹالوی جو بعد میں آپ کے مخالف ہوگئے آپ علیہ السلام کی کتاب براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے

لکھتے ہیں:-

”مؤلف براہین احمدیہ مخالف وموافق کے تجربہ اور مشاہدہ کی رُو سے واللہ حسیبہ شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں اور نیز شیطانی الہام اکثر جھوٹے نکلتے ہیں اور الہامات مؤلف براہین احمدیہ (انگریزی میں ہوں خواہ ہندی وعربی وغیرہ) آج تک ایک بھی جھوٹ نہیں نکلا“

(رسالہ اشاعة السنہ جلد7 نمبر9 صفحہ 282)

اسی طرح شمس العلماء جناب مولانا سید میر حسن صاحب جو شاعر مشرق علامہ اقبال کے استاد تھے تحریر کرتے ہیں:-

”حضرت مرزا صاحب 1864ء میں بتقریب ملازمت شہر سیالکوٹ میں تشریف لائے اور قیام فرمایا......آپ عزلت پسند اور فضول ولغو سے مجتنب اور محترز تھے......“

(سیرة المہدی حصہ اول صفحہ 154 طبع اول)

اسی طرح لکھتے ہیں:-

”کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے ایسے خشوع خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔“ (ایضا)

مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر اخبار زمیندار کے والد ماجد منشی سراج الدین صاحب کی شہادت ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں:

”مرزا غلام احمد 1860 تا 1861 کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرّر تھے ... اور ہم چشمدید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔“ (زمیندار مئی 1908ء، بحوالہ حیات طیبہ مؤلفہ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل)

آج کے بعض سفلہ طبع دشمنان احمدیت سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعویٰ کے بعد کی زندگی پر اپنی طرف سے جھوٹے الزامات لگا کر پھر خود ہی آپؑ کی سیرت پر اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید ان کو اس بات سے روکتا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ اگر تم نے اعتراض کرنا ہے تو اس حصہ زندگی پر تمہیں اعتراض کا حق ہے جو مامور کی دعویٰ سے قبل کی زندگی ہے لیکن دعویٰ کے بعد جب تم نے مخالفت اور دشمنی کی کالی عینک اپنے چہرہ پر لگالی تو پھر تو تم نے دشمنی میں اندھے ہو کر جھوٹے الزامات لگانے ہیں اس لئے قرآن مجید فرماتا ہے کہ یاد رکھو: فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کہ میں دعویٰ سے قبل ایک زندگی تم میں گزار چکا ہوں جس کی راستبازی کے تم گواہ ہو کچھ عقل کرو کچھ ہوش کے ناخن لو۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں:-

”خدا تعالیٰ نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح پر پورا کر دیا ہے کہ میرے دعویٰ پر ہزار ہا دلائل قائم کر کے تمہیں موقع دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بُلاتا ہے وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم کوئی عیب افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افتراء کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا کوئی تم میں سے ہے جو میری سوانح زندگی پر نکتہ چینی کر سکتا ہے پس یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔“

(تذکرة الشہادتین صفحہ 64)

بلا شبہ یہ ایک عظیم الشان دلیلِ صداقت ہے کہ بعثت سے قبل ایک دنیا آپ کی سچائی، تقویٰ شعاری اور راستبازی کی قائل تھی۔

اب خاکسار آپ کی صداقت کی دوسری دلیل کے طور پر قرآن مجید کی یہ آیت پیش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مامورین کے متعلق یہ حتمی فیصلہ فرمایا ہے کہ: كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ (مُجادلہ: آیت:22) کہ اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰة والسلام نے دنیا کے سامنے جو علم کلام پیش فرمایا ہے اور اپنی صداقت کے جو عظیم الشان دلائل دیئے ہیں آج دنیا میں کوئی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا نہ تو غیر مسلموں کو اس بات کی طاقت ہے کہ وہ ان کا جواب دے سکیں اور نہ غیر احمدیوں میں یہ سکت ہے کہ وہ آپ کے دلائل و براہین کے مقابلہ پر کھڑے ہو سکیں۔

علاوہ اس غلبہ کے اس آیتِ مبارکہ سے ایسا غلبہ بھی مراد ہے جو خدا تعالیٰ مامورین کو ظاہری اعتبار سے تدریجاً عطا فرماتا ہے۔ اور ان کا ہر دن پہلے دنوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ افضال و برکات سے بھرپور ہوتا ہے۔

علاوہ اس کے اللہ تعالیٰ نے امام مہدی علیہ الصلوٰة والسلام کے متعلق ایک یہ بھی خوشخبری فرمائی تھی کہ اس کی صداقت کی نشانی یہ ہوگی کہ اس کو تمام ادیان پر اللہ تعالیٰ دلائل و براہین کا اور ظاہری و روحانی غلبہ عطا فرمائے گا چنانچہ فرمایا: هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (توبہ:33)

یعنی وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ تمام دینوں پر اس کو غالب کر دے۔ چاہے مشرکوں کو یہ بات بُری لگے۔ ایک اور مقام پر سورة الفتح میں اس آیت کے آخر میں وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ کی بجائے وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا آیا ہے۔ یعنی اور اللہ ہی کافی گواہ ہے۔

اس آیت کی تفسیر جامع البیان کی جلد 29 میں اس طرح مرقوم ہے وَذَالِكَ عِنْدَ نُزُوْلِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ یعنی یہ غلبہٗ دین عیسیٰ بن مریم کے زمانے میں ہوگا۔

اس آیت سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ امت محمدیہ میں آخری زمانہ میں ایک شخص امام مہدی و مسیح موعود کے رنگ میں ظاہر ہوگا وہیں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس کی صداقت کی عظیم الشان نشانی یہ ہے کہ اس کے دَور میں اسلام کو تمام ادیان پر دلائل کے اعتبار سے غلبہ نصیب ہو جائے گا اور اس کی صداقت کی ایک نشانی یہ بھی ہوگی کہ اس کو ظاہری غلبہ بھی ملنا شروع ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام اور اپنے مامورین کے لئے یہ مقدر کر چھوڑا ہے کہ ان کو دلائل و براہین کے غلبے کے ساتھ ساتھ کچھ ان کے اپنے زمانے میں اور کچھ ان کے بعد خلفاء کے زمانے میں ظاہری غلبہ اور شان وشوکت بھی ملنا شروع ہو جاتی ہے۔ اور ان کے مخالفین اور دشمنان ان کو ذلیل کرنے اور ان کے مشن میں ان کو ناکام ونامُراد کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں تمام طاقتوں کو جمع کر کے مامور کی جماعت کو ملیامیٹ کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کی مخالفتوں اور دشمنیوں اور ہر طرح کی کوششوں کو بالآخر ناکام ونامراد کر دیتا ہے۔

چنانچہ ہم سب سے پہلے دلائل و براہین کے غلبہ کے اعتبار سے دیکھتے ہیں تو ہم پاتے ہیں کہ آپ نے منشاء الٰہی سے سب سے پہلی کتاب براہین احمدیہ 1882ء میں تصنیف فرمائی آپ نے ایک طرف اس کتاب میں اپنے الہامات درج فرمائے تو دوسری طرف اس میں قرآن مجید کی صداقت کے عظیم الشان دلائل پیش فرماتے ہوئے اس کا جواب دینے والے کو دس ہزار روپے کا انعام دینے کا اعلان فرمایا۔ آپ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر تمام دلائل کا جواب دینے کی طاقت نہیں تو کم از کم پانچواں حصہ دلائل کا جواب دے دو یا پھر نمبروار ان تمام دلائل کو مع ان کی جزئیات کے توڑ کر دکھا دو تو ایسے جواب دینے والے کو آپ دس ہزار روپے کا انعام دیں گے اس کتاب کے بعد آپ نے اپنی حیات طیبہ میں کئی اَور مواقع پر اپنی کتب اور اشتہارات میں آپ کے پیش کردہ دلائل کا جواب دینے والوں کو ہزاروں روپے انعامات کی پیشکش کی ایسے انعامات میں وفات مسیح کا چیلنج، حضرت عیسیٰ کو آسمان پر بتانے والی حدیث پیش کرنے والے کو بیس ہزار روپے کے انعام کا چیلنج پھر اس کے بعد سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہر اس مولوی کو جو مسیح کو آسمان سے اُتار دے ایک کروڑ روپے کا انعامی چیلنج بھی دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعض چیلنجز میں یہاں تک فرمایا کہ جواب دینے والے کے ہاتھ پر آپ اپنے دعاوی سے تائب ہو جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن آج جبکہ ان تمام چیلنجز کو سو سال سے زائد کا عرصہ گزر گیا ہے کسی ایک چیلنج کا جواب دینے والا ابھی پیدا نہیں ہوا۔ آج سو سال کے بعد جماعت احمدیہ کی بھی تین نسلیں گزر چکی ہیں اور بفضلہ تعالیٰ ایسی مبارک پانچویں خلافت قائم ہو چکی ہے جس کا نام لیکر اللہ تعالیٰ اس سے معیت کا اور اس کے ساتھ ہونے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ: اِنِّيْ مَعَكَ يَا مَسْرُوْرُ کہ اَے مسرور یقیناً میں تیرے ساتھ ہوں۔

جیسا کہ قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ منہاج نبوت پر ہے اور الہام الٰہی کی بنیاد پر ہے۔ اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ (سورہ الحاقہ، آیت:45 تا 48)

اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم اسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر ہم یقیناً اس کی رگِ جان کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی ایک بھی اُس سے (ہمیں) روکنے والا نہ ہوتا۔

ان آیات مبارکہ میں صاف فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی جھوٹا الہام بنائے گا تو ترقی تو درکنار ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ دائیں ہاتھ سے یعنی اپنی قوت سے پکڑ کر اس کی شاہ رگ کاٹ دے گا یعنی اس کو اس کے منصوبوں میں تباہ و برباد کر کے اس کا نام و نشان مٹا دے گا اور سچے مُلہَم کے متعلق فرمایا کہ ہم نے فرض کر چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ سامعین کرام ایک طرف صداقت کے ان قرآنی معیاروں کو دیکھئے اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کے دعاوی ملاحظہ فرمائیے! حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام ”سلطان القلم“ رکھا ہے اور میری قلم کو ”ذوالفقار علی“ فرمایا۔“

پھر سیرت المہدی میں ایک روایت ہے کہ کئی دفعہ حضور فرماتے کہ بعض الفاظ خودبخود ہمارے قلم سے لکھے جاتے ہیں۔

(روایت نمبر 105 سیرت المہدی)

چنانچہ جلسہ پیشوایان مذاہب 1896ء میں جو مضمون ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ کے نام سے آپ نے تحریر فرمایا اس کے متعلق آپ کو الہام ہوا کہ: ”مضمون بالا رہا“ آپؑ فرماتے ہیں:-

”جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن میں ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوگا اس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارے میں پڑھا جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے...... مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک سُنیں شرمندہ ہو جائیں گی اور ہرگز قادر نہیں ہونگی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں۔“

آپؑ فرماتے ہیں: ”جب مَیں مضمون ختم کر چکا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ ”مضمون بالا رہا“ (حقیقة الوحی صفحہ ۲۷۹)

نیز آپؑ فرماتے ہیں:-

”یہ الہام بذریعہ ایک چھپے ہوئے اشتہار مورخہ 21 دسمبر کے قبل جلسہ ہٰذا ہی دو روز کے اندر ہی دُور و نزدیک شائع کیا گیا اور سب لوگوں کو اس بات سے آگاہی دی گئی کہ ہمارا ہی مضمون غالب رہے گا۔

باقی صفحہ نمبر 30 پر ملاحظہ فرمائیں

نعمت عظمیٰ ''خلافت احمدیہ'' سے متعلق پیشگوئیاں

(......محمد ایوب ساجد نائب ناظر نشر و اشاعت قادیان......)

تاریخ عالم میں جب ہم مذہبی عروج و زوال پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں آدم سے لیکر آج تک ایک بات واضح نظر آتی ہے کہ مذہبی دنیا میں انقلاب صرف اُن خدائی فرستادوں اور ان شخصیتوں سے ہوا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً اپنے نظام آسمانی کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ دنیا میں بعض ایسے اشخاص بھی ملتے ہیں جنہوں نے من گھڑت طور وطریق پر اپنی بے مثال دولت، تیغ و تبر اور ہزار لشکروں کے بل بوتے پر ماموُر من اللہ جیسا انقلاب لانے کے جتن کئے ہیں لیکن وہ نہتے خدائی مامورین کے مقابل پر ذلیل و خوار ہی نظر آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس زمانے میں روحانی انقلاب پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو اپنے وعدہ کے مطابق سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو یحیی الدین اور یقیم الشریعة کے لئے مبعوث فرمایا ساتھ ہی بشارت عطا فرمائی۔ ''ینصرک رجالٌ نوحیی الیھم من السماء''یعنی تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ آسمانی تائید کے بغیر روئے زمین پر روحانی انقلاب نہ کبھی پہلے آیا ہے اور نہ کبھی آئندہ آسکتا ہے۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جب تک وہ روحانیت کے علمبردار انقلاب کے شہہ سوار آسمانی تائید کے مالک دنیا میں موجود رہے ان کی قومیں بھی ترقی کرتی رہیں اور جب وہ آسمانی تائید یافت اشخاص اپنے مالک حقیقی سے جاملے اور خدائی تائید کا سلسلہ منقطع ہوگیا تو اُن قوموں کی ترقی بھی رُک گئی اور وہ قومیں آہستہ آہستہ پھر لوٹ کر اسی جگہ پر پہنچ گئیں جہاں سے انہوں نے انقلاب کا سفر شروع کیا تھا۔ ان قوموں کی اجتماعیت جو ''حبل المتین'' سے وابستہ نظر آتی ہے اس کا شیرازہ بکھر گیا اور ''ھباءً منثورًا'' ہوگیا۔ آج کل کے مسلمانوں کو دیکھیں عظیم قرآنی تعلیمات کے ہوتے ہوئے بھی دن بدن قعرِ مذلت میں گرتے جارہے ہیں۔

المنبر لائلپور نے اپنی اشاعت ۱۷/ مارچ ۱۹۷۷ء میں لکھا:

''دنیا کے ۲۱۷ ممالک میں سے اسلامی ریاستوں کی تعداد ۴۲ ہے۔ مسلم ممالک کے پاس وسائل بھی بہت ہیں مگر اس کے باوجود مسلمان دنیا میں تبدیلی لانے میں موثر کردار ادا نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم غلط راستے پر چل پڑے ہیں اور حقیقت کو چھوڑ دیا ہے۔''

مدیر المنبر لائلپور پاکستان اگر اپنی آنکھوں سے جہالت کی عینک اتار کر دیکھتے تو اُن کو نظر آتا کہ اللہ تعالیٰ نے اِس زمانے میں اپنے وعدوں کے مطابق حضرت غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو امام مہدی، مسیح محمدی، جری اللہ فی حلل الانبیاء بنا کر فرستادۂ برحق کی حیثیت سے مبعوث فرمایا ہے جن کی قائم کردہ جماعت خلافت کے زیر سایہ اسی نصب العین کو لیکر دنیا میں جہاد میں مصروف ہے جس کو چودہ سو سال سے زائد عرصہ پیشتر سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا تھا۔

اور یہ وہ عظیم خلافت ہے جس کے تعلق سے قرآن پاک میں بشارت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود و مہدی معہود کے ذریعہ دنیا میں احیائے اسلام کی بناء رکھی اس کو پروان چڑھانے کی غرض سے خلافت کی بشارت دی اور فرمایا۔ وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض۔ (سورۃ النور)

مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ بمطابق بشارت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم ثریا سے ایمان پھر دوبارہ دنیا میں آنا مقدر تھا۔ ایمان کے واپس آنے سے مومنین کے لئے عمل صالحہ کی شرط پر خلافت کا وعدہ خدائے ذوالجلال نے فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے نبی کے مقام پر فائز فرمایا جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''ما کانت نبوّۃ قط الّا تَبِعَتْھا خلافة'' (بحوالہ جامعہ الصغیر للسیوطی) کہ ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر میں درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے اور میرے بعد بھی خلافت ہوگی۔ اس کے بعد ظالم حکومت ہوگی پھر جابر حکومت ہوگی۔ یعنی غیر قومیں آکر مسلمانوں پر حکومت کریں گی جو زبردستی سے مسلمانوں سے حکومت چھین لیں گی۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ پھر خلافت علی منہاج النبوۃ ہوگی۔ یعنی جیسے نبیوں کے بعد خلافت ہوتی ہے ویسی ہی خلافت پھر جاری کردی جائے گی۔

(خلافت حقہ اسلامیہ)

آخری زمانہ میں مذہبی عروج اور انسانی فلاح و بہبود کے لئے جس خلافت کی بشارت ہمیں قرآن پاک سے ملتی ہے۔ اسی خلافت کی عظمت کی وجہ سے جہاں انبیاء علیہم السلام نے اس دور پر رشک کا اظہار فرمایا وہاں ہمیں گذشتہ کتب میں بھی اس کی بشارت ملتی ہے۔ جیسا کہ طالمود جو یہود کی احادیث کی کتاب ہے اس میں لکھا ہے:

It is also said that he (The Messiah) shal die and his kingdom descend to his son and grandson.

(بحوالہ طالمود جوزف برکلے باب پنجم صفحہ ۳۷ مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء)

ظاہر ہے اس میں خلافت کا ذکر ہے اور مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آپ کے جانشین کی بشارت موجود ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں اور آپ کی تحریرات میں بھی کثرت سے ہمیں آپ کے بعد ایک عظیم خلافت کا ذکر ملتا ہے جو آپ کے نقش پر اس روحانی مشن کو آگے بڑھانے والی ہے۔ ماموریت کے پہلے الہام کو ہی لیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے الہامًا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا'' واذا عزمت فتوکل علی اللہ واصنع الفلک باعیننا ووحینا الذین یبایعونک انّما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیھم ''یعنی جب تو عزم کرے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر اور ہمارے سامنے اور ہماری وحی کے تحت (نظام جماعت) کی کشتی تیار کر جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کریں گے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہوگا۔''

پس ظاہر ہے کہ اس نظام جماعت کو چلانے کے لئے ایک بادبان کی ضرورت تھی اس کے بغیر یہ کشتی بے معنی تھی اور وہ خلافت ہے جو آج اس کشتی کو پوری شان و شوکت کے ساتھ دنیا کے ۱۸۰ سے زائد ممالک میں چلا رہی ہے۔ اگر خلافت نہ ہوتی تو یہ نظام آج نہ ہوتا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی خدائی منشاء سے بنائی ہوئی کشتی آج نظر نہ آتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو وصیتکرتے ہوئے فرمایا۔

''حضرت عرباض بن ساریہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اکرمؐ نے نماز کے بعد نہایت ہی مؤثر وعظ فرمایا۔ وہ ایسا دردناک وعظ تھا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور دل ڈر سے بھر گئے۔ ایک صحابی نے عرض کی، یارسول اللہؐ یہ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ الوداع کہنے والے کا وعظ ہے۔ حضورؐ ہمیں کوئی نصیحت فرمائیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری یہ وصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور امام اور خلیفۂ وقت کی پوری پوری اطاعت کرو خواہ حبشی غلام ہو۔ یاد رکھو کہ میرے بعد زندہ رہنے والے بہت سے اختلاف دیکھیں گے۔ پس تم پر فرض ہے کہ میری سنّت اور خلفاء راشدین کی سنّت کو لازم پکڑو۔ پوری طرح اس کی اتباع کرو اور پختہ طور پر اس پر قائم ہو جاؤ۔ نئے نئے امور سے بچتے رہنا کیونکہ ہر نئی بات بدعت اور ہر بدعت ضلالت ہے۔'' (بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

پس امت کی اجتماعیت کی قائم رکھنے کے لئے، اس کے شیرازہ کو بکھرنے سے بچانے کے لئے خلافت ایک نعمت عظمیٰ ہے جس کی اتباع میں مومن کا جہاد ہوتا ہے۔ علامہ نیاز فتحپوری لکھتے ہیں۔

''اس وقت تمام ان جماعتوں میں جو اپنے آپ کو اسلام سے منسوب کرتی ہیں صرف یہی ایک جماعت (احمدیہ) ہے جو بانیٔ اسلام صلعم کی متعین کی ہوئی شاہراہ زندگی پر پوری استقامت کے ساتھ گامزن ہے۔'' (منقول از ماہ نامہ ''نگار'' نومبر ۱۹۵۹ء)

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے بھی قرآن پاک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت میں رسالہ ''الوصیّت'' میں تحریر فرمایا:

''....اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔'' (الوصیت صفحہ ۶-۷)

نیز فرمایا:

''....تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعائیں کرتے رہو...'' (الوصیت صفحہ ۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد مبارک کی وضاحت کرتے ہوئے سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''...سو تم کو بھی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کے ماتحت دُعائیں کرتے رہو۔ کہ اے اللہ تعالیٰ! ہم کو مومن بالخلافت رکھیو۔ اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دیجیو اور ہمیں ہمیشہ اس بات کا مستحق رکھیو کہ ہم میں سے خلیفے بنتے رہیں۔ اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے تاکہ ہم ایک جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو کر اور ایک صف میں کھڑے ہو کر اسلام کی جنگیں ساری دنیا سے لڑتے رہیں اور پھر ساری دنیا کو فتح کر کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گرادیں۔ کیونکہ یہی ہمارے قیام اور مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض ہے۔''

(بحوالہ تقریر سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفة المسیح الثانیؓ برموقع جلسہ سالانہ ۲۷/دسمبر ۱۹۵۶ء)

پس خدا تعالیٰ کی قدیم سنّت ہے کہ ہر نبوت کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری ہوتا ہے نبوت اس کی پہلی قدرت اور خلافت اس کی دوسری قدرت کہلاتی ہے۔ اور اس کا ذکر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں فرمایا ہے۔ پس حضور علیہ السلام کے اس مبارک کلام میں قدرت ثانیہ سے مراد خلافت ہے۔ جس خلافت کا اشارہ بکثرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام و کشوف میں ملتا ہے۔

۱۸۸۳ء کے ابتدائی الہامات میں سے ایک الہام جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوا کہ ''انا

بذٰلک اللازم انا محییک نفحت فیک
من لدنّی روح الصدق والقیت
علیک محبۃ منّی ولتصنع علی
عینی کزرع اخرج شطأہ فاستغلظ
فاستوٰی علی سوقہ۔

ترجمہ: میں تیرا چارہ لازمی ہوں۔ میں تیرا زندہ کرنے والا ہوں۔ میں نے تجھ میں سچائی کی روح پھونکی ہے اور اپنی طرف سے تجھ میں محبت ڈال دی ہے تا کہ میرے رُوبرو تجھ سے نیکی کی جائے سو تو اس بیج کی طرح ہے جس نے اپنا سبزہ نکالا پھر موٹا ہوتا گیا یہاں تک کہ اپنی ساقوں پر قائم ہو گیا۔

ان میں خدا تعالیٰ کی اُن تائیدات اور احسانات کی طرف اشارہ ہے اور نیز اُس عروج اور اقبال اور عزت اور عظمت کی خبر دی گئی ہے کہ جو آہستہ آہستہ اپنے کمال کو پہنچے گی۔

کتاب انجام آتھم صفحہ ۶۴ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچادے اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا۔ اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا گیا۔

"انا عطینٰک الکوثر فصل لربّک وانحر" حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا ترجمہ کتاب نزول المسیح میں از خود یہ تحریر فرمایا ہے۔

"ہم تجھے بہت سے ارادتمند عطا کریں گے اور ایک کثیر جماعت تجھے دی جاوے گی۔"

(نزول المسیح صفحہ ۱۳۱ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۵۰۹)

یہ خدائی تائیدات و احسانات جن کے ذریعہ سے جماعت نے عروج و اقبال عزت وعظمت کے ساتھ حیرت انگیز ترقیات کو چھونا تھا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی آبپاشی اور احاطہ بندی کی بشارت عطا فرمائی تھی۔ خلافت کے تصور کے بغیر ناممکن ہی نہیں محال ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جماعت کثیر کا وعدہ دیا گیا خلافت کے بغیر جماعت کا تصور ہی ممکن نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیاری جماعت کو جو خلافت کی نعمت اپنے وعدہ کے موافق عطا فرمائی اور خدائی وعدہ "......اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا...." (الہام حضرت مسیح موعودؑ) خلفاء کرام نے اس جماعت کے گرد ایسا احاطہ بنایا اور اس کی حفاظت فرمائی جس کی ایک مثال نمونۃً میں پیش ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"......خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لحظہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں اور خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دیں۔ میں انہیں جلتے ہوئے تنوروں میں کود جانے کا حکم دوں تو وہ جلتے ہوئے تنوروں میں کود کر دکھا دیں گے۔ اگر خودکشی حرام نہ ہوتی۔ اگر خودکشی اسلام میں ناجائز نہ ہوتی تو میں اس وقت تمہیں یہ نمونہ دکھا سکتا تھا کہ جماعت کے سو آدمیوں کو میں اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہو جانے کا حکم دیتا اور وہ سو آدمی اس وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مر جاتے۔ خدا نے ہمیں اسلام کی تائید کے لئے کھڑا کیا ہے۔ خدا نے ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بلند کرنے کے لئے کھڑا کیا ہے...." (بحوالہ الفضل مصلح موعود نمبر ۱۸ رفروری ۱۹۵۸ء)

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق جماعت کے گرد احاطہ بنانے کے لئے خلفاء عظام کو خلافت کا منصب عطا فرمایا اور پھر ان کو ایسے فدائین عطا فرمائے جو سب کچھ خلیفۂ وقت کی آواز پر قربان کرنے کو تیار ہی نہیں بلکہ بہت بڑا اعزاز و فخر سمجھتے ہیں اور یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی منشاء سے ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود بن کر مبعوث فرمایا اور آپ کو بذریعہ الہام خلیفہ اللہ قرار دیا اور فرمایا:

"اردت ان استخلف فخلقت اٰدم"

(الہام تذکرہ)

کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں کسی کو اپنا خلیفہ بناؤں تو میں نے اس زمانے کے آدم (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو پیدا کیا۔ پس قرآن کریم کی اس اصطلاح سے ہر کوئی واقف ہے کہ یہاں پر خلیفۃ اللہ سے مراد نبی اللہ ہیں۔

ہر نبوت کے بعد خلافت ہے اس الہام میں بھی ہمیں خلافت کے قیام کی طرف واضح اشارہ ملتا ہے۔ اور پھر منہاج النبوۃ والی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی تائید فرمائی کہ نبی اللہ مسیح موعود کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی اور وہ خلافت پھر قیامت تک رہے گی۔ یہ خلافت علی منہاج النبوۃ حضرت مسیح نبی اللہ کے بعد شروع ہونی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"قرآن شریف میں اسی لئے لیستخلفنّھم آیا ہے جس سے قیامت تک خلفاء کی بعثت ثابت ہے۔" (بحوالہ بدر ۲ رجون ۱۹۰۸ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہمیشہ قیامت تک تم میں روحانی زندگی اور باطنی بینائی قائم رہے گی۔ اور غیر مذاہب والے تم سے روشنی حاصل کریں گے۔ اور یہ روحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذاہب والوں کو حق کی دعوت کرنے کے لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے یہی وہ چیز ہے جس کو دوسرے لفظوں میں خلافت کہتے ہیں۔"

(شہادۃ القرآن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں واضح طور پر یہ امر عیاں ہے کہ آپ کی مقدس اولاد میں سے بھی خلفاء ہونگے جیسا کہ فرمایا:

"دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین ونبیین و اولیاء و خلفاء ہے۔ تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہِ راست پر آجائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ یہ دونوں شقیں ظہور میں آجائیں۔" (سبز اشتہار)

نیز فرمایا:

"اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا۔ اور دین اسلام کی حمایت کرے گا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲)

دمشق والی حدیث جس میں مسیح موعود کا نزول منارہ بیضاء کے شرقی جانب آتا ہے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"....وہ یا اس کا کوئی خلیفہ دمشق میں جائے گا۔ کیونکہ نزیل مسافر کو کہتے ہیں۔ جو ایک ملک سے دوسرے ملک میں جائے۔" (حمامۃ البشریٰ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ پیغام صلح میں ہمیشہ کے لئے احمدی سلسلہ کے پیشرو کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ اور اس سے احمدی سلسلہ کے لئے واجب الاطاعت قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا۔

"احمدی سلسلہ کے پیشرو کی خدمت میں پیش کریں گے...اور جو لوگ بھی اس جماعت سے ابھی باہر ہیں در اصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں ہیں جو ان کے نزدیک واجب الاطاعت ہو۔" (پیغام صلح)

پس اس سے ظاہر ہے کہ احمدی جماعت کا پیشرو اور امام واجب الاطاعت ہے جو خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ہی ہو سکتا ہے۔

کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۳ کے حاشیہ میں اس آخری زمانہ میں اسلام کی سربلندی اور عظمت جو موعود مسیح سے امت کو نصیب ہوگی اور مسلمانوں کو عزت کی کرسی عنایت ہوگی۔ مسلمانوں کی خستہ حالت کی بدلنے کے لئے روحانی انقلاب کو برپا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ جس چشمہ سے اس چمن کی آبپاشی فرمائے گا وہ چشمہ الٰہی خلافت کا ہم رنگ ہوگا جو قریش کے مقدس بزرگوں کو نصیب ہوئی۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"...ایسا ہی روحانی امور کے بیان کرنے اور روحانی اور عقلی حجتوں کو مخالفوں پر پورا کرنے کے لئے بڑے زور سے رواں ہوگا اور وہ چشمہ اسی چشمہ کا ہم رنگ ہوگا جو قریش کے مقدس بزرگوں صدیقؓ اور فاروقؓ اور علی مرتضیٰؓ کو ملا تھا۔ جن کے ایمان کو آسمان کے فرشتے بھی تعجب کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور جن کے صافی عرفان میں سے اس قدر علوم انوار و برکات و شجاعت و استقامت کے چشمے نکلے تھے کہ جس کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں سو ہمارے سیّد و مولیٰ فرماتے ہیں کہ وہ حارث بھی جب آئے گا تو اسی ایمانی چشمہ و عرفانی منبع کے ذریعہ سے قوم کے پودوں کی آبپاشی کرے گا اور اُن مرجھائے ہوئے دلوں کو پھر تازہ کر دیگا اور مخالفوں کے تمام بیجا الزاموں کو اپنی صداقت کے پیروں کے نیچے کچل ڈالے گا تب اسلام پھر اپنی بلندی اور عظمت دکھائے گا اور بے حیا خنزیر قتل کئے جاویں گے اور مومنین کو عزت کی کُرسی مل جائے گی جس کے وہ مستحق تھے۔"

غور فرمائیں کہ اسلامی انقلاب کے لئے اس آخری زمانہ میں خلافت کے قائم ہونے کا کتنا واضح ثبوت ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے خلافت کی یہ عظیم نعمت ہمیں عطا فرمائی ہے۔ اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق تا قیامت اس نعمت عظمیٰ کو ہم میں قائم رکھے اور ہمیں خلافت کے تقدس اور تقاضے کے مطابق اپنی زندگیاں گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ☆☆☆

ارشاد نبویؐ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینگولین کلکتہ 70001
دکان :2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:2237-0471, 2237-8468

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ
احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

ہندوؤں کی مذہبی کتب میں کلکی اوتار احمد علیہ السلام

(خورشید احمد پربھاکر درویش قادیان)

دنیا کی کثیر التعداد اقوام میں ہندو قوم کا بھی شمار ہوتا ہے اس قوم کا بنیادی مذہبی سرمایہ حیات وید مانے جاتے ہیں، جو مسلّمات ہنود کی رُو سے خدائی مصنوع ہیں اور کلیم اللہ رشیوں پر ان کا ظہور ہوا تھا۔

کتب ہنود میں ایک ایسے مصلح رشی کی آمد کا ذکر ملتا ہے۔ جس کا اسم گرامی احمد بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے سے پہلے گذرے ہوئے زمانے میں ایک نہایت عظیم الشان قابل ستائش، عالمگیر شارع پیغمبر کا نائب اور روحانی فرزند ارجمند ہوگا اور وہ اپنے روحانی باپ سے قیامت تک قائم رہنے والی عالمگیر شریعت پوری عقل و سمجھ سے حاصل کرے گا۔

چنانچہ تینوں ویدوں میں مرقوم ہے کہ:

''اَحمد دی دھی پتو شپری میدھا مرتیسمہ جگر بھ
اَہم سُوْرْ یہ اِوَاجَنی''

رشی = وتس + دیوتا = اندر + چھندہ گائتری۔

(i) اتھروید باب نمبر ۲۰ فصل نمبر ۱۱۵ آیت نمبر ا

(ii) سام وید پر پاٹھک نمبر ۲ دستی نمبر ۶ آیت نمبر ۸

(iii) رگوید منڈل نمبر ۸ سوکت نمبر ۹۷

ان تینوں ویدوں میں آیت مذکورہ کے الفاظ ہو بہو ایک جیسے ہیں۔ اس آیت کا ترجمہ لغت اور علماء و مترجمین کی رو سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

ترجمہ: ''احمد نے ہی اپنے (روحانی) باپ سے پوری عقل و سمجھ سے، پوری ہمت و جرأت سے، ستیہ گیان، معرفت تامہ سے بھر پور صداقت The Holy Law of .... کو پورے طور پر حاصل کیا اور کہا کہ مَیں اس کے باعث سورج کی مانند، سورج جیسا پیدا ہوا ہوں۔''

تینوں ویدوں کی مذکورہ فصل میں صرف تین آیات ہیں تینوں کی پہلی آیت کا پہلا لفظ احمد ہے۔ جو اس مقام پر فاعل (علم) ہے۔ واحد ہے، معرفہ ہے، مذکّر ہے۔ اسی آیت میں دوسری بار احمد اسم فاعل کی جگہ پر لفظ ''اَہم''، ضمیر کا استعمال ہوا ہے یہ ترتیب قواعد لسانیّات کے عین مطابق ہے۔

ویدوں کا قاعدہ کلیہ

تمام علمائے ہنود ویدوں کے اپنے قاعدہ کلّیہ کے مطابق اس امر سے متفق ہیں کہ:

''ہر ایک فصل میں ایک سے لے کر اٹھاون تک اور واسطًا دس منتر (آیات) ہوتے ہیں۔ ہر ایک فصل اپنے آپ میں مکمل ہے۔ اور اُس میں عمومًا ایک ہی دیوتا (فرشتہ) کی حمد وثنا کی آیات ہیں۔ اس کے دیکھنے والا رشی بھی عمومًا ایک ہی ہوتا ہے......'' (بحوالہ بھارتیہ سنسکرتی کی روپ ریکھا صفحہ ۲۰ بار دوئم ۱۹۵۲ء مصنفاں (ا) پنڈت رادھن شرما شاستری، (۲) پنڈت رام سرن بھنوت شاستری ایم اے۔ پروفیسر ہنسراج کالج نئی دہلی۔ شائع کنندہ مہر چند لکشمی داس۔ گلی نںھے خان کوچہ دریا گنج دہلی (بھارت)

پس رگوید، سام وید، اتھروید میں مذکور عبارت ویدوں کے اپنے قواعد وضوابط اور اصولوں کے مطابق ہر لحاظ سے مکمل، صحیح اور درست مانی جاتی ہے۔ اس میں کسی قسم کی خامی اور نقص نہیں ہے، لہٰذا اتھروید ۲۰-۱۱۵:۱ کا ترجمہ و مفہوم قواعد زبان کے مطابق ہر طرح سے مکمل اور درست تسیم کیا جائے گا۔ کہ حضرت احمد علیہ السلام نے اپنے (روحانی) باپ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت تک قائم رہنے والی، عالمگیر دائمی کامل شریعت قرآن مجید کو پورے طور پر، پوری ہمت سے حاصل کیا۔ (کہا) کہ مَیں اس کی وجہ سے اپنے باپ سراج منیر کے مشابہ پیدا ہوا ہوں۔''

پس جب وہ موعود احمد علیہ السلام کلجگ میں کلکی اوتار کے رُوپ میں مبعوث ہوا، تو اُس نے فرمایا کہ:

دگر استادے را نامے نہ دانم
کہ خواندم در دبستانِ محمد

(آئینہ کمالات اسلام)

آیت متذکرہ کا ترجمہ بطور نمونہ ایک غیر مسلم عالم ڈاکٹر گوکل چند نارنگ ایم اے کا کیا ہوا پیش ہے۔ ڈاکٹر نارنگ صاحب اپنی تصنیف The message of Vedas میں لکھتے ہیں:

"I from my father have received
deep knowledge of the Holy Law..."

(ترجمہ ماخوز از ویدوں میں احمد صفحہ ۳۶)

کلکی مہا پوران

ہندوؤں کی مذہبی مقدس کتب ''ویدوں'' کے بعد پورانوں کا درجہ ہے۔ انہیں نہایت احترام و عظمت وعقیدت سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ یسیر الحصول اور کثیر التلاوت کتب ہیں۔ اٹھارہ مہا پورانوں میں سے کلکی مہا پوران، شری کرشن جی مہاراج سے متعلق ہے۔ کلکی پوران کا طرز بیاں زمانہ کلکی کے مدنظر نرالا ہے۔ کلکی کال کے گناہوں کی لا انتہاء کثرت اور کرشن جی (کے مثیل) کا بیان ہوا ہے۔

مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آخری زمانے میں حضرت کرشن جی مہاراج کے بروزی مظہر کا نام احمد ہوگا اور حضرت نانک دیوجی مہاراج ''مسلمانوں کے پیر'' کے ایک معروف قول کے مطابق۔

''پر جامہ اس کا مسلمانی ہوگا''

وہ مسلم قوم میں سے مبعوث ہوگا۔ (بحوالہ جنم ساکھی وڈی۔ بھائی بالا والی صفحہ ۶۳۴ مطبوعہ مفید عام پریس لاہور) اُسے کرشن احمد بھی کہا جائے گا۔ ہندو لٹریچر کے مطالعہ سے یہ امر بپایہ ثبوت پہنچ جاتا ہے کہ حضرت کرشن علیہ السلام کے الہامی کلام کے مطابق گناہوں کی کثرت کے دَور میں جب بھی مشیئت الٰہی چاہے ان کی بروزی بعثت ہوا کرتی ہے۔ جس سے گناہوں بھرا زمانہ، ست یگ یعنی دَور صداقت سے بدل جاتا ہے اور شیطانی کرتوتوں کے مالک لوگ فرشتہ سیرت بن جایا کرتے ہیں۔ (شریمد بھگوت گیتا ادھیائے نمبر ۴ شلوک ۷-۸)

بشارت کلکی پوران

کلکی مہا پوران ادھیائے نمبر ۱۱ شلوک نمبر ۴۷ تا نمبر ۵۰ میں مرقوم ہے کہ:

ترجمہ: ''کلکی بھگوان (احمد) جی ان میں اور باغیچوں کو دیکھ کر، جو شہر کے قریب تھے، دل میں بہت خوش ہوئے۔ ''احمد'' نے عزّت اور حِجّت سے کہا۔ اَے طوطے۔ ہم اس جگہ اشنان (غسل) کریں گے۔''

(کلکی پوران صفحہ ۴۸ مترجم پنڈت ایشری پرساد شرما، منیجر اخبار بھارت واسی۔ مطبع صادق المطابع صدر میرٹھ یوپی بھارت مطبوعہ ۱۸۹۷ء (کلکی پوران کا یہ نسخہ احمدیہ مرکزی لائبریری قادیان۔ ضلع گورداسپور پنجاب بھارت میں موجود ہے)

کلکی پوران کے اس مقام میں بتایا گیا ہے کہ دور پر یگ کے کرشن جی مہاراج کے سوروپ مثیل و بروز و مظہر کے کل یگ میں مبعوث ہونے پر ہندوستان کا وہ علاقہ سرسبز وشاداب وزرخیز وزرریز ہو جائے گا۔ وہاں جنگلات ہونگے، وہاں ہر قسم کے ثمر دار شجر ہونگے، وہاں ہر قسم کے خوشبودار پھول، پھل، فروٹ میسّر ہونگے، وہاں باغات، نہریں، دریا وغیرہ ہونگے۔ شیریں پانی با افراط میسّر ہوگا۔ جس کے باعث کرشن ثانی کی نگری تیرتھ ستھان کا درجہ حاصل کرے گی۔ تیرتھ ستھان، مقدس مقام کی ایک شرط پانی کا میسّر آنا ہے۔

یہ ساری باتیں بحیثیت مجموعی کرشن احمد جی کے جائے ظہور سنبھل نگری (قادیان دارالامان) پنجاب میں پائی جاتی ہیں۔

کلکی اوتار احمد علیہ السلام کا ظہور

''وہ آیا منتظر تھے جس کے دن رات
معمّہ کُھل گیا روشن ہوئی بات''

گذشتہ صحائف اور ان کی خوشخبریوں کے مطابق جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نبیوں کو عطا کی گئی تھیں۔ حضرت مثیل و مظہر کرشن جی مہاراج کا اس آخری زمانے میں احمدؑ نام سے قادیان (شنبھل) نگری میں ظہور ہوا۔ آپؑ نے اپنی قوم کے ہنود حصہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

''.....خدا کا وعدہ تھا کہ وہ آخری زمانہ میں اس (کرشن) کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے، سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا.....سو مَیں کرشن سے محبت کرتا ہوں، کیونکہ میں اس کا مظہر ہوں.....گویا روحانیات کی رُو سے کرشن اور مسیح موعود (احمد) ایک ہی ہیں۔ .....مَیں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے، جن سے زمین پُر ہوگئی ہے، جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں، ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں.....یا یُوں سمجھنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رُو سے میں وہی ہوں۔''

(لیکچر سیالکوٹ ۲/نومبر ۱۹۰۴ء)

حضرت کرشن جی کا خاص حکم

حضرت کرشن جی علیہ السلام نے اپنے شاہکار کلام میں ہندو قوم کو حکم دیا ہے کہ:-

سرودھرماں پری تیج اکیم مام شرنم برج

ترجمہ: سب مذاہب کو بالکل ترک کر کے ایک میری پناہ کو حاصل کر۔

اہم توام سروپا پے بھئے موکش یشیامی ماشچا

ترجمہ: میں تجھے سب گناہوں کے خوف سے (نجات) چھڑاؤں گا مت فکر کر۔

(ماخوز از موکشو بھگوت گیتا صفحہ ۶۶۸ مولفہ منشی چھٹن لعل صاحب سابق ڈپٹی کلکٹر وممبر کونسل اودے پور)

ترجمہ: اے میری قوم کے لوگو! تم سب مذاہب کو بالکل ترک کر کے صرف ایک میری پناہ میں آؤ۔ مَیں تم کو تمام گناہوں کے خوف سے نجات دلاؤں گا۔ سو فکر مت کرو۔''

شری کرشن جی مہاراج کا یہ حکم ہے۔ اس میں کوئی استثناء نہیں۔ پس اے ہندو بھائیو! کرشن جی کے مثیل مظہر اور بروز حضرت احمد علیہ السلام کے چرنوں میں آیئے۔ اور موکش ونجات حاصل کیجئے۔ کلجگ کا وہ امام ہے۔ نجات اُسی کے دم قدم سے وابستہ کر دی گئی ہے۔

انتر یامی، گیانی، دھیانی، انتر کی وہ مَیل مٹائے
جیو۔ اِیش میں مادھیم احمد، جیو کو ایش سے وہی ملائے
اپنے یگ کا اِمام ہے یکتا، جیو کو ایش سے وہی ملائے
چرنوں میں جو شرن ہے پاتا، وہی موکش مُکتی کو پائے

ہندو قوم کے لئے خوشخبری

ہندوستان کی خوش قسمتی ہے کہ اس ملک میں دَور اوّل کے آدم علیہ السلام اور دردِ آخر کے آدم ثانی کا نزول ہوا۔ اس ملک میں کرشن ثانی کلکی اوتار، روحانی فرزند محمد مصطفٰےؐ یعنی حضرت احمد علیہ السلام کی بعثت میں خدا تعالیٰ کی باریک حکمت مضمر ہے کہ:

''ہندو قوم اس امّت (محمدیہ) کا دوسرا حصہ ''آخرین'' ہے۔ ہندو قوم بحیثیت مجموعی اسلام قبول کرلیگی۔ (ا) اور اس وقت دنیا بھر کی امامت کے منصب پر سرفراز ہوگی۔'' (تفصیل کتاب اب بھی اگر نہ جاگے تو...... صفحہ ۹۸ تا ۱۰۰ مصنفہ مولانا شمس عثمانی رامپوری یوپی)

نمبر ۲: اور ہندوستان اُس دَور میں دنیا کے جملہ ملکوں کا سرتاج اور راہنمائے ملوک ہوگا۔

قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

☆☆☆☆

۲۳ مارچ - یوم مسیح موعود
تجدیدِ دین کا آغاز

(طاہر احمد طارق مبلغ سلسلہ جیند ہریانہ)

روایات میں آتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ جمعہ آیت کریم وآخرین منھم لمّا یلحقوا بھم نازل ہوئی تو اس بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جو آپ کی مجلس میں تھے آپ سے سوال کرنے لگے کہ یا اللہ کے رسول یہ آخرین لوگ کون ہیں۔ جن کو یہ موجودہ نعمتیں بھی ملنے والی ہیں اور انہی برکتوں کے وہ وارث بننے والے ہیں۔ اب صحابہ کے لئے یہ ایک اجنبی بات شاید ہوگی کہ ہم اس شان والے نبی کی امت میں شامل ہوئے ہیں جس نے ہمیں کتاب اور حکمت کی باتوں کے ساتھ ہمیں پاک کیا ہے۔ اور اسی طرح اسلام کا یہ کارواں چلتا رہے گا اور ترقی ہوتی رہے گی لیکن یہ آخرین کون ہیں؟

روایات میں آتا ہے کہ اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

لَوکَانَ الْاِیمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِّنْ ھٰؤُلَاءِ

(بخاری کتاب التفسیر باب الجمعہ)

یعنی اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا گیا تو ایک شخص وہاں سے پھر دوبارہ اسے لائے گا اور اس جگہ اس شخص کی نشاندہی بھی فرمادی کہ وہ فارسی الاصل ہوگا۔ (احمدیت کی سچائی اور صداقت مسیح موعود کا مخالفین احمدیت کے لئے یہی ایک بہت بڑا نشان ہے)

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں انذار اور تبشیر کے دونوں پہلو تھے۔ انذار یہ تھا کہ قرآن کی تعلیم چھوڑنے اور رسول کی اطاعت نہ کرنے سے مسلمان اس نعمت سے محروم ہونگے اور وہ کتاب حکمت اور تذکیہ نفوس سے محروم ہونگے۔ ساتھ ہی تبشیر کا پہلو یہ بتادیا کہ ہمیشہ کے لئے مسلمان محروم نہیں رہینگے۔ بلکہ فارسی الاصل میں سے ایک شخص کے ذریعہ ازسرِ نو تجدید دین اور قیام شریعت کا عظیم الشان روحانی نظام آخرین میں ظاہر ہوگا۔

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو تجدید دین کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب، امام مہدی اور مسیح موعود بنا کر بھیجا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جو اعلان کروایا تھا کہ انّی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ اب یہ لازم تھا کہ آپ کا نائب جو تجدید دین، تذکیہ نفس وغیرہ کے لئے مامور ہوا ہے وہ بھی تمام مذاہب اقوام اور سب لوگوں کے لئے آئے اور گذشتہ تمام انبیاء کی صفات آپ میں ہونی تھی اسی لئے سیدنا حضور اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس بارہ میں خود وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحٰق ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں اسماعیل ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اس کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے ہیں اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو۔'' (تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۸۴) بحوالہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریروں کی رو سے صفحہ ۴۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بچپن سے ہی گوشہ نشینی کو پسند فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ ملازمت و دیگر دنیاوی کاموں میں آپ کا دل نہ لگتا تھا۔ صرف دینی تعلیم کے حصول اور ذکر الٰہی وغیرہ میں مشغول رہتے تھے اور آپ کے والد صاحب اس وجہ سے فکر مند رہتے تھے کہ آپ دنیا کے کاروبار سے لاتعلق رہتے تھے۔ آپؑ نے صرف والد صاحب کے کہنے پر بعض جگہ ملازمت یا دنیاوی دیگر کاروبار کیئے۔

چنانچہ اب وہ زمانہ بھی قریب تھا کہ جس زمانہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی اور آخرین میں اس فارسی الاصل شخص پر اللہ تعالیٰ اب اسلام کی عظیم ذمہ داری ڈالنے والا تھا۔ آپ کی گوشہ نشینی کے عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے کثرت سے آپ پر وحی والہامات کے دروازے کھولے اور اسلام کی صداقت، ترقی اور غلبہ کے نشانات دکھائے اسی دوران آپ نے کتاب براہین احمدیہ تصنیف فرمائی اور پھر آپ کو ماموریت کا الہام ہوا۔ چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام کو ۱۸۸۲ء میں ماموریت کا پہلا الہام ہوا جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

''اے احمد اللہ نے تجھے برکت دی ہے پس جو وار تو نے دین کی خدمت کے لئے مخالفوں پر کیا ہے وہ تو نے نہیں کیا بلکہ اللہ نے کیا ہے۔ خدا نے تجھے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا ہے تا کہ تو ان لوگوں کو ہوشیار کرے جن کے باپ دادے ہوشیار نہیں کیئے گئے تھے۔ اور تا مجرموں کا راستہ واضح ہو جائے۔ لوگوں سے کہہ دے کہ مجھے خدا کی طرف سے مامور کیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے ایمان لایا ہوں۔''

(بحوالہ حیاتِ طیبہ صفحہ ۵۳)

ماموریت کے اس پہلے الہام کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کسی فرد سے بیعت نہیں لی۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلمنے پہلی وحی قرآنی کے موقعہ پر فرمایا کہ میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بیعت کا آغاز نہیں فرمایا یہ ایک عاجزی وانکساری کی دلیل ہے۔ کہ جب اللہ نے حضرت صاحب کو بار بار اپنی وحی کے ذریعہ بتایا کہ تو اس زمانہ کا مامور ہے تب آپ نے بیعت کا اعلان فرمایا۔

۱۸۸۲ء تا ۱۸۸۹ء حضرت اقدس علیہ السلام کو متعدد الہامات ہوئے اور نشانات ظاہر ہوئے۔

گویا بیعت کے زمانہ یعنی ۱۸۸۹ء تک حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی صداقت کے لئے بیشمار نشانات عطا فرمائے تا کہ اہل دنیا کو علم ہو جائے کہ یہ وہی فارسی الاصل آخرین میں ظاہر ہونے والا شخص ہے اور اسی کے ذریعہ اسلام اور انسانیت کی کشتی طوفانوں سے ٹکرانے کے باوجود اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہے گی۔ اور تا لوگوں کو تدبّر کرنے کا موقعہ ملے کہ اس بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنی احکامات کیا ہیں۔ جہاں ان پیشگوئیوں سے لوگ توجہ کرتے اور مریدی کا دم بھرتے اور آپ کی طرف ہی وہ اُنگلی اُٹھاتے کہ یہی ہے وہ مردِ خدا ہے جو اسلام کی کشتی کو پار لگا سکتا ہے جیسا کہ حضرت منشی صوفی احمد جان کا شعر اس بات کی عکاسی کرتا ہے جو انہوں نے حضور علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا۔

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

تو دوسری طرف پیشگوئی ''مصلح موعود'' میں جس موعود بیٹے کے پیدا ہونے کا ذکر تھا اس سے پہلے آپ کے ہاں بشیر اوّل پیدا ہو کر فوت ہونے پر دشمنوں اور عقل کے اندھوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ وہ پیشگوئی نعوذ باللہ جھوٹی ثابت ہوگئی ہے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ نے یہ ارادہ فرمایا کہ آپ کے ذریعہ اب بیعت کا اعلان فرمائے اور آخرین کی بنیاد ڈالی جائے چنانچہ بشیر اوّل کی وفات کے موقعہ پر حضور علیہ السلام نے ایک اشتہار شائع فرمایا۔ جس کا عنوان ہی عظیم الشان تھا یعنی ''تبلیغ'' اور تبلیغ ہی انبیاء کی بنیادی ذمہ داری ہوتی ہے۔

چنانچہ اس اشتہار کے ذریعہ حضور علیہ السلام نے بیعت کا اعلان فرمایا۔ جس میں حضور اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ:

''میں اس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عمومًا اور مسلمانوں کو خصوصًا پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچّا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور نمدّ ارانہ زندگی کو چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غمخوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا اور خدا تعالیٰ میری دُعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل وجان تیار ہوں۔ یہ ربّانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا ہے۔ اس بارہ میں عربی الہام یہ ہے۔ اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ۔ وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحیْنَا۔ الّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ انّما یبایعُوْن اللّٰہَ یَدُاللّٰہ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔ وَالسّلام علٰی من اتّبع الھدی۔

المبلغ خاکسار
غلام احمد عفی عنہٗ''

(بحوالہ حیات طیّبہ صفحہ ۶۹)

چنانچہ اس اعلان اور اشتہار کے بعد مختلف جگہوں میں لوگ بیعت کرنے کے لئے تیار ہوئے اور خط وکتابت وغیرہ سے معیّن تاریخ اور مقام کے بارہ میں پوچھتے۔ چنانچہ اس بارہ میں حضور علیہ السلام نے ۱۲/جنوری ۱۸۸۹ء کو جو اشتہار شائع فرمایا اس میں دس شرائط بیعت (جو دراصل تجدید دین کا عظیم منصوبہ تھا) بھی تحریر فرما کر شائع فرمائیں۔ ان دس شرائط بیعت سے ہر احمدی واقف ہے۔ اس کی تفصیل دیگر مقامات کے علاوہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیان فرمائی ہے۔ ہم سب کو چاہئے کہ ہم سب اس کا بار بار مطالعہ کریں اور آئندہ جو بھی قومیں احمدیت میں داخل ہونگی انہیں انہی دس شرائط بیعت کا پابند رہنا ہوگا۔

اب یہ بھی ایک عظیم الشان خدا کی تقدیر اور حکمت ہے کہ ۱۲/جنوری ۱۸۸۹ء کو آپ کے گھر وہ موعود بیٹا پیدا ہوتا ہے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ۱۸۸۶ء میں خبر دی تھی جس کو حضور علیہ السلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو شائع بھی فرمایا تھا۔ اب ان دونوں اہم باتوں کے اجماع میں یہ مخفی اشارہ تھا کہ اس عظیم الشان منصوبہ میں جو تجدید دین اور قیام شریعت اور اشاعت اسلام کا منصوبہ ہے اس میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح موعودؓ کا بھی اہم کردار ہوگا۔ اور ساتھ ہی آپ کی اولاد یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے ذریعہ اشاعت اسلام کا کام خصوصیت سے ہوتا رہے گا۔

شرائط بیعت کے اس اعلان کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ تشریف لے گئے اور ۴/مارچ ۱۸۸۹ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ اعلان فرمایا کہ:

''تاریخ ہٰذا سے جو ۴/مارچ ۱۸۸۹ء سے ۲۵

مارچ تک یہ عاجز لدھیانہ میں مقیم ہے اس عرصہ میں اگر کوئی صاحب آنا چاہیں تو لدھیانہ میں ۱۰ تاریخ کے بعد آجاویں اور اگر اس جگہ موجب حرج ودقّت ہو تو ۲۵ مارچ کے بعد جس وقت کوئی چاہے قادیان میں بعد اطلاع دہی بیعت کرنے کے لئے حاضر ہو جائے۔‘‘

(بحوالہ حیاتِ طیّبہ صفحہ ۷۲)

چنانچہ ۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء کا وہ تاریخی دن ہے جس میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تجدید دین کی بنیاد رکھی۔ اور اس تجدید دین کی تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ اینٹوں یعنی شرائط بیعت کے ذریعہ ایک نئی زمین اور ایک نئے آسمان کی تکمیل شروع ہوئی۔ اس طرح صوفی احمد جان صاحب کا وہ مکان بھی ہمیشہ کے لئے جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ’’دارالبیعت‘‘ کے نام سے موسوم ہوا اور ۲۳ مارچ کا دن ہمیشہ کے لئے ’’یوم البیعت‘‘ کے نام سے جانا جانے لگا۔

اور آج جماعت احمدیہ اسی حقیقت اور پس منظر کے حوالہ سے ساری دنیا میں ۲۳/مارچ کو ’’یوم مسیح موعودؑ‘‘ دل وجان سے مناتی ہے اور آپ کی تعلیم اور اسلام اور احمدیت کے حقیقی منصوبے کو دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے اور پھر ۲۳ مارچ کا ہی وہ دن ہے جس دن اوّلین وآخرین کا سنگم ہو کر سورۃ جمعہ کی آیت کریمہ کے مضامین کی بھی بعینہٖ اسی طرح تجدید ہو رہی ہے۔ سبحان اللہ علیٰ ذلک ۔زرا ’’مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل‘‘ کو دیکھو تو پتہ لگے گا کہ کیا یتلو علیہم اٰیتہ کا مضمون ساری دنیا میں سنائی دے رہا ہے کہ نہیں کیا...؟ یزکیھم کے مضمون ساری دنیا میں نظر نہیں آرہے...؟ افریقہ کی طرف نظر دوڑائیں، یورپ کی طرف نظر دوڑائیں، ایشیا وامریکہ کو دیکھیں ہر جگہ یہ نظر آرہا ہے کہ مسیح محمدیؑ کے ذریعہ آپ کی جماعت میں ایک امتیازی نشان اور تبدیلی نظر آرہی ہے۔ آج خلیفۃ المسیح ایم ٹی اے کے ذریعہ یعلمھم الکتاب والحکمۃ کا کام دن رات کر رہے ہیں۔

تاریخ شاہد ہے پندرہ سو سال کے عرصہ میں خلفائے راشدین کے زمانہ کے بعد سے لیکر مسیح موعود کے زمانہ تک متعدد تفاسیر لکھی گئی ہیں لیکن جو فہم و ادراک، مسیح موعودؑ اور خلفاء احمدیت کی تفاسیر سے عوام الناس کو حاصل ہوا ہے وہ اپنی مثال آج خلافت احمدیہ کے ذریعہ ہی اسلام کا غلبہ مقدّر ہے۔ صرف اسلام کا غلبہ ہی نہیں بلکہ ہر مذہب کی بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح بھی احمدیت کے ساتھ وابسطہ ہے۔ دُکھی انسانیت کا اگر اس روئے زمین پر کوئی ہمدرد وغمخوار ہے تو وہ جماعت احمدیہ کا خلیفہ اور جماعت احمدیہ ہے۔

پس ۲۳/مارچ یوم مسیح موعود کا دن ہمیں یا دلاتا ہے کہ:

۱- کہ ہم اپنے وعدوں کو جو شرائط بیعت کے رنگ میں ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرتے وقت کئے تھے اُن کو ازسرِ نو زندہ کریں اور اس کے مضامین کو دہرائیں۔

۲- خلافت احمدیہ اور نظام جماعت کے ساتھ دلی وابستگی پیدا کریں۔

۳- ہم کو مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے جو پیغام ملا ہے اسے ساری دنیا میں تن من دھن سے پھیلائیں۔

۴- دکھی انسانیت سے ہمدردی اور ان کی خدمت کریں۔

۵- غلبہ اسلام واحمدیت کی مہمات کو کامیاب کرنے کے لئے دُعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کریں۔

۶- غلبہ اسلام کی مہمات کو کامیاب کرنے کے لئے جو طریق اور اصلوب حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام نے ہمیں بتائے ہیں اس پر ہم عمل کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام احباب جماعت سے توقعات کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

’’ہماری جماعت کو واجب ہے کہ اب تقویٰ سے کام لے اور اولیاء بننے کی کوشش کرے اُس وقت زمینی اسباب کچھ کام نہ آویگا۔ اور نہ منصوبہ اور حجّت بازی کام آئے گی۔ دنیا سے کیا دل لگانا ہے اور اس پر کیا بھروسہ کرنا ہے۔ یہی امر غنیمت ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح کی جاوے اور اس کا یہی وقت ہے ان کو یہی فائدہ اُٹھانا چاہئے کہ خدا سے اُسی کے ذریعہ سے صُلح کریں۔ بہت مرضیں ایسی ہوتی ہیں کہ دلالہ کا کام کرتی ہیں اور انسان کو خدا سے ملا دیتی ہیں۔ خاص ہماری جماعت کو اس وقت وہ تبدیلی یک مرتبہ ہی کرنی چاہئے۔ جو کہ دس برس میں کرنی تھی اور کوئی جگہ نہیں ہے جہاں ان کو پناہ مل سکتی ہے۔ اگر وہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کر کے دُعائیں کریں تو ان کو بشارتیں بھی ہو جائینگی۔ صحابہ پر جیسے سکینت اُتری تھی ویسے ان پر اُتریگی۔ صحابہ کو انجام تو معلوم نہ ہوتا تھا کہ کیا ہوگا مگر دل میں یہ تسلّی ہو جاتی تھی کہ خدا تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ دراصل سکینت اسی تسلی کا نام ہے۔‘‘ (بحوالہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریروں کی رو سے صفحہ ۱۶۲)

اللہ تعالیٰ ہم سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے صحابہ سے
حُسنِ سلوک

(فضل رحیم خان متعلم جامعہ احمدیہ قادیان)

حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اس وقت ہوئی جب کہ زمین ظھر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ پیش کر رہی تھی اور ملک عرب اس تاریکی اور فساد میں انتہائی درجہ پر تھا۔ تمام مؤرخین اس امر پر متفق ہیں کہ مکّہ معظّمہ کے کعبۃ اللہ میں تین سو ساٹھ بت رکھ کر پرشتس کی جاتی تھی۔ دنیا کا یہ عظیم ترین مصلح تھا جس نے ان بدّو وحشیوں کی نہایت ہی معجزانہ طور پر تربیت کی۔ جسے دنیا دیکھ کر حیران ودنگ رہ گئی۔ آپؐ نے اپنے ماننے والوں سے انتہائی پیار ومحبت کا سلوک کرتے ہوئے ان میں نمایاں تبدیلی پیدا کردی۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام نے بھی اپنے آقا حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل متابعت میں اپنے ماننے والوں میں حیرت انگیز تبدیلی پیدا کی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے صحابہ کے ساتھ نہایت مشفقانہ سلوک تھا آپ نے اپنے صحابہ کے اندر جو روحانی انقلاب پیدا کیا اس کی گزشتہ چودہ سو سال میں نظیر نہیں ملتی۔

حضرت مولانا نور الدین صاحب کی محبت عشق کے حد تک تھی اور حضرت مسیح موعودؑ بھی ان سے کمال شفقت سے پیش آتے۔ چھوٹے سے چھوٹے غریب سے غریب صحابی سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ بڑے بڑے علماء، فضلاء اور پیرزادے آکر قادیان میں رہنے کو ترجیح دیتے اور دنیا کی آرام اور تنعم کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے مولانا محمد علی صاحب ایم اے جو اعلیٰ تعلیم کی وجہ سے سرکاری نوکری میں اعلیٰ مقام حاصل کر سکتے تھے اسی طرح حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح اوّلؓ جو شاہی طبیب تھے حضورؑ کے ارشاد پر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قادیان آگئے اور درویشانہ زندگی گزاری۔

عبدالکریم نامی یادگیر دکن کا ایک غریب لڑکا اپنی ماں کو چھوڑ کر قادیان دارالامان کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ ایک باولے کتے کے کاٹنے پر آپ کو کسولی بھیجا گیا اور وہاں پر ضروری علاج کروایا گیا مگر وہ دوائی سے شفایاب نہ ہوا اور چند ماہ بعد مرض Hydrophobia کا شکار ہوا۔ حضورؑ نے اس کی حالت دیکھ کر فوراً کسولی تار بھجوایا۔ کسولی کے ڈاکٹر صاحبان کا جواب تھا: "Nothing can be done Abdul Karim" جب یہ سمجھا گیا کہ یہ مرض لاعلاج ہے اور ہزار میں سے ایک مریض بھی اس مرض سے بچ نہ سکا تو آپؑ نے محبت وشفقت سے خدا کے حضور گھنٹوں سجدہ میں عبدالکریم کی شفایابی کے لئے دعائیں کیں۔ اور اس طرح وہ بچ گیا۔

جب آپ نے مسیح موعود ومہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو فرشتوں نے لوگوں کے دلوں میں تحریک کی کہ ایسے شخص سے ملاقات کر کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچائیں تو خوست کے علاقے کا ایک شخص شہزادہ عبداللطیف جو والئ افغانستان کا استاد تھے اور آپ نے رسم تاج پوشی ادا کی تھی افغانستان کے ایک نہایت دلیر اور خدا ترش پہلوان تھے آپ حج کعبہ اللہ کے عزم سے لاہور تشریف لائے اور لاہور میں ہی حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کی خوش خبری پائی۔ اور بے چین بے تاب ہو کر قادیان آئے اور حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک قدموں میں اپنے آپ کو فدا کر دیا۔ تاریخ احمدیت ہمیشہ اس خوش نصیب انسان کو یاد کرتی رہے گی کہ اپنے مال وجان کی پرواہ نہیں کی اور آپؑ کے سلوک سے ایسا فدا ہوا کہ اپنی جان تک قربان کردی۔ حضرت مسیح موعودؑ کو ان کی شہادت سے بڑا صدمہ پہنچا چنانچہ آپ نے اپنی تصنیف لطیف تذکرۃ الشہادتین میں حضرت شہزادہ عبداللطیف کو خراج تحسین پیش کی ہے۔

ملک بھر کے دو سو آدمیوں نے حضور اقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا اور یہی فتویٰ آخر آپ کی تبلیغ کا بہترین ذریعہ بنا۔ جوق در جوق لوگ ملک کے تمام حصہ سے آپ کے پاس آنے لگے۔ علماء کی سخت مخالفت کے باوجود یہ آمد کا سلسلہ بند نہیں ہو سکا جو مہمان آتے تھے آپؑ کی مہمان نوازی اور مہمانوں کے دلداری کچھ ایسے رنگ میں ہوتی جس کی جھلک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ میں نظر آتی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

مہمان جو کر کے الفت آئے بصد محبت
دل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت

آپ مہمانوں کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ حضرت شمس العلماء مولانا سید حسن علی صاحب اپنی کتاب تائید حق میں لکھتے ہیں کہ:

’’جب وہ دوبارہ سیٹھ عبدالرحمٰن اللہ رکھا کے ہمراہ قادیان تشریف لائے۔ اور آپ پان کھانے کے عادی تھے چونکہ اس زمانہ میں قادیان میں پان نہیں ملا کرتا تھا۔ اس وجہ سے پان کے کی جگہ آپ الائچی، لونگ دال چینی وغیرہ کا استعمال کر کے اس ضرورت کو پورا کر لیتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو جب پتہ چلا کہ آپ پان کے عادی ہیں تو آپ نے ایک شخص کو گورداسپور جو کہ قادیان سے ۴۰ میل دوری پر ہے بھیج کر پان منگوایا اور حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت مولوی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے اس اکرام مہمان کے اور اس کے خیال رکھنے کے غیر معمولی امر کو دیکھ کر فدا ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب کی طرح اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کر کے خدا تعالیٰ کا قرب پانے والا بنائے۔

☆☆☆

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز ۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Phone No (S) 01872-224074
(M) 98147-58900
E-mail: jovrav-say@yahoo.co.in
Mfrs & Suppliers of :
Gold and Silver
Diamond Jewellery
Shivala Chowk Qadian (India)

کتب حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمومی تعارف

(مبشر احمد خالد پاکستان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک علامت یہ بیان فرمائی گئی کہ:

یفیض المال حتّٰی لا یقبلہ احد

یعنی مسیح موعودؑ مال تقسیم کرے گا یہاں تک کہ اسے قبول نہیں کرے گا۔ اس پیشگوئی میں مال سے مراد کوئی روپیہ پیسہ یا سونا چاندی نہیں تھا بلکہ یہاں مال سے مراد دراصل علمی خزائن تھے جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقسیم کرنا تھا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذکورہ علمی اور روحانی خزائن کو بڑی کثرت سے تقسیم کیا جس کا اعتراف غیر بھی کئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہ روحانی خزائن آپ کے متبعین کے لئے روحانی زندگی کا عظیم اور گرانقدر سرمایہ ہیں۔ آپ کی کتب کے مطالعہ سے قرآن کریم اور احادیث پاک کو سمجھنے میں بہت زیادہ مدد ملتی ہے۔ کیونکہ یہ کتب الٰہی تائید اور راہنمائی سے لکھی گئی ہیں جیسا کہ آپ خود تحریر فرماتے ہیں۔

’’یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الٰہی سے لکھے گئے ہیں۔ میں ان کا نام وحی والہام تو نہیں رکھتا مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں۔‘‘

(سر الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۴۱۵)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تالیفات وتحریرات اس قدر عظمت اور افادیت کی حامل ہیں کہ غیر بھی ان کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کے بغیر دعوت الی اللہ، اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ ناممکن امر ہے۔ اور یہ کتب خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کرنے اور روحانی میدان میں ترقی کرنے کا ذریعہ ہیں۔ لہٰذا ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ کثرت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرے۔ اس مضمون کے ذریعہ اختصار کے ساتھ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مجموعی طور پر تعارف کروانا مقصود ہے تا کہ ان کے مطالعہ کے سلسلہ میں کچھ راہنمائی حاصل ہو جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور ارشادات وفرمودات کو درج ذیل چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ۱- کتب (روحانی خزائن) ۲-ملفوظات (ارشادات) ۳- مجموعہ اشتہارات ۴-مکتوبات

روحانی خزائن: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کردہ تمام کتب کا سیٹ ’’روحانی خزائن‘‘ کے نام سے موسوم ہے اور جو ۲۳ جلدوں پر مشتمل ہے ان جلدوں میں سن تالیف وتصنیف کے لحاظ سے کتب کو ترتیب دیا گیا ہے۔

روحانی خزائن کے سیٹ کی ہر جلد میں شامل تمام کتب کا پہلے تعارف اور انڈیکس دیا گیا ہے جن کی مدد سے متعلقہ کتاب کے نفس مضمون کو بآسانی سمجھا جا سکتا ہے نیز انڈیکس کی مدد سے حسب ضرورت کسی حوالہ یا مضمون کو آسانی سے تلاش کیا جا سکتا ہے۔

تعداد کتب: روحانی خزائن کے سیٹ میں شامل کتب کی تعداد ۸۳ ہے۔ اگر براہین احمدیہ حصہ دوم، سوم، چہارم اس طرح ازالہ اوہام حصہ دوم، نور الحق حصہ دوم، نور القرآن حصہ دوم نیز اربعین نمبر ۲، نمبر ۳، نمبر ۴ کو الگ الگ کتاب شمار کیا جائے تو پھر یہ تعداد ۹۲ بنتی ہے۔

تعداد صفحات: ۲۳ جلدوں پر مشتمل روحانی خزائن کے سیٹ میں تمام کتب کے کل صفحات گیارہ ہزار سے زائد بنتے ہیں۔

عربی کتب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض کتابیں فصیح و بلیغ عربی زبان میں تصنیف فرمائی ہیں جو درج ذیل ہیں: ۱-کرامات الصادقین ۲-تحفہ بغداد ۳-حمامۃ البشریٰ۔ ۴-نور الحق حصہ اوّل۔ ۵-نور الحق حصہ دوم۔ ۶-سر الخلافہ۔ ۷-حجۃ اللہ۔ ۸-انجام آتھم۔ ۹-منن الرحمٰن۔ ۱۰-نجم الہدیٰ۔ ۱۱-لجۃ النور۔ ۱۲-حقیقت المہدی۔ ۱۳-سیرۃ الابدال۔ ۱۴-اعجاز المسیح۔ ۱۵اتمام الحجۃ۔ ۱۶-مواہب الرحمٰن۔ ۱۷-خطبہ الہامیہ۔ ۱۸-الھدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ۔

بعض کتب کا کچھ حصہ عربی زبان میں تصنیف کیا گیا ہے۔ مثلاً ’’الاستفتاء‘‘ درحقیقت ’’حقیقۃ الوحی‘‘ کا ہی حصہ ہے۔ اسی طرح ’’التبلیغ‘‘ بھی دراصل ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ کا ہی حصہ ہے۔ مگر بعض دفعہ ان کو الگ طور پر کتابی شکل میں بھی شائع کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو بھی عربی کتب کی تعداد میں شامل کر لیا گیا ہے۔

نفس مضمون کے لحاظ سے تقسیم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض کتب تو بعض معین مضامین پر مبنی ہیں مگر بعض کتب متنوع مضامین پر مشتمل ہیں۔ وہ کتب جن کا نفس مضمون کسی خاص مذہب فرقہ یا کسی مخصوص مسئلہ سے متعلق ہے ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

عیسائیت: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت ہندوستان اور عام دنیا میں عیسائیت بہت زیادہ متحرک اور فعال تھی۔ اور اہل مسلمان کو سب سے زیادہ عیسائیت کا سامنا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں تقریباً سب سے زیادہ عیسائیت کو ہی زیر بحث لایا گیا ہے۔ ویسے تو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی درجنوں کتب میں ان کے عقائد کا رد فرمایا ہے تاہم درج ذیل وہ کتب ہیں۔ جن کا مرکزی مضمون ہی عیسائیت ہے۔

۱-جنگ مقدس۔ ۲-کتاب البریہ۔ ۳-چشمۂ مسیحی۔ ۴-انجام آتھم۔ ۵ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ ۶-انوار الاسلام۔ ۷-ضیاء الحق ۸-تحفۂ قیصریہ ۹-ستارۂ قیصریہ۔ ۱۰-نجم الہدیٰ۔ ۱۱-حجۃ الاسلام ۱۲-اتمام الحجۃ ۱۳-سچائی کا اظہار ۱۴-نور الحق حصہ اوّل ۱۵-البلاغ۔ ۱۶-نور القرآن حصہ دوم۔ ۱۷-تجلیات الٰہیہ۔

ان کے علاوہ بھی جزوی طور پر متعدد کتب میں عیسائیت پر بحث ملتی ہے۔

ہندو اور سکھ ازم: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت اسلام کو عیسائیت کے بعد دوسرے نمبر پر بعض ہندو فرقوں کی طرف سے مزاحمت اور مقابلہ کا سامنا تھا۔ ہندو فرقوں میں سے آریہ دھرم، سناتن دھرم، برہمو سماج اور سکھ مت کے متعلق حضور نے متعدد کتب تالیف فرمائیں۔ ان کتب میں ان فرقوں کے عقائد کا بطلان ثابت کرتے ہوئے رد فرمایا ہے۔ جن میں سے درج ذیل کتب زیادہ قابل ذکر ہیں۔ ۱-پرانی تحریریں ۲-سرمہ چشم آریہ۔ ۳-شحنہ حق۔ ۴-ست بچن۔ ۵-سناتن دھرم۔ ۶-آریہ دھرم ۷-قادیان کے آریہ اور ہم۔ ۸-چشمۂ معرفت۔ ۹-پیغام صلح۔ ۱۰-نسیم دعوت۔ ۱۱-استفتاء۔

☆-حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں اختلافی مسائل میں سے سب سے زیادہ وفات مسیح کے مسئلہ پر بحث کی گئی ہے۔ تاہم وہ کتب جن کا مرکزی اور اصل موضوع ہی حضرت مسیحؑ کی طبعی وفات اور ہجرت ہے درج ذیل ہیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ ضخیم اور مفصل کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ ہے۔

۱-ازالہ اوہام حصہ اوّل حصہ دوم۔ ۲-فتح اسلام۔ ۳-توضیح مرام۔ ۴-مسیح ہندوستان میں۔ ۵-الحق مباحثہ دہلی۔ ۶-الحق مباحثہ لدھیانہ۔ ۷-تحفہ بغداد۔ ۸-حمامۃ البشریٰ۔ ۹-آسمانی فیصلہ۔ ۱۰-راز حقیقت۔ ۱۱-اتمام الحجۃ۔

صداقت مسیح موعود علیہ السلام: ویسے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر کتاب آپ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے مگر وہ کتب جن کو آپ نے بطور خاص اپنی صداقت کے دلائل پر مبنی تحریر فرمایا ہے یا جن کا عقلی ونقلی لحاظ سے مضمون آپ کی صداقت پر دلالت کرتا ہے ان میں سے زیادہ قابل ذکر درج ذیل کتب ہیں۔ ۱-آسمانی فیصلہ۔ ۲-نشان آسمانی۔ ۳-تحفہ گولڑویہ۔ ۴-اربعین۔ ۵-سراج منیر۔ ۶۷-تریاق القلوب۔ ۷-نزول المسیح۔ ۸-حقیقۃ الوحی۔ ۹-نور الحق حصہ دوم۔ ۱۰-اسلامی اصول کی فلاسفی۔ ۱۱-اعجاز احمدی۔ ۱۲-اعجاز المسیح۔ ۱۳-دافع البلاء۔ ۱۴-کرامات الصادقین۔ ۱۵-تحفہ غزنویہ۔ ۱۶-حجۃ اللہ۔ ۱۷-انجام آتھم۔ ۱۸-تحفۃ الندوہ۔ ۱۹-لجۃ النور۔

ظہور امام مہدی: یہ بھی ایک ایسا موضوع ہے جس سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بہت ساری کتب میں بحث فرمائی ہے۔ جن میں سے درج ذیل کتب کا بنیادی اور اصل موضوع اور نفس مضمون یہی ہے۔ ۱-ضرورۃ الامام۔ ۲-حقیقۃ المہدی۔ ۳-نشانِ آسمانی۔ ۴-شہادۃ القرآن۔ ۵-نور الحق حصہ دوم۔

مسئلہ نبوت: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۱۹۰۱ء کے بعد کی اکثر تحریرات میں مسئلہ نبوت پر بحث کی گئی ہے مگر سب سے زیادہ اہم رسالہ ’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘ ہے۔ یہ کتاب بطور خاص مسئلہ نبوت کے متعلق تحریر کی گئی ہے۔ جس میں آپؑ نے نبی کی تعریف نبوت کی اقسام۔ حقیقت نبوت اور اپنے دعویٰ پر بحث فرمائی ہے۔

مسئلہ جہاد: یوں تو مسئلہ جہاد پر بھی حضور نے متعدد کتب میں بحث کرتے ہوئے حقیقت جہاد پر روشنی ڈالی ہے۔ تاہم آپ کی کتاب ’’گورنمنٹ انگریزی اور جہاد‘‘ میں صرف اور صرف اسی مسئلہ کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ اس طرح نور الحق حصہ اوّل میں بھی جہاد کے موضوع پر خصوصی بحث کی گئی ہے۔

مغربی فلسفہ کارد: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ اور ’’برکات الدعاء‘‘ میں بطور خاص مغربی فلسفہ کا رد فرمایا ہے۔

موازنہ بین المذاہب: مختلف مذاہب میں سے عیسائیت اور ہندوازم کا اسلام کے ساتھ درج ذیل کتاب میں بطور خاص موازنہ کیا گیا ہے۔

۱-براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ ۲-پرانی تحریریں۔ ۳-سرمہ چشم آریہ۔ ۴-چشمۂ معرفت۔ ۵-کشتی نوح۔ ۶-معیار المذاہب۔

متفرق کتب: مذکورہ بالا کتب کے علاوہ تمام کتب مختلف اور متفرق مضامین پر مبنی ہیں جن میں سے زیادہ اہم ’’براہین احمدیہ حصہ پنجم‘‘ اور ’’کشتی نوح‘‘ ہیں۔

چیلنج پر مبنی کتب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے درج ذیل کتب کا رد لکھنے یا ان کے مقابلہ پر کتب لکھنے پر ہزاروں روپئے کے انعامی چیلنج دیئے ہیں۔ مگر آج تک کسی کو بھی مقابلہ کی توفیق نہیں ملی سکی۔ ۱-براہین احمدیہ ہر چہار حصص -/10000 روپئے۔ ۲-سرمہ چشم آریہ -/500 روپئے ۳-کرامات الصادقین -/1000 روپئے ۴-نور الحق -/5000 روپ ۵-اعجاز احمدی -/10000 روپئے ۶-اتمام الحجۃ -/1000 روپئے۔ ۷-تحفہ گولڑویہ -/500 روپئے ۸-سر الخلافہ -/27 روپئے۔

ان کے علاوہ درج ذیل کتب کے بالمقابل کتاب لکھنے یا ردّ لکھنے پر اپنا جھوٹا ہونا تسلیم کر لینے کے وعدہ پر مبنی چیلنج دیئے۔

۱-اعجاز المسیح۔ ۲-حجۃ اللہ۔
۳-الھدیٰ والتبصرۃ لمن یری۔

ملفوظات: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مذکورہ کتب کے علاوہ حضور نے مختلف مواقع پر جو

باقی مضمون صفحہ نمبر 26 پر ملاحظہ فرمائیں

قرآن مجید واحد کتاب ہے جو اپنی اصل حالت میں موجود ہے کیونکہ اللہ نے اُس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے

اس کی تعلیم کو سمجھنے کے لئے پاک دل ہونے کی اور ایک مزکی کی ضرورت ہے
آج جماعت احمدیہ ہے جو اس سے فہم و ادراک حاصل کر کے آگے پہنچاتی ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۹ رفروری ۲۰۰۸ء

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گذشتہ کچھ عرصہ سے دوبارہ کھل کر اسلام پر حملے کئے جارہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور قرآن مجید کی تعلیم پر حملے کئے جارہے ہیں تا کہ اسلام کو بدنام کیا جائے کیونکہ اسلام ایسا مذہب ہے جو ہر زمانے کی ضروریات کو پوری کرنے والا ہے اور قرآن کریم کی تعلیم کو دیکھ کر لوگوں کا رُخ اسلام کی طرف ہورہا ہے۔ اسلام مخالف مہم بھی ہورہی ہے لیکن مذہب سے دلچسپی رکھنے والوں کو یہ کوششیں اسلام کی تعلیم دیکھنے کی طرف مائل کررہی ہیں اس تعلیم کو جو خدا نے قرآن میں اتاری حقیقت پسندانہ اور فطرت کے مطابق ہے مذہب میں دلچسپی رکھنے والے خالی ذہن لوگوں نے قرآن مجید کو پڑھ کر اس پر غور بھی کیا گو ترجمے کا گہرائی سے علم نہیں ہوتا اور قرآن مجید کے پیغاموں کا پتہ نہیں چلتا لیکن پھر بھی کوشش ہوتی ہے تو سعید فطرتوں کو سمجھ بھی آجاتی ہے۔ حضور نے ایک صحافی خاتون کا ذکر کیا جنہوں نے قرآن مجید کی تعلیمات کا مطالعہ کیا اور اس کی حقیقتوں کو تسلیم کرلیا۔

حضور انور نے فرمایا اس طرح کی مثالیں جب اسلام مخالف طبقے کے سامنے آتی ہیں تو ان کو فکر ہوتی ہے اور اسلام سے دشمنی ان کو ہر گھٹیا سے گھٹیا حرکت کرنے پر مجبور کرتی ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں انبیاء کی جماعتوں سے ایسے ہی ہوتا ہے اور اسلام چونکہ عالمی مذہب ہے اس لئے سب سے بڑھ کر اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ مکّہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سعید روحوں نے ایمان لانا شروع کیا تو ان کو فکر پڑنے لگی اور مخالفت شروع کردی وہی عمر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے در پے تھے قرآن مجید کی آیات سن کر اس قدر گھائل ہوئے کہ اپنا سر آنحضرتؐ کے قدموں میں رکھ دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو خلیفہ راشدین کا مقام عطا فرمادیا پس یہ چیزیں دیکھ کر کفار کو نظر آرہا تھا کہ یہ کچھ عرصہ میں ہمارے شہر پر قابض ہو جائیں گے اور مکّہ میں جو اِن کی انفرادیت تھی ختم ہو جائے گی اور یہ ہماری نسلوں کو بھی اپنے اندر جذب کرلیں گے۔ پھر اسلام کا پیغام مزید پھیلا اور خوف کی وجہ سے مخالفت شروع ہوئی۔ ہجرت کرنی پڑی اور یہ پیغام مزید پھیلتا گیا حضور مدینہ گئے تو یہ پیغام مزید پھیلا تو انہوں نے سمجھا کہ یہ تو ہماری نسلوں کو لپیٹتے جائیں گے۔ پھر مزید وسعت ہوئی تو قیصر کسریٰ کی حکومتیں پریشان ہوئیں وہ بھی سب اسلام کے خلاف صف آراء ہوگئیں اور آج تمام دنیا کے مذاہب کے سرکردہ افراد اس خوف سے کہ کہیں اسلام غلبہ نہ حاصل کرلے اسلام کے خلاف ایسے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کررہے ہیں کہ خود ان کے اندر رہنے والے شریف طبع لوگوں نے اس کے خلاف آوازیں اٹھانی شروع کردی ہیں ہم یورپ میں اسلام کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو یورپ میں بسنے والے ہر شخص کی آواز سمجھ لیتے ہیں جبکہ یہ صورت حال نہیں ہر یورپین اسلام کے خلاف نہیں ان میں بھی خاصی تعداد ہے جو ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتی مثلاً گذشتہ دنوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک پر حملے کئے گئے تھے اس کے خلاف ڈنمارک کے مقامی غیر مسلموں نے آوازیں اٹھائیں کہ یہ سب غیر اخلاقی اور انتہائی گری ہوئی حرکتیں کی جارہی ہیں بہر حال جو آوازیں اُٹھ رہی ہیں ان میں سے اکثر اس پر اظہار افسوس کررہے ہیں۔ حضور نے اس سلسلہ میں بعض اخباروں کے حوالے پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جو اسلام کے خلاف مہم ہے اس میں بہت سے شرفاء شامل نہیں یہ بہت بڑی مہم ہے اس میں صرف ایک آدھ کارٹونسٹ یا چند ممبر پارلیمنٹ یا سیاسی لیڈر بننے والوں کا پیچھے ہاتھ نہیں بلکہ اس کے پیچھے گہری سازش ہے اور اس کے پیچھے بڑی طاقتیں ہیں جو اسلام کی تعلیم سے خوفزدہ ہیں جو اپنے عوام کو یہ سبق نہیں دینا چاہتیں کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے۔ جو مذہب کے نام پر اصل میں اپنی برتری قائم کرنا چاہتی ہیں جو اسلام سے ۱۵ سو سال پرانی دشمنی کا اظہار کررہی ہیں اس میں ہر طرح کے لوگ شامل ہیں خدا کے مقابل پر معبود کھڑا کر کے دنیا میں شرک قائم کرنے کی کوشش کررہی ہیں۔ ہمارا جو عربی چینل بند کیا گیا تھا اسکے پیچھے عیسائیوں کا بہت بڑا ہاتھ تھا جنہوں نے بڑی حکومتوں کے ذریعہ سے دباؤ ڈلوایا ایسے لوگ بھلا شرک سے پاک تعلیم اور عین فطرت انسانی کے مطابق تعلیم کس طرح پنپنے دے سکتے ہیں بلکہ یہ لوگ دنیا کا معبود بننے مالک اور رب بننے کی کوشش کررہے ہیں۔ پس یہ دماغ اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں جنہیں خطرہ ہے کہ اگر اسلام پھیل گیا تو دوسرے مذاہب کی حیثیت معمولی رہ جائے گی لیکن یہ ان کی سوچیں ہیں جو چاہیں کرلیں اسلام کا پھیلنا مقدر ہے لیکن نہ کسی قسم کی دہشت گردی سے نہ کسی قسم کی عسکریت سے بلکہ مسیح ومہدی کے ذریعے سے، اس پیغام کے ذریعہ سے جو قرآن کریم میں محبت و پیار پھیلانے کے لئے دیا گیا ہے اور دین فطرت کے اظہار کے ذریعہ سے پس چاہئے کہ ہم میں سے ہر ایک کوشش کرے کہ اس پیغام کو زیادہ سے زیادہ پھیلائے۔ یہ اخبار اور ممبر پارلیمنٹ اور حکومتیں جس قدر چاہیں کوشش کرلیں یا دوسرے مذاہب کے رہنما جتنی چاہیں کوششیں کرلیں اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کردیا ہے جو اَب رُک نہیں سکتا۔

آپ نے فرمایا گذشتہ دنوں ہالینڈ کے ایک ممبر پارلیمنٹ نے جو مسلمانوں اور اسلام کے خلاف بڑا جوش دکھا رہے ہیں ایک بیان دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور قرآن مجید کے بارے میں بڑا توہین آمیز بیان تھا۔ ان کے پیچھے بھی بڑا ہاتھ اور سازش ہے۔ لیکن وہاں بھی ردّعمل ہورہا ہے۔ فرمایا یہ ان کی کوششیں ہیں اور اللہ تعالیٰ ان میں سے نیک فطرت بھی پیدا کررہا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ باز آجائیں ورنہ خدا کی تقدیر جب چاہتی ہے تو اپنا کام کرتی ہے اور پھر کسی کو چھوڑتی نہیں۔

فرمایا قرآن مجید پر حملہ کرتے ہوئے ایک کینیڈین عیسائی مشنری نے ایک کتاب لکھی ہے یہ بھی دل کے کینوں اور بغضوں سے بھری ہوئی کتاب ہے۔

حضور انور نے خطبہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ان سب اسلام کے دشمنوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہی تعلیم ہے جس کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے کہ اس نے انشاء اللہ غالب آنا ہے اور یہ الٰہی تقدیر ہے لیکن بعض مسلمانوں پر افسوس ہوتا ہے جو بظاہر مسلمان ہیں لیکن اپنی ظاہری شان وشوکت کی وجہ سے اسلام کو کمزور کررہے ہیں حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ قرآن کریم کو یہ لوگ دور سے کھڑے دیکھ رہے ہیں اور قریب آنا نہیں چاہتے بلکہ دوسروں کو ورغلانے میں لگے ہوئے ہیں شیطان کا کردار اختیار کیا ہوا ہے پس قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے پاک دل ہونا ضروری ہے پاک دل ہونگے تو پھر کچھ سمجھ آئے گی مزید عرفان حاصل کرنے کے لئے مزید تقویٰ میں بڑھنے کی ضرورت ہے اور یہ معیار ہے ایک انسان کا قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے۔ اس میں شفا اور تعلیم و سبق مومنین کے لئے ہے اور کافروں کو اس کی تعلیم مزید خسارہ میں بڑھاتی ہے۔

فرمایا جب ہم یہ باتیں مخالفین اسلام کے منہ سے سنتے ہیں تو یہ ہمارے ایمان میں اضافے کا باعث بنتے ہیں اور قرآن مجید نے پہلے سے یہ بتا دیا ہے کہ ان کی فطرت ہے جو شیطانوں کے چیلے ہیں وہ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں اور قرآن میں نقص نکالتے ہیں اگر کفار کے ذکر میں بیان ہے تو یہ پیشگوئی ہے کہ آئندہ بھی اس قسم کے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو اپنی مخالفت میں اتنے اندھے ہوجائیں گے کہ بظاہر پڑھے لکھے سلجھے ہوئے اور ترقی یافتہ ملکوں کے شہری کہلانے اور مذہبی رہنما کہلانے کے باوجود، امن کے علمبردار کہلانے کے باوجود ایسی حرکتیں ضرور کریں گے جن سے یہ ظاہر ہوجائے کہ ان کی ظاہری حالتیں محض دھوکہ ہیں۔ یہ لوگ تو خود ایسے بیمار ہیں جن کی بیماریاں بڑھنی ہیں۔ یہ لوگ کبھی محسن انسانیت کی لائی ہوئی تعلیم سے فیضیاب نہیں ہوسکتے۔ پس آپ کو تکلیف پہنچانے والوں کے ساتھ اللہ کا سلوک ہمیشہ سے رہا ہے صرف مکہ والوں کے لئے نہیں تھا کیا آج آنحضرت کی لائی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہنے والے اللہ کی پکڑ سے بچ جائیں گے جس کا اظہار اللہ نے اپنے پیاروں کے لئے غیرت رکھتے ہوئے ہمیشہ کیا ہے اور کرتا ہے۔ آج بھی دشمنوں کے اس گروہ نے آنحضرت کی ذات پر حملے کرنے کے لئے اپنے کام بانٹے ہوئے ہیں (ان کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے) تا کہ آنحضرت اور قرآن کو مختلف صورتوں میں تضحیک کا نشانہ بنایا جائے کتابوں کے ذریعے، اخباروں کے ذریعے، ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ کوشش کی جارہی ہے لیکن اللہ فرماتا ہے کہ یہ نہ سمجھو کہ یونہی چھوڑ دیا جائے گا بلکہ اس کے لئے تمہیں جواب دینا ہوگا سزا کے لئے تیار ہونا ہوگا اگر اپنا رویہ نہ بدلو۔ یہ اصولی بات ہے وہ اپنے پیاروں کے لئے غیرت رکھتا ہے اور غیرت دکھاتا ہے پس ان کے عمل بغیر سزا کے چھوڑے نہیں جائیں گے اور جب سزا کا وقت آئے گا کوئی دوسرا خدا انہیں بچا نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے نصیحت دلانے کے لئے قرآن مجید میں بار بار ذکر کیا ہے۔ پس سوچو، غور کرو یہ واحد کتاب ہے جو اپنی اصلی حالت میں موجود ہے اور اللہ نے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ اس لئے اس نصیحت کی طرف توجہ کریں جو خدا نے انبیاء کے انکار کرنے والوں اور جھٹلانے والوں کے انجام کا ذکر کیا ہے۔ پس اللہ کی رحمت کی نظر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حد سے آگے نہ بڑھیں ہم ان لوگوں سے ہمدردی کے جذبات کے تحت کہتے ہیں کہ خدا کا خوف کریں۔ قرآن شریف کی تعلیم تمام قسم کی تعلیموں کا مجموعہ اور مکمل ضابطہ حیات ہے روحانیت، اخلاق سے اعلیٰ معیار کی تعلیم دیتی ہے۔ اگر سمجھ نہیں آتی تو اپنی عقلوں پر روؤ نہ کہ قرآن، پر اعتراض کرو۔ قرآنی تعلیم عین فطرت انسانی کے مطابق ہے اس کو سمجھنے کے لئے پاک دل ہونا ضروری ہے اور ایک مزکی کی ضرورت ہے۔ آج جماعت احمدیہ ہے جو اس سے فہم و ادراک حاصل کرکے آگے پہنچاتی ہے۔ آؤ اس سے فہم و ادراک حاصل کرو۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے اور اس انجام سے محفوظ رکھے جس کی اللہ نے تنبیہہ فرمائی ہے۔ خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور نے ایک شہادت کا ذکر فرمایا اور ان کے لئے دُعا کی تحریک کی۔

☆☆☆☆☆

چودہ کلاٹ (اڑیسہ) میں احمدیت

چودہ کلاٹ کٹک ضلع کی ایک بستی ہے جہاں مکرم شیخ عبدالعلیم صاحب و شیخ محمد طاہر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے زمانہ میں بیعت کی اس وقت وہاں کوئی مخالفت نہ تھی مسجد میں احمدی و غیر احمدی الگ الگ نماز پڑھتے تھے مکرم مولوی قریشی محمد حنیف صاحب نے کیندرا پاڑا میں شادی کی اور وقتاً فوقتاً یہاں آتے اور چودھوار میں غیر احمدیوں کی مسجد میں وعظ کرتے جسے غیر احمدی غور سے سنتے جب میری عمر ۱۱ سال تھی تو ہمارے والد صاحب احمدیت میں داخل ہوئے ہمارے رشتہ دار مخالف ہوگئے والد صاحب کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا مارنے کے لئے گھر گھیر لیا بائیکاٹ کیا گیا۔ ایک بار مولوی قریشی حنیف صاحب عصر کے وقت غیر احمدیوں کی مسجد میں پہنچے میں بھی اپنے ایک ساتھی کے ساتھ مسجد میں گیا مولوی صاحب وضو کر کے عصر کی نماز پڑھنے کے لئے تیار ہو رہے تھے میری عمر 14 سال تھی میں نے دیکھا کہ چار پانچ آدمی جو میرے رشتہ دار تھے بد ارادے سے مسجد کے قریب پہنچ گئے میرے ساتھ والا لڑکا ان کو دیکھ کر بھاگ گیا ایک شخص نے مولوی صاحب کو مسجد سے نکل جانے کے لئے کہا مولوی صاحب اسے سمجھانے لگے اس پر ایک شخص مولوی صاحب کو ہاتھ سے پکڑ کر مسجد سے باہر کھینچ لایا میں نے سوچا کہ یہ لوگ مولوی صاحب کو ماریں گے چنانچہ میں ان کے آگے کھڑا ہو گیا اس پر اس نے کہا جو سامنے آئے گا اسے بھی مار پڑے گی۔ اسی اثنا میں کچھ لوگ مولوی صاحب کو پیچھے سے کھینچ کر لے گئے اور دو سو کے قریب لوگ جمع ہو گئے اور مولوی صاحب کو مارنے لگے آپ کا سائیکل بھی توڑنے لگے۔ مجھے بھی کسی شخص نے مارا مولوی صاحب کو مار کھاتا دیکھ کر میں اپنی مار بھول گیا۔ چاروں طرف سے آواز آ رہی تھی مارو مارو۔ لوگ مولوی صاحب کو پکڑ کر گاؤں سے باہر لے گئے میں واپس اپنے گھر آ گیا میرے رشتہ دار مجھے کہنے لگے بستی کے سب لوگ اکٹھے ہو گئے ہیں تمہارا گھر لوٹیں گے تم گھر سے باہر نہ نکلنا شام کا وقت تھا میں نے سوچا کہ اگر مولوی صاحب کیندرا پاڑا گئے تو یہ لوگ ان کو راستہ میں ہی مار دیں گے یہ سوچ کر میں جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مولوی صاحب کی تلاش میں باہر نکلا اور ایک جگہ انہیں وضو کرتے دیکھا میں نے ان سے پوچھا کھانا لے آؤں انہوں نے بتایا کہ میں اپنا لال ٹین ایک ہندو کی دکان میں رہن رکھ کر چوڑا چینی لے آیا ہوں اسے کھا لوں گا۔ چنانچہ میں واپس گھر آ گیا۔ رات کا وقت تھا راستہ میں ایک شخص سے بحث و تکرار بھی ہوئی۔ دوسرے دن پٹہ منڈائی تھانہ میں ہم نے اطلاع دی اور مولوی صاحب کو کیندرا پاڑا جانے والی بس میں بٹھا کر چلا آیا ہمارے رشتہ داروں نے جن کے خلاف کیس درج کیا تھا ہمیں دھمکیاں دیں۔ مولوی قیوم نامی غیر احمدی جو احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریر کرتا تھا اسی طرح جن لوگوں نے مولوی صاحب کو میرے سامنے مارا سب ہی جوانی میں لاولد مر گئے۔ جو میرے گھر کے قریب رہنے والے عزیز و رشتہ دار تھے اور ہماری مخالفت میں اہم کردار ادا کرتے تھے ان کو بھی مصیبتوں نے گھیرا باوجود رشتہ داروں کی سخت مخالفت کے ہمارے والد صاحب احمدیت پر قائم رہے اور بڑی ہمت سے ان کا مقابلہ کیا۔ چودہ کلاٹ میں بہت مخالفت ہوئی چند احمدی تھے اس کے باوجود وہاں دو بار جلسہ کیا۔ اللہ تعالیٰ مخالفین کو ہدایت دے اور احمدیت کی ترقی کے سامان پیدا کرے۔ (غلام مصطفیٰ کٹک)

مجلس اطفال الاحمدیہ رشی نگر کی ڈائری

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس اطفال الاحمدیہ لائحہ عمل کے مطابق اپنی اپنی مجلس کے کاموں میں تیزی پیدا کر رہی ہے گذشتہ ماہ چھ وقار عمل ہوئے جن میں ۳ خدام الاحمدیہ کے ساتھ کئے گئے ان میں اطفال کی حاضری کافی تھی۔ ایک وقار عمل میں مسجد کے اردگرد کے صحن میں برف ہٹائی گئی۔ شعبہ تعلیم کے زیر اہتمام مقابلہ نظم خوانی ہوا جس میں اوّل، دوئم، سوئم آنے والے اطفال کو انعامات دیئے گئے۔ شعبہ صنعت و تجارت کے تحت ایک صنعتی نمائش کا انعقاد کیا گیا جس میں بہت سے اطفال نے حصہ لیا۔

یوم والدین بتاریخ ۲۱ رجنوری کو جامع مسجد میں منایا گیا جس میں تمام والدین کرام کو بذریعہ خط مدعو کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز دانش قدیر کی تلاوت اور عزیزم مبارک منصور کی نظم خوانی سے ہوا۔ ناظم اطفال مکرم وسیم احمد نے عہد دہرایا۔ تقریر قائد مجلس مکرم بشارت احمد صاحب گنائی نے کی۔ قائمقام صدر جماعت الحاج عبدالرشید میر صاحب کی زیر صدارت یہ اجلاس دو گھنٹے تک جاری رہا اس میں والدین خدام اور اطفال کو مٹھائی بھی دی گئی۔ نیز صنعتی نمائش میں حصہ لینے والے اطفال کو انعامات سے نوازا گیا۔ (مدثر احمد گنائی سیکرٹری عمومی رشی نگر)

اعلان نکاح

مسماۃ عزیزہ حشمت النساء صاحبہ بنت مکرم حضرت احمد مرحوم ساکن کیرنگ کا نکاح مسمی مکرم فضل کریم صاحب ابن مکرم مقصود احمد صاحب مرحوم ساکن بھدرک کے ساتھ مبلغ 50005 روپئے حق مہر پر مکرم مولوی سید آفتاب احمد صاحب مبلغ سلسلہ کیرنگ نے مسجد احمدیہ محمود آباد کیرنگ میں پڑھا۔ (اعانت بدر ۱۵۰ روپئے)

(وسیم احمد خورشید جماعت احمدیہ بھدرک اڑیسہ)

............بقیہ صفحہ اوّل............

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث فرمایا کرے گا جو آ کر دین کی تجدید کریگا۔

☆......قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوشِكَنَّ اَنْ يَنْزِلَ فِيْكُمْ ابن مَريم حَكَمًا عَدلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْب وَيَقْتُلُ الْخِنْزِير وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُفِيْضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يُقْبِلَهٗ اَحدٌ حَتّٰى تَكُوْنُ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریب ہے کہ ابن مریم تم میں نازل ہوں عدل اور حَکَم ہو کر۔ وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کریں گے۔ اور مال اس بہتات سے ہوگا کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔ ان کے زمانہ میں ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

☆......عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰه عَنْه قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِي صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُنزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَة الجُمْعَة "وَآخرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ" قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ يَارَسُولَ اللّٰهِ فَلَمْ يُرَاجِعهُ حَتّٰى سَأَلَ ثَلَاثاً وَفِيْنَا سَلْمَان الفَارِسِي وَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَان ثُمَّ قَالَ لَوكَانَ الْاِيْمَانُ عِندَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِن هؤلآءِ۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ پر سورۃ الجمعۃ کی آیت وآخرین منھم لمایلحقوا بھم نازل ہوئی۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں؟ جب آپ نے جواب مرحمت نہیں فرمایا تو میں نے تین مرتبہ دریافت کیا۔ اور حضرت سلمان فارسیؓ بھی ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمانؓ پر رکھ کر فرمایا اگر ایمان ثریا کے قریب بھی ہو جائے گا (اپنی دوری کے اعتبار سے) تو ان میں سے کچھ لوگ یا ایک آدمی اسے وہاں سے لے آئے گا۔

☆☆☆☆☆☆

منظوم کلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیوں عجب کرتے ہو گر مَیں آ گیا ہو کر مسیح — خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار
آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اِک جوش ہے — ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار
آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج — نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع — پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار
باغ میں ملّت کے ہے کوئی گلِ رعنا کِھلا — آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار
آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے — گو کہو دیوانہ مَیں کرتا ہوں اُس کا انتظار
اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح — نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار
آسماں بارد نشاں الوقت مے گوید زمیں — ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار
اب اِسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے — وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار
اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا — پھر خدا جانے کہ کب آئیں یہ دن اور یہ بہار
غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے — وہ ہمارا ہو گیا اس کے ہوئے ہم جاں نثار
مَیں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں — نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار
اِک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے — مَیں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

پر مسیحا بن کے مَیں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۰۱-۱۰۳)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اخبار بدر کے لئے قلمی و مالی تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں"

وصایا :: منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت 16918 :: میں سید زبیر احمد ولد سید بشارت احمد قوم سید پیشہ طالب علم عمر 22 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 5/12/06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ سید بشارت احمد — العبد سید زبیر احمد — گواہ محمد انوار احمد

وصیت 16919 :: میں سید مبشر احمد ولد سید بشارت احمد قوم سید پیشہ طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 5/12/06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از وظیفہ ماہانہ 529 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ سید بشارت احمد — العبد سید مبشر احمد — گواہ محمد انوار احمد

وصیت 16920 :: میں سلمان احمد دُرّانی ولد برہان احمد ظفر دُرّانی قوم دُرّانی پیشہ طالب علم تاریخ پیدائش 6/1/88 پیدائشی احمدی ساکن جرمنی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 6/6/06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہانہ 200 یورو ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ مشتاق ملک — العبد سلمان احمد درانی — گواہ عبد السبوح

وصیت 16921 :: میں محمد افضل بٹ ولد مولوی محمد یوسف انور قوم مسلمان پیشہ ملازمت عمر 26 سال پیدائشی احمدی ساکن ناصر آباد ڈاکخانہ ناصر آباد۔ کولگام ضلع اننت ناگ صوبہ جموں وکشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 20/6/2006 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت سالانہ 48000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ عبد الرشید ضیاء — العبد محمد افضل بٹ — گواہ نواب احمد

وصیت 16922 :: میں امۃ الودود زوجہ شیخ ابراہیم قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر 58 سال پیدائشی احمدی ساکن حیدرآباد ڈاکخانہ سعید آباد ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 15/10/06 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ حق مہر بذمہ خاوند 700 روپے۔ طلائی زیورات: چین ایک تولہ، انگوٹھی 3 گرام، لاکٹ 3 گرام، بالیاں 2 گرام، انگوٹھی 5 گرام۔ کل وزن 23 گرام جس کی موجودہ قیمت اندازاً 18000 روپے ہوگی۔ زیور نقرئی: جملہ وزن 100 گرام قیمت اندازاً 2000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہانہ 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ مقصود احمد بھٹی — الامۃ امۃ الودود — گواہ شیخ ابراہیم

وصیت 16923 :: میں سراج احمد ولد مختار احمد قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 25 سال تاریخ بیعت یکم مئی 2000ء ساکن گینٹوک ڈاکخانہ PO.Box 9 گینٹوک ضلع گینٹوک صوبہ سکّم بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 8 راکتوبر وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت سالانہ 27720 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ سید نعیم احمد — العبد سراج احمد — گواہ نور عالم

وصیت 16924 :: میں حبیب الرحمٰن خان ولد عطاء الرحمٰن خان قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 33 سال پیدائشی احمدی ساکن پنکال ڈاکخانہ نواپٹنہ نگر یہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 2/11/06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کے نام پر کوئی جائیداد نہیں اور خاکسار کو 35500 روپیہ حق مہر ابھی ادا کرنا ہے۔ جب جائیداد مل جائے گا تو خاکسار انشاء اللہ اس کا حصہ جائیداد ادا کردیگا۔ ابھی والد صاحب بحیات ہیں والدہ وفات پا چکی ہیں۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 4157 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد انوار احمد — العبد حبیب الرحمٰن خان — گواہ جاوید اقبال چیمہ

وصیت 16925 :: میں غفور حسین ولد غلام محمد قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 24/2/1983 پیدائشی احمدی ساکن درہ دلیاں ڈاکخانہ درہ دُلیاں ضلع پونچھ صوبہ جموں وکشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1/11/06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کے نام پر اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ آبائی جائیداد شیندرہ پونچھ میں ہے والدہ ابھی حیات ہیں والد صاحب وفات پا گئے ہیں۔ جب مجھے جائیداد سے حصہ ملے گا دفتر کو مطلع کر دونگا۔ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔ 18 کنال زمین سات بھائیوں چار بہنوں میں مشترکہ ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 3581 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد انوار احمد — العبد غفور حسین — گواہ مظفر احمد فضل

وصیت 16926 :: میں اکرم خان ولد وریندر چھتری قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 20 سال تاریخ بیعت 4/4/1999 ساکن بھوسک ڈاکخانہ گینٹوک ضلع گینٹوک صوبہ سکّم بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1/11/06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کے نام پر فی الحال کوئی جائیداد نہیں ہے ابھی والد صاحب حیات ہیں ہماری آبائی جائیداد بھوسک سکّم میں ہے۔ جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔ ایک پلاٹ ہے جو تین بھائیوں اور چار بہنوں میں مشترکہ ہے۔ جب مجھے حصہ ملے گا دفتر کو مطلع کر دیا جائے گا۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 3180 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد انوار احمد — العبد اکرم خان — گواہ مظفر احمد فضل

وصیت 16927 :: میں محمد عبد الحق ولد محمد تعریف علی مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر ۴۲ تاریخ بیعت 7/7/1984 ساکن ابھئے پوری ڈاکخانہ ابھئے پوری ضلع بونگئی گاؤں صوبہ آسام بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 18/10/06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل

حسب ذیل ہے۔خاکسار کے نام پر 82 نسا زمین ہے اور باقی دو بیگھہ اپنے والد صاحب مرحوم کے نام پر ہے۔ جب خاکسار کے نام پر ہوگا تو دفتر کو اطلاع دے دی جائے گی۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 4082 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد انور احمد العبد محمد عبد الحق گواہ مظفر احمد فضل

وصیت 16928:: میں شیخ عمر ولد شیخ شریف قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 25 سال پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 2/11/06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ والد صاحب حیات ہیں۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 3180 روپے ہے ۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد انور احمد العبد شیخ عمر ڈراور گواہ مظفر احمد فضل

وصیت 16929:: میں داؤد کریم معلم بھوٹان ولد پر چنگا قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 41 تاریخ بیعت 12/12/2002 ساکن دم دم ڈاکخانہ سمتسے پوسٹ باکس ضلع سمتسے صوبہ بھوٹان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 20/10/06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔خاکسار کے نام پر 20 ڈیسمل زمین ہے جو سکر یتے ساچی بھوٹان میں ہے اس کے علاوہ خاکسار کے نام پر کوئی جائیداد نہیں ہے۔ آبائی جائیداد گیسلنگ داگانا میں ہے جو والد محترم کے نام دو ایکڑ ہے۔ جو دو بھائیوں اور ایک بہن میں مشترکہ ہے۔ جب مجھے حصہ ملے گا دفتر کو مطلع کردوں گا۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 3180 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد انور احمد العبد داؤد کریم گواہ مظفر احمد فضل

وصیت 16930:: میں ہمایوں کبیر ولد حاجی ہشیر الدین قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 23 سال تاریخ بیعت 2/12/2002 ساکن تلیہ ڈاکخانہ دودھی کوٹبری ضلع یودینجپور صوبہ مغربی بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 1/11/06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کے نام پر اِس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ آبائی جائیداد تلیا ضلع اُتر دیناج پور بنگال ہے۔ جو والد صاحب کے نام ہے جب بھی حصہ ملے گا، دفتر کو مطلع کر دوں گا۔ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔ 50 بیگھہ زمین تین بھائیوں اور سات بہنوں میں مشترکہ ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازت ماہانہ 3180 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد انور احمد العبد ہمایوں کبیر گواہ مظفر احمد فضل

وصیت 16931:: میں مومن الرحمٰن ولد عبد القادر مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 27 سال تاریخ بیعت 10/10/1991 ساکن جئے گاؤں ڈاکخانہ جے گاؤں ضلع جلپائی گوڑی صوبہ مغربی بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1/11/06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ فی الحال خاکسار کو کوئی حصہ نہیں ملا۔ ابھی خاکسار کی والدہ محترم کے کفالت میں ہے۔ جب حصہ دیا جائے گا تو خاکسار دفتر کو اطلاع کر دیگا۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 3743 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد انور احمد العبد مومن الرحمٰن گواہ مظفر احمد فضل

وصیت 16932:: میں منصور علی ولد وفیۃ اللہ مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 45 سال تاریخ بیعت 9/9/1990 ساکن جئے گاؤں ڈاکخانہ جئے گاؤں ضلع جلپائی گوڑی صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 2/11/06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ خاکسار نے اپنی تنخواہ میں سے حق مہر ادا کرنا ہے جو ابھی تک نہیں دیا ہے۔ اس کے علاوہ دو کمروں پر مشتمل ایک مکان ہے جو کہ 27X37 فٹ پر بنا ہے۔ موجودہ قیمت 65000 روپئے ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 1917 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد انور احمد العبد منصور علی گواہ مظفر احمد فضل

وصیت 16933:: میں نور محمد انصاری ولد محمد عظیم انصاری مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 54 سال تاریخ بیعت 10/3/96 ساکن ناگرا کاٹا ڈاکخانہ ناگرا کاٹا ضلع جلپائی گوڑی صوبہ مغربی بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1/11/06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔ خاکسار کے پاس ایک مکان ہے جو کہ دس کٹھا پر مشتمل ہے۔ موجودہ قیمت 200000 روپئے ہوگی۔ اس کے علاوہ خاکسار نے اپنی اہلیہ کا حق مہر بھی ادا کرنا ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 1565 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد انور احمد العبد نور محمد انصاری گواہ مظفر احمد فضل

وصیت 16934:: میں مبین اختر ولد معین الدین قوم احمدی پیشہ تجارت عمر 31 سال پیدائشی احمد ساکن خانپور ملکی صوبہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 6/12/06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ خانپور ملکی گاؤں میں ایک مکان خاکسار اور بھائی صاحب کے ساتھ مشترکہ ہے جو کہ ڈیڑھ کٹھہ زمین پر مشتمل ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہانہ 3000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت اپریل 2007ء سے نافذ کی جائے۔

گواہ سید محمد آفاق احمد العبد مبین اختر گواہ جاوید اقبال اختر

بقیہ از صفحہ 22

خطبات وتقاریر، فرمودات اور ارشادات فرمائے۔ ان کو بھی صحابہ کرام محفوظ کرتے رہے۔ جو ساتھ ساتھ اخبارات و رسائل میں شائع ہوتے رہے۔ بعد میں ان کو کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا۔ ملفوظات کے پہلے ایڈیشن کی ۱۰ جلدیں تھیں۔ جواب نئے ایڈیشن میں ۵ جلدوں میں شائع شدہ ہیں۔

مجموعہ اشتہارات: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں مختلف اغراض اور ضروریات کے پیش نظر کسی تحریک، تلقین، تجویز، وضاحت یا چیلنج پر مبنی مختلف اوقات میں اشتہارات شائع کئے۔ جن کو بعد میں ''تبلیغ رسالت'' کے نام سے کتابی صورت میں افادۂ عام کے لئے ۱۰ جلدوں میں اور پھر مجموعہ اشتہارات کے طور پر تین جلدوں میں شائع کیا گیا۔

مکتوبات احمد: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں مختلف احباب کو جو خطوط تحریر فرمائے۔ ان کو افادۂ عام کے لئے بعد میں کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا۔ مکتوبات کی جلدوں کی تعداد ۷ ہے۔ ان مکتوبات میں بھی ہمارے لئے بہت زیادہ علمی وروحانی تسکین کے سامان موجود ہیں۔ لہٰذا ان کا مطالعہ بھی ہمارے لئے ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان روحانی علمی خزائن سے کما حقہ استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

بقیہ ’’ پروگرام خلافت جوبلی‘‘ از صفحہ نمبر 32

کو3000روپئے اور باقی پانچ گروپ کے مقالہ جات میں سے ہر طبقے میں اوّل آنے والے کو9000روپئے دوم کو7000روپئے اور سوم کو5000روپئے نقدی کی صورت میں انعام دیئے جائیں گے۔

نمائشیں: ہندوستان میں صد سالہ جشنِ تشکر1989ء کے دوران مختلف شہروں میں مستقل نمائش گاہوں کا اہتمام کیا گیا تھا اور اکثر مقامات پر وہ قائم ہیں۔حضور انور کی ہدایات کی روشنی میں ان نمائشوں کو مزید بہتر اور خلافتِ احمدیہ کے حوالے سے update کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔اصل ضرورت اس امر کی ہے کہ ذیلی تنظیمیں خاص طور پر ان نمائشوں سے خاطر خواہ استفادہ کرنے اور غیروں کو روشناس کرانے کی کارروائی کریں۔

2008ء کے دوران دیگر خصوصی پروگرام

1-تقاریر، کوئز کے پروگرام: سال2008ء کے دوران ذیلی تنظیموں خدام،انصار اور لجنہ کے زیر اہتمام خلافت کے موضوع پر کوئز،تقاریر اور نظم خوانی کے مقابلہ جات کروائے جائیں گے۔جن میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں کو مرکزی سالانہ اجتماعات کے موقع پر انعامات دیئے جائیں گے۔

اس سلسلہ میں صوبائی ناظمین، قائدین اور صدرات لجنہ اپنی مجلس کی صدر سے رہنمائی حاصل کر کے کارروائی کریں۔نیز جہاں پر ممکن ہو اور پہلے اس کا انتظام ہوتا ہو وہاں مشاعرہ کا انعقاد بھی کیا جائے۔

2-مثالی وقار عمل: مجلس خدام الاحمدیہ بڑے پیمانے پر وقارِعمل کے پروگراموں کا انعقاد کرے گی۔جس کا دیرپا اثر وہاں کے علاقہ پر نظر آنا چاہئے۔مجلس انصاراللہ کے اراکین خصوصًا صفِ دوم کے اراکین بھی اس میں شرکت کریں۔

3-میڈیکل کیمپ: انسانیت کی خدمت کے لئے میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا جائے۔جس میں بالخصوص بیمار اور بوڑھے لوگوں کا معائنہ کیا جائے۔اس کا انتظام مجلس خدام الاحمدیہ کرے جس میں انصار اور لجنہ کی تنظیموں کو بھی شامل کیا جائے۔قادیان اور اس کے مضافات میں تو بفضلہٖ تعالیٰ چار کیمپ لگ چکے ہیں۔

4-کھیلوں کے مقابلہ جات: صد سالہ جوبلی کے دوران خوشی کے اظہار کے لئے کھیلوں کے مقابلہ جات اور ٹورنامنٹ کروائے جائیں۔مجلس خدام الاحمدیہ اس کا اہتمام کرے اور انصاراللہ کو بھی شامل کرے نیز لجنہ کے لئے حسب حالات الگ پروگرام بنائے جائیں۔

5۔امتحان کتب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض کتب کا خصوصیت سے مطالعہ کروانے اور ان کا امتحان لینے کی ہدایت فرمائی ہے چنانچہ ماہ نومبر میں رسالہ الوصیت کا امتحان ہو چکا ہے اب مارچ2008ء میں کتاب’’ منصب خلافت‘‘ کا امتحان ہوگا۔اسی طرح کتاب’’ آئینہ صداقت‘‘ از حضرت مصلح موعودؓ کے ایک باب جو1914ء کے اختلافات کے بارہ میں ہے اس کا امتحان جون2008ء میں ہوگا اور کتب’’ نظامِ آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر‘‘ اور’’ خلافت حقہ اسلامیہ‘‘ کا امتحان ستمبر2008ء میں ہوگا۔زیادہ سے زیادہ احباب و مستورات ان امتحانات میں شرکت کریں۔

6-سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگرچہ خلافت جوبلی کے مخصوص پروگرام 27رمئی2008ء سے شروع ہوں گے لیکن جنوری2008ء ہی سے جوبلی کا سال اس لحاظ سے شروع ہو جائے گا کہ 27رمئی سے قبل جو بھی تقاریب ہوں گی وہ خلافتِ احمدیہ ہی کے حوالے سے ہوں گی لہٰذا ماہِ فروری میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ اور ماہِ مارچ میں جلسہ سیرت النبیؐ اور جلسہ یومِ مسیح موعودؑ اور جلسہ پیشوایانِ مذاہب اور تربیتی کلاسز ،اجتماعات وغیرہ میں مرکزی موضوع خلافتِ احمدیہ رہے گا۔تمام جماعتیں اس امر کو ملحوظ رکھ کر پروگرام بنائیں۔

نوٹ: جوبلی کمیٹی قادیان نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہندوستان کی جماعتوں میں جلسہ یوم مصلح موعود مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام اور یوم مسیح موعودؑ مجلس انصاراللہ کے زیر اہتمام منایا جائے چنانچہ 20فروری کو یوم مصلح موعودؓ منایا جا چکا ہے اب یوم مسیح موعودؑ کے انعقاد کے سلسلہ میں مجلس انصاراللہ کی ذمہ داری ہے۔

خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی جلسہ سالانہ قادیان دسمبر2008ء

خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی کے یہ تمام پروگرام جلسہ سالانہ قادیان پر اختتام کو پہنچیں گے۔سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جوبلی جلسہ سالانہ قادیان کے لئے چار روز کا پروگرام منظور فرمایا ہے جو کہ 26-27-28-29ردسمبر2008ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا۔اور جس میں انشاء اللہ تعالیٰ حضور پُر نُور بنفسِ نفیس شرکت فرمائیں گے۔ہندوستان کی تمام جماعتوں کے احباب و مستورات کو اس تاریخی جلسہ میں شرکت کے لئے شروع سال ہی سے نیّت کر کے تیاری شروع کر دینی چاہئے۔اللہ تعالیٰ توفیق و سعادت بخشے۔آمین۔

اس کیلئے مرکزی نظارتوں کی طرف سے عہدیداران جماعت کو یہ ہدایت بھجوائی جا چکی ہے کہ 15مارچ تک جلسہ سالانہ قادیان2008ء میں شرکت کا ارادہ رکھنے والے احباب و مستورات اور بچوں کی فہرست مع کوائف اور مردوں کی پاسپورٹ سائز کی فوٹو کے ساتھ کوائف بھجوا دیں تاکہ رجسٹریشن کی کارروائی شروع کی جا سکے۔عہدیداران جماعت اس ہدایت کی پابندی کریں۔انشاء اللہ رجسٹریشن کارڈ تیار کروا کے قبل از وقت جماعتوں میں بھجوا دیئے جائیں گے۔

MTA کے لئے پروگرام: مقامی اور صوبائی سطح پر جو بھی پروگرام منائے جائیں اُس کی ویڈیو ریکارڈنگ کا انتظام کیا جائے اور پھر اُس کی اصل ڈیجیٹل کیسٹس MTA کے لئے نظارت نشر و اشاعت قادیان بھجوائی جائیں۔اس سلسلہ میں امراء کرام مکرم ناظر صاحب نشر و اشاعت سے راہنمائی حاصل کر لیں۔کوشش کی جائے گی کہ جس حد تک ممکن ہو صوبائی کانفرنسوں کی کوریج کے لئے MTA کی مرکزی ٹیمیں قادیان سے بھجوائی جائیں۔یا کم از کم صوبائی انتظامیہ کی اس سلسلہ میں راہنمائی کر دی جائے گی۔

پریس و پبلیسٹی: خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی کے موقع پر حضورِ انور کے خصوصی پیغام کی اشاعت اور جملہ پروگراموں کی پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا میں کوریج کے لئے مرکزی پریس کمیٹی جس کے صدر مکرم سید تنویر احمد صاحب ایڈووکیٹ ناظم وقفِ جدید اندرون قادیان ہیں، نے ایک سکیم اور بجٹ تیار کر کے منظوری حاصل کر لی ہے۔ہندوستان کے صوبوں میں جو صوبائی سطح پر پریس کمیٹیاں مقرر کی گئی ہیں اُن کے صدر صاحبان سے گزارش ہے کہ وہ اس بارے میں مکرم سیّد تنویر احمد صاحب سے رہنمائی حاصل کر کے کارروائی شروع کر دیں اور یہ خیال رکھیں کہ بجٹ بہرحال محدود ہے۔کم خرچ سے زیادہ بہتر نتائج حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

رابطہ نومبائعین: تمام اُمراء و صدر صاحبان اور مبلغین و سرکل انچارج صاحبان حضور انور کی اس ہدایت کو ملحوظ رکھ کر اپنی مساعی کو تیز کریں کہ جوبلی سال کے اختتام تک 70فیصد نومبائعین تک رابطہ کو بحال کرنا ہے اس کیلئے متعلقہ نظارتوں سے ہدایات دی جا رہی ہیں۔

بجٹ: اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان کے احمدی احباب و مستورات نے خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی کے سلسلہ میں دل کھول کر وعدے لکھوائے ہیں اور ادائیگیاں بھی کر رہے ہیں۔تمام احباب سے گزارش ہے کہ وہ اپنے وعدہ جات کی 27رمئی2008ء تک مکمل ادائیگی کی کوشش کریں۔اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔آمین

صد سالہ جوبلی بجٹ کے دو حصے ہیں۔ایک حصہ تو وہ ہے جو سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بطور شکرانہ پیش کیا جائے گا اور دوسرا حصہ وہ ہے جو جوبلی کے پروگراموں کے عملدرآمد پر خرچ ہو رہا ہے جس کا مجموعی بجٹ ایک کروڑ بہتر لاکھ روپئے تک پہنچ چکا ہے جس میں سے حضور انور از راہِ شفقت 92لاکھ روپئے کا Deficit مرکزی فنڈ سے مرحمت فرما رہے ہیں اور بقیہ 80لاکھ روپئے ہندوستان کی جماعتوں سے وصول ہونے کی مکرم ناظر صاحب بیت المال آمد نے امید ظاہر کی ہے۔اس لحاظ سے ہندوستان کی جماعتوں کے احباب و مستورات پر شکرانہ فنڈ اور جوبلی پروگراموں کے اخراجات کے لئے مجموعی طور پر ایک کروڑ تیس لاکھ روپئے سے زائد جمع کرنے کی ذمہ داری ہے۔امید ہے احباب و مستورات اس بارے میں خصوصی توجہ فرمائیں گے اور اب جبکہ بہت کم وقت باقی رہ گیا ہے۔اپنے وعدہ جات میں اضافہ کے ساتھ ادائیگیاں کر کے عنداللہ ماجور ہوں گے۔

ضروری وضاحت: مقامی جماعتوں کے پروگراموں مثلاً جماعتی عمارتوں پر چراغاں کرنے، بچوں میں شیرینی تقسیم کرنے اور قربانی جانور اور مقامی جلسہ یومِ خلافت منعقد کرنے اور معززین کو تحائف پیش کرنے وغیرہ اُمور کے لئے صوبائی و زونل امراء کرام کو بحصہ رسدی محدود بجٹ مرکز سے فراہم کیا جائے گا۔جس کو وہ لوکل جماعتوں کی کیفیّت کے لحاظ سے تقسیم کریں گے۔اس سلسلہ میں بعض صوبوں اور جماعتوں سے غیر معمولی اخراجات کے تخمینے موصول ہو رہے ہیں۔اس کے مطابق بجٹ فراہم کرنا ممکن نہیں ہے۔تاہم معروف رنگ میں گنجائش کے مطابق جو بجٹ فراہم ہوگا اُس کے مطابق کارروائی کرنی ہوگی۔البتہ اگر کسی جماعت نے مقررہ بجٹ سے زائد خرچ کرنا ہے تو مقامی وسائل سے ایسا کیا جا سکتا ہے۔اسی طرح صوبائی کانفرنسوں کے انعقاد کے لئے بھی مرکز سے بجٹ فراہم کیا جا رہا ہے نیز پریس و پبلیسٹی کے لئے مرکز سے گنجائش کے مطابق اخراجات کا انتظام ہو سکے گا۔

آخر میں یہی گزارش کی جاتی ہے کہ تمام پروگراموں پر کم سے کم خرچ میں بہتر پلاننگ کے ساتھ عملدرآمد کرنے کی کوشش کریں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمام پروگراموں کی ہماری توقعات سے بڑھ کر کامیابی اور بابرکت ہونے کے لئے دُعائیں کرتے رہیں اور اس کے لئے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو نفلی عبادات اور دُعاؤں کا پروگرام دیا ہے اُس کا پوری توجہ کے ساتھ التزام کریں۔اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆☆☆☆☆

AEM

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.

Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221

Tel.: 0671 - 2112266,Mob: 9437078266/ 9437032266/
9438332026/943738063

بقیہ از صفحہ 10

ایک شریف النفس مشرک سردار مطعم بن عدی (جو غزوۂ بدر کے زمانہ میں وفات پا چکے تھے) کے بارے میں نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اگر آج وہ زندہ ہوتے اور بدر کے قیدیوں کی آزادی کے لئے سفارش کرتے تو میں ان کی خاطر تمام قیدیوں کو (بلا معاوضہ) آزاد کر دیتا۔ (بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر)

یہود مدینہ سے سلوک

نبی کریمؐ مدینے تشریف لائے تو یہود، مشرکین اور دیگر قبائل مدینہ کے ساتھ معاہدہ کیا جو میثاق مدینہ کے نام سے معروف ہے۔ یہ معاہدہ آزادی مذہب اور حرّیت ضمیر کی بہترین ضمانت ہے۔ اس معاہدہ کی مذہبی آزادی سے متعلق شقوں کا ذکر یہاں مناسب ہوگا۔

اس معاہدہ کی بنیادی شرط یہ تھی کہ یہود کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہوگی اور معاہدہ کے نتیجہ میں کچھ حقوق انہیں حاصل ہوں گے اور کچھ ذمہ داریاں عائد ہونگی۔ معاہدہ کی دوسری اہم شق یہ تھی کہ مدینہ کے مسلمان مہاجرین وانصار اور یہود اس معاہدہ کی رو سے ''اُمّتِ واحدہ'' ہونگے۔ ظاہر ہے مذہبی آزادی اور اپنے دین پر قائم رہنے کے بعد امت واحدہ سے مراد وحدت اور امت کا سیاسی تصور ہی ہے۔ معاہدہ کی تیسری بنیادی شق میں صراحت ہے کہ بنی عوف کے یہود مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک سیاسی امت ہوں گے۔ یہود کو اپنے دین کی آزادی اور مسلمانوں کو اپنے دین میں مکمل آزادی ہوگی۔ معاہدہ کی چوتھی شق کے مطابق مسلمانوں اور یہود کے مدینہ پر حملہ کی صورت میں ایک دوسرے کی مدد لازم تھی۔ مسلمان اپنے اخراجات کے ذمہ دار اور یہود اپنے اخراجات کے ذمہ دار خود ہونگے البتہ جنگ میں باہم مل کر خرچ کریں گے۔ فریقین ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں گے اور نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

(سیرۃ النبوۃ لابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۱۴۷)

ہر چند کہ مدینہ کے یہودی مسلسل معاہدہ شکنی کے مرتکب ہوتے رہے لیکن نبی کریمؐ نے ہمیشہ ایفائے عہد کے ساتھ حسن سلوک کا خیال رکھا۔ یہودی نبی کریمؐ کی مجالس میں حاضر ہوتے تو آپؐ ان سے حسن معاملہ فرماتے تھے چنانچہ کسی یہودی کو حضورؐ کی مجلس میں چھینک آجاتی تو آپؐ اسے یہ دعا دیتے کہ اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارا حال اچھا کردے۔ (الخصائص الکبریٰ للسیوطی جز ثانی صفحہ ۱۶۷ بیروت)

اس کے برعکس یہود کا سلوک اپنے حسد اور کینہ کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ گستاخانہ رہا۔ وہ طرح طرح کے سوالات کے ذریعہ آپؐ کی آزمائش کرتے۔ آپؐ کی مجالس میں آتے تو تحریف کی عادت سے مجبور حضورؐ کی مجلس میں بھی الفاظ بگاڑ کر تمسخر کرتے، اپنی طرف توجہ پھیرنے کے لئے رَاعِنَا یعنی ہماری رعایت کر، کی بجائے رَاعِیْنَا کہتے جس کے معنے ہمارے چرواہے یا نوکر کے ہیں۔ یہود آپؐ کی مجلس میں آکر سلام کرنے کی بجائے السّام علیکم کہتے جس کے معنے ہیں معاذ اللہ آپؐ پر لعنت اور ہلاکت ہو۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ کچھ یہودی آئے۔ انہوں نے السام علیک کہہ کر نبی کریمؐ کو طعن کیا۔ میں سمجھ گئی اور بول پڑی کہ اے یہودیو! تم پر لعنت اور ہلاکت ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو کچھ کہنے کی بجائے مجھے سمجھایا اور فرمایا ٹھہر و اے عائشہ! اللہ تعالیٰ ہر بات میں نرمی پسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ نے سنا نہیں انہوں نے آپ کو کیا کہا ہے؟ آپؐ نے فرمایا میں نے بھی تو علیکم کہہ دیا تھا کہ تم پر۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے برا بھلا کہنے پر نبی کریمؐ نے ان کو روکا سمجھایا اور فرمانے لگے اللہ تعالیٰ فحش بات پسند نہیں کرتا۔ (بخاری کتاب الادب باب الرفق فی کل امرہ) اسی سلسلہ میں یہ آیت بھی اتری کہ وَاِذَا جَاءُوْکَ حَیَّوْکَ بِمَالَمْ یُحَیِّکَ بِهِ اللّٰهُ (المجادلۃ: ۹) یعنی جب وہ تیرے پاس آتے ہیں تو وہ تجھے ان الفاظ میں سلام کرتے ہیں جن میں تجھے اللہ نے سلام نہیں کیا۔ اور اپنے دلوں میں سوچتے ہیں کہ ہم جو (اس رسول کو) بُرا بھلا کہتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا۔ ان کے لئے جہنم کافی ہے وہ اس میں داخل ہوں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۲۲۱ مصر)

نبی کریمؐ سے کسی صحابی نے سوال کیا کہ اہل کتاب ہمیں سلام کرتے ہیں ہم انہیں کیسے جواب دیں؟ آپؐ نے فرمایا علیکم کہہ کر جواب دے دیا کرو یعنی تم پر بھی۔

(بخاری کتاب الاستیذان باب کیف رَد...السلام)

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ایک گروہ کے پاس سے گزرے جن میں مسلمانوں کے علاوہ یہودی اور مشرک بھی تھے۔ آپؐ نے انہیں السلام علیکم کہا۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ آل عمران)

فتح خیبر کے موقع پر رسول کریمؐ کی خدمت میں یہود نے شکایت کی کہ مسلمانوں نے ان کے جانور لوٹے اور پھل توڑے ہیں۔ نبی کریمؐ نے اس پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ تم بغیر اجازت کسی کے گھر گھس جاؤ اور پھل وغیرہ توڑو۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد)

خیبر کی فتح کے موقع پر ایک یہودیہ کی طرف سے دعوتِ طعام میں رسول کریمؐ کی خدمت میں بھنی ہوئی بکری پیش کی گئی جس میں زہر ملایا گیا تھا۔ حضورؐ نے منہ میں لقمہ ڈالا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اُگل دیا۔ پھر آپؐ نے یہود کو اکٹھا کیا اور فرمایا میں ایک بات پوچھوں گا کیا سچ سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں آپؐ نے فرمایا کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا کس چیز نے تمہیں اس پر آمادہ کیا؟ انہوں نے کہا، ہم نے سوچا اگر آپؐ جھوٹے ہیں تو آپؐ سے نجات مل جائے گی اور اگر آپؐ نبی ہیں تو آپؐ کو یہ زہر کچھ نقصان نہ دے گا۔ (بخاری کتاب الجہاد)

رسول کریمؐ نے قاتلانہ حملہ کی مرتکب اس یہودیہ کو بھی معاف فرمادیا اور یہود کی تمام تر زیادتیوں کے باوجود مدینہ کے یہود سے احسان کا ہی سلوک فرمایا۔ ایک دفعہ یہودی کا جنازہ آرہا تھا۔ نبی کریمؐ جنازہ کے احترام کے لئے کھڑے ہوگئے۔ کسی نے عرض کیا حضورؐ! یہودی کا جنازہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیا اس میں جان نہیں تھی۔ کیا وہ انسان نہیں تھا؟

(بخاری کتاب الجنائز)

گویا آپؐ نے یہود کے جنازے کا بھی احترام فرما کر شرف انسانی کو قائم کیا۔

حضرت یعلیٰؓ بن مرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریمؐ کے ساتھ کئی سفر کئے۔ کبھی ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے کسی انسان کی نعش پڑی دیکھی ہو اور اسے دفن نہ کروایا ہو آپؐ نے کبھی یہ نہیں پوچھا کہ یہ مسلمان ہے یا کافر ہے۔

(مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ ۳۷۱)

چنانچہ بدر میں ہلاک ہونے والے ۲۴ مشرک سرداروں کو بھی آپؐ نے خود میدان بدر میں ایک گڑھے میں دفن کروایا تھا۔ جسے قلیب بدر کہتے ہیں۔ (بخاری کتاب المغازی باب غزوہ بدر)

الغرض نبی کریمؐ نے بحیثیت انسان غیر مسلموں کے حقوق قائم کر کے دکھلائے۔ ان کے مُردوں تک کا احترام کیا۔ حالانکہ وہ مسلمانوں کی نعشوں کی بے حرمتی کرتے رہے مگر آپؐ نے انتقام لینا کبھی پسند نہ کیا۔

غزوہ احزاب میں مشرکین کا ایک سردار نوفل بن عبداللہ مخزومی میدان میں آیا اور نعرہ لگایا کہ کوئی ہے جو مقابلہ میں آئے؟ حضرت زبیرؓ بن العوام مقابلہ میں نکلے اور اسے زیر کرلیا۔ دریں اثناء حضرت علیؓ نے بھی نیزہ مارا اور وہ دشمنِ رسولؐ خندق میں گر کر ہلاک ہوگیا۔ مشرکین مکّہ اُحد میں رسول اللہؐ کے چچا حمزہؓ کے ناک کان کاٹ کر ان کی نعش کا مُثلہ کر چکے تھے۔ وہ طبعاً خائف تھے کہ ان کے سردار سے بھی ایسا بدلہ نہ لیا جائے۔ انہوں نے رسول اللہؐ کو پیغام بھجوایا کہ دس ہزار درہم لے لیں اور نوفل کی نعش واپس کردیں، رسول کریمؐ نے فرمایا ہم مُردوں کی قیمت نہیں لیا کرتے۔ تم اپنی نعش واپس لے جاؤ۔

(بیہقی جلد ۳ صفحہ ۴۳۷)

دوسری روایت میں ہے کہ نوفل خندق عبور کرنا چاہ رہا تھا کہ اس میں گر پڑا مسلمان اس پر پتھر برسانے لگے تو مشرکین نے کہا کہ مسلمانو! اس اذیت ناک طریقے سے مارنے سے بہتر ہے کہ اسے قتل کردو۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے خندق میں اتر کر اسے قتل کردیا۔ اب اس کی نعش مسلمانوں کے قبضہ میں تھی۔ مشرکین نے اسے باعزت دفن کرنے کے لئے نعش کی واپسی کا مطالبہ کیا اور بارہ ہزار درہم تک پیشکش کی۔ رسول کریمؐ نے فرمایا نہ تو ہمیں اس کے جسم کی ضرورت ہے نہ قیمت کی۔ ان کا مردہ انہیں واپس لوٹا دو تا کہ وہ اسے حسب منشا دفن کرسکیں۔ مردے کو فروخت کرنا کوئی قابل عزت بات نہیں پھر آپؐ نے کوئی رقم لئے بغیر وہ نعش دشمنوں کو واپس لوٹادی۔

(ابن ہشام واحمد وبیہقی)

فتح خیبر کے بعد یہود سے مسلمانوں کی مصالحت ہوگئی اور وہاں کی زمین نصف پیداوار کی شرط پر ان کو بٹائی پر دی گئی۔ ایک مسلمان عبداللہؓ بن سہل اپنے ساتھی محیّصہؓ کے ساتھ خیبر گئے۔ عبداللہؓ یہودی علاقہ میں قتل کر دیئے گئے۔ رسول کریمؐ کی خدمت میں مقدمہ پیش ہوا۔ آپؐ نے مقتول کے مسلمان مدعیان سے فرمایا کہ تمہیں اپنے دعویٰ کا ثبوت بصورت شہادت دینا ہوگا یا پھر قاتل کے خلاف قسم تا کہ اس کا قصاص لیا جائے۔ جب مدعیان نے کوئی عینی شاہد نہ ہونے کی وجہ سے کوئی ثبوت پیش کرنے سے معذوری ظاہر کی تو نبی کریمؐ نے فرمایا کہ پھر یہود پچاس قسمیں دے کر بریٔ الذمہ ہوسکتے ہیں۔ مسلمانوں نے عرض کیا کہ کافروں کی قسم کا ہم کیسے اعتبار کرلیں؟ چنانچہ نبی کریمؐ نے ثبوت موجود نہ ہونے کی وجہ سے اسلامی حکومت کی طرف سے اس مسلمان کی دیت ادا کردی۔ اور یہود پر کوئی گرفت نہ فرمائی۔ (بخاری کتاب الجہاد)

رسول کریمؐ نے ہمیشہ غیر مذاہب کے لوگوں سے خوشگوار تعلقات رکھے۔ چنانچہ آپؐ نے مدینہ میں ایک یہودی لڑکے کو اپنی گھریلو خدمت کے لئے ملازمت رکھا ہوا تھا۔ جب وہ بیمار ہوا تو اس کی عیادت کو خود تشریف لے گئے۔

(مسند احمد حنبل جلد ۳ صفحہ ۱۷۵)

آپؐ بلا امتیاز رنگ ونسل و مذہب وملت دعوت قبول فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک یہودی کی معمولی دعوت قبول فرمائی جس میں اس نے جَو اور چربی پیش کئے۔ (طبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۱ صفحہ ۳۷۰)

یہود مدینہ سے آخر وقت تک نبی کریمؐ کا لین دین اور معاملہ رہا۔ بوقت وفات بھی آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے ہاں تیس صاع غلّے کے عوض رہن رکھی ہوئی تھی۔ (بخاری کتاب المغازی)

عیسائی قوم سے حسن سلوک

قرآن شریف میں عیسائی کی یہ خوبی بیان ہوئی ہے کہ ''تم غیر قوموں میں سے عیسائیوں کو نسبتاً اپنے زیادہ قریب اور محبت کرنے والا پاؤ گے۔''

(سورۃ المائدۃ: ۸۳)

نجران کے عیسائیوں کا وفد رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بحث ومباحثہ کے دوران ان کی عبادت کا وقت آگیا۔ نبی کریمؐ نے انہیں مسجد نبوی میں ہی ان کے مذہب کے مطابق مشرق کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کی اجازت فرمائی۔

(ابن سعد جلد صفحہ ۳۵۷ بیروت)

اہل نجران سے جو معاہدہ ہوا اس میں انہیں مذہبی آزادی کے مکمل حقوق عطا کئے گئے۔

معاہدہ یہ ہوا کہ وہ دو ہزار چادریں سالانہ مسلمانوں کو بطور جزیہ دیں گے نیز یمن میں خطرے کی صورت میں تیس گھوڑے، تیس اونٹ، تیس ہتھیار ہر قسم کے یعنی تلوار، تیر، نیزے عاریتاً مسلمانوں کو دیں گے۔ جو مسلمان بعد استعمال واپس کردیں گے۔ مسلمان ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کریں گے۔ ان کے تمام مالکانہ حقوق مسلّم ہونگے۔ ان کا کوئی گرجا گرایا نہیں جائے گا، نہ ہی کسی اسقف یا کسی پادری کو بے دخل کیا جائے گا اور نہ ان کے حقوق میں کوئی تبدیلی یا کمی بیشی ہوگی، نہ ہی اُن کی حکومت اور ملکیت میں۔ نہ انہیں ان کے دین سے ہٹایا جائے گا جب تک وہ معاہدہ کے پابند رہیں گے۔ ان شرائط کی پابندی کی جائے گی اور ان پر کوئی ظلم یا زیادتی نہیں ہوگی۔'' (ابوداؤد کتاب الخراج جلد ا صفحہ ۲۶۶)

علامہ بیہقی نے اس معاہدہ کے حوالہ سے بعض اور شقوں کی صراحت کی ہے۔ مثلاً یہ کہ اہل نجران کے تمام پادریوں کاہنوں، راہبوں، عبادت گاہوں اور ان کے اندر رہنے والوں اور ان کے مذہب وملت پر قائم تمام لوگوں کو محمود رسول اللہ ؐ کی طرف سے اللہ اور رسول کی مکمل امان حاصل ہوگی۔ کسی پادری کو اس کے عہدہ سے یا کسی راہب کو اس کی عبادت سے ہٹایا نہ جائے گا۔ ان حقوق کے عوض اہل نجران معمولی سالانہ ٹیکس ادا کرنے کے پابند ہوں گے۔ (بیہقی صفحہ ۳۸۸)

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ نجران کے عیسائیوں سے مصالحت جزیہ پر نہیں بلکہ عام حکومتی ٹیکس پر تھی جس میں انہیں مکمل مذہبی آزادی عطا کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ معاہدہ نجران کے متن میں کہیں بھی ''جزیہ'' کا لفظ موجود نہیں ہے۔

چنانچہ فقہاء نے اس پہلو سے بحث کی ہے کہ نجران پر جو عائد کیا گیا وہ عام ٹیکس تھا یا جزیہ؟ امام ابو یوسف (۱۸۲ھ) نے اہل نجران کے ٹیکس کے لئے ''فدیہ'' کا نام تجویز کیا ہے، اور لکھا ہے کہ بے شک جزیہ تمام اہل ذمہ، اہل حیرہ اور دیگر علاقوں کے یہود و نصاریٰ پر واجب ہے سوائے بنو تغلب اور اہل نجران کے جو خاص طور پر اس سے مستثنیٰ ہیں۔

(کتاب الخراج صفحہ ۲۷ از امام ابو یوسف)

جزیہ کے متعلق یہ امر تو وضاحت کا محتاج نہیں کہ اس کی بناء ہی اسلام قبول نہ کرنا اور اپنے مذہب پر قائم رہنا ہے۔ گویا اپنی ذات میں جزیہ اسلام کی مذہبی آزادی کی شاندار علامت ہے۔

ابتدائی اسلامی دور میں جزیہ کو دستور کے مطابق صاحب استطاعت مَردوں سے ۴۸ درہم سالانہ، اوسط درجہ کے افراد سے ۲۴ درہم اور غریب مزدور طبقہ سے ۱۲ درہم سالانہ وصول کیا جاتا تھا۔ (کتاب الخراج صفحہ ۱۳۲ از امام ابو یوسف) جبکہ اہل نجران کی کئی لاکھ آبادی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو ہزار پوشاکیں سالانہ اور دو ہزار اوقیہ ٹیکس مقرر فرمایا تھا جو جزیہ کے مقابل پر بہت معمولی مالیت ہے۔ کیونکہ نجران کی آبادی میں اندازاً ایک لاکھ جنگجو پر اوسط درجے کے جزیہ کا ہی فی کس حساب لگایا جائے تو یہ کم درجے کا اندازہ بھی ۴ لاکھ درہم بن جاتا ہے۔ پھر جزیہ کے ساتھ کوئی اور ذمہ داریاں بھی اہل نجران پر عائد کی جاتیں۔ مگر اہل نجران کے ساتھ صلح میں یمن کو جنگوں میں حسب ضرورت اسلحہ کی عاریۃً امداد اور اسلامی دستوں کی مہمان نوازی کی شرائط صاف بتا رہی ہیں کہ اہل نجران سے مخصوص شرائط اور معمولی سالانہ ٹیکس پر مصالحت طے پائی تھی۔ اور امام ابو یوسف کا یہ موقف بجا طور پر درست ہے کہ اہل نجران سے جزیہ وصول نہیں کیا گیا بلکہ عام ٹیکس یا فدیہ مقرر کیا گیا۔

یوں بھی نجران کا پہلا وفد جب ۲ھ میں مدینہ آیا اس وقت ابھی جزیہ کے احکام نہیں اترے تھے اس لئے جو نمائندہ وفد معاہدہ کی مجوزہ شرائط نجران کے حکومتی ارکان سے مشورہ کی خاطر ساتھ لے کر گیا اس میں جزیہ کا ذکر نہیں ہوسکتا تھا۔

عرب میں نجران کے عیسائیوں کے علاوہ دوسرا بڑا عیسائی کٹر قبیلہ تغلب تھا۔ جن پر ٹیکس کی ادائیگی پر صلح ہوئی۔ رسول کریمؐ نے تغلب کا وفد مدینہ آنے پر ان سے جو معاہدہ صلح کیا اس میں مذہبی آزادی کی مکمل ضمانت موجود ہے اور یہ ذکر ہے کہ انہیں اپنے دین پر قائم رہنے کا اختیار ہے مگر یہ آزادی ان کی اولادوں کے لئے بھی ہے کہ وہ ان کو جبراً عیسائی نہیں بنائیں گے۔ (ابوداؤد کتاب الخراج جلد ا صفحہ ۳۱۶)

نبی کریمؐ نے یمن کے عیسائی قبیلہ حارث بن کعب کی طرف عمرو بن حزم کو دعوت اسلام کے لئے بھجوایا اور ان کے نام مکتوب میں تحریری امان لکھ کر بھجوائی جس میں اسلامی احکام کی وضاحت کے بعد تحریر فرمایا کہ یہود و نصاریٰ میں سے جو مسلمان ہوگا اسے مسلمانوں جیسے حقوق و فرائض ہونگے اور جو عیسائیت یا یہودیت پر قائم رہے گا تو اسے اس کے مذاہب سے لوٹایا نہیں جائے گا۔ (یعنی مکمل مذہبی آزادی ہوگی) ہاں ان کے ذمہ جزیہ ہوگا اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی امان میں ہوں گے۔

(ابن ہشام جلد ا صفحہ ۲۶۹ مصر)

اہل ایلہ کے عیسائیوں کو امان نامہ عطا کرتے ہوئے رسول کریمؐ نے تحریر فرمایا:

''تم کو مکمل امان ہو جنگ کی بجائے تمہیں یہ تحریر دے رہا ہوں کہ مسلمان ہو جاؤ یا جزیہ ادا کرو اور جو معاہدہ صلح تم میرے نمائندوں سے کرو گے مجھے منظور ہے۔ اس صورت میں تم اللہ اور رسول کی پناہ میں ہوگے۔ (ابن سعد جلد ا صفحہ ۲۷ بیروت)

شاہان حمیر کو رسول کریمؐ نے تحریری امان نامہ عطا کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:

''جو شخص یہود یا عیسائیوں میں سے اسلامی احکام کی پابندی کرے گا اسے مسلمانوں کے حقوق حاصل ہوں گے اور بطور مسلمان اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی ہوں گی اور جو شخص اپنی یہودیت یا عیسائیت پر قائم رہے گا اسے اس کے مذہب سے ہٹایا نہیں جائے گا البتہ ان کے ہر بالغ پر جزیہ واجب ہوگا۔ ایسے لوگ اللہ اور رسول کی امان میں ہوں گے۔

(ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۲۵۸ مصر)

اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کو مکمل مذہبی آزادی دی گئی۔ چنانچہ جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ آئے تو یہاں رواج تھا کہ انصار کی جن عورتوں کے بچے کم سنی میں فوت ہو جاتے وہ منّت مانتیں کہ اگلا بچہ زندہ رہا تو اسے یہودی مذہب پر قائم کریں گی۔ جب یہودی قبیلہ بنو نضیر کو اس کی عہد شکنی کی وجہ سے مدینہ بدر کیا گیا تو انصار کے ایسے کئی بچے یہودی مذہب پر تھے۔ انصار میں سے مسلمان ہونے والوں نے کہا کہ ہم اپنے بچوں کو یہود کے دین پر نہیں چھوڑیں گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ انصار نے کہا کہ یہ منّتیں اس وقت مانی گئی تھیں جب ہم سمجھتے تھے کہ یہود کا دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ اب اسلام کے آنے کے بعد ہمیں اپنے بچوں کو زبردستی اسلام پر قائم کرنا ہوگا۔ اس پر یہ آیت اُتری۔ لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔

(ابوداؤد کتاب الجہاد)

منافقین مدینہ سے حسن سلوک

ہجرت مدینہ کے بعد جن مخالف گروہوں سے رسول اللہ ؐ کا واسطہ پڑا، ان میں منافقین کا گروہ بھی تھا۔ ان کی ریشہ دوانیوں کے سدّ باب کے لئے حسب حکم الٰہی رسول اللہ ؐ اقدام فرماتے تھے، مگر بالعموم ان سے نرمی اور احسان کا سلوک ہی رہا۔

عبداللہ بن ابی بن سلول منافقوں کا سردار تھا۔ ہجرت مدینہ کے بعد وہ مسلسل نبی کریمؐ کے خلاف سازشیں کرتا رہا اور کبھی اہانت و گستاخی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا، حتّٰی کہ حضرت ام المومنین عائشہؓ پر جھوٹا الزام لگانے کی جسارت کی۔ رسول کریمؐ نے اس دشمن کے ساتھ بھی ہمیشہ عفو و رحم کا معاملہ فرمایا، اس کی وفات پر رسول کریمؐ اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت عمرؓ نے اس کی زیادتیاں یاد کروا کر روکنا چاہا۔ رسول کریمؐ نہ مانے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ قرآن شریف میں ان منافقوں کے بارہ میں ذکر ہے کہ آپؐ ستر مرتبہ بھی استغفار کریں تو وہ بخشے نہ جائیں گے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا عمرؓ پیچھے ہٹو مجھے اس میں اختیار ہے اور میں ستر مرتبہ سے زائد اس کی بخشش کی دعا کرلوں گا۔ (بخاری کتاب الجنائز)

چنانچہ آپؐ نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ ادا کی اگرچہ بعد میں منافقوں کی نماز جنازہ پڑھانے کی ممانعت قرآن میں نازل ہوئی۔ لیکن اس شفقت اور احسان کا نتیجہ یہ ہوا کہ مدینہ میں نفاق کا خاتمہ ہوگیا۔ الغرض رسول کریمؐ ہی آزادیٔ ضمیر و مذہب کے عظیم علمبردار تھے۔

اطالوی مستشرقہ پروفیسر ڈاکٹر وگلیری نے اسلامی رواداری کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

''قرآن شریف فرماتا ہے کہ اسلام میں جبر نہیں... محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ان خدائی احکام کی پیروی کرتے تھے اور سب مذاہب کے ساتھ عموماً اور توحید پرست مذاہب کے سات خصوصاً بہت رواداری برتتے تھے۔ آپؐ کفار کے مقابلہ میں صبر اختیار کرتے تھے... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کے متعلق یہ ذمہ لیا کہ عیسائی ادارے محفوظ رکھے جائیں گے اور یمن کی مہم کے سپہ سالار کو حکم دیا کہ کسی یہودی کو اس کے مذہب کی وجہ سے دکھ نہ دیا جائے۔ آپؐ کے خلفاء بھی اپنے سپہ سالاروں کو یہ تلقین کرتے تھے کہ دوران جنگ میں ان کی افواج انہی ہدایات پر کاربند ہوں۔ ان فتح مند سپہ سالاروں نے مفتوح اقوام کے ساتھ معاہدات کرنے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے کی پیروی کی۔ انہی معاہدات کی وجہ سے مفتوحین کو اپنے اپنے مذہب پر چلنے کی آزادی ملی۔ صرف شرط یہ تھی کہ جو لوگ اسلام قبول نہ کریں ایک معمولی سا ٹیکس یعنی جزیہ ادا کریں یہ ٹیکس ان ٹیکسوں سے بہت ہلکا تھا جو خود مسلمانوں پر حکومت اسلامی کی طرف سے عائد ہوتے تھے۔ جزیے کے بدلے میں رعایا یعنی ذمّی لوگ ایسے ہی مامون و مصون ہو جاتے تھے جیسا کہ خود مسلمان۔

پھر پیغمبر اسلام اور خلفاء کے طریق کو قانون کا درجہ حاصل ہوگیا اور ہم حتمًا بلا مبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام نے مذہبی رواداری کی تلقین پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ رواداری کو مذہبی قانون کا لازمی حصہ بنادیا۔ مفتوحین کے ساتھ معاہدہ کرنے کے بعد مسلمانوں نے ان کی مذہبی آزادی میں دخل نہیں دیا اور نہ تبدیلی مذہب کے لئے کوئی سختی کی۔''

(وگلیری اسلام پر نظر صفحہ ۱۴)

ایڈیٹر ست اُپدیشن لکھتے ہیں:

''لوگ کہتے ہیں کہ اسلام شمشیر کے زور سے پھیلا مگر ہم اُن کی اس رائے سے موافقت کا اظہار نہیں کرسکتے کیونکہ زبردستی سے جو چیز پھیلائی جاتی ہے وہ جلدی ظالم سے واپس لے لی جاتی ہے۔ اگر اسلام کی اشاعت ظلم کے ذریعہ ہوئی ہوتی تو آج اسلام کا نام و نشان بھی باقی نہ رہتا۔ لیکن نہیں۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اسلام دن بدن ترقی پر ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ بانی اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندرونی روحانی شکتی تھی۔ منش ماتر (بنی نوع انسان) کے لئے پریم تھا۔ اُس کے اندر محبت اور رحم کا پاک جذبہ کام کررہا تھا۔ نیک خیالات اُس کی رہنمائی کرتے تھے۔''

(از قلم ایڈیٹر ست اُپدیشن لاہور ۷ جولائی ۱۹۱۵ء)

(بحوالہ اسوۂ انسان کامل صفحہ ۵۳۶ تا ۵۵۰ از حافظ مظفر احمد صاحب ربوہ)

☆☆☆☆☆

بقیہ از صفحہ 16

پس ایسا ہی ہوُا کہ اس جلسہ میں جس قدر مضامین پڑھے گئے تھے ان سب پر ہمارا مضمون غالب اور فائق رہا اور خود اُس جلسہ میں غیر مذاہب کے وکلاء نے بھی پلیٹ فارم پر کھڑے ہوکر گواہیاں دیں کہ مرزا صاحب کا مضمون سب پر غالب رہا۔ اور انگریزی اخبار ’’سول ملٹری گزٹ لاہور‘‘ اور ’’پنجاب اَبزرور‘‘ اور دیگر اخباروں نے بڑے زور سے گواہی دی کہ ہمارا مضمون سب مضامین پر غالب رہا۔‘‘

(نزول المسیح صفحہ 195)

چنانچہ جلسہ کے بعد تمام حاضرین نے بیک زبان اعتراف کیا کہ آپ کا مضمون بالا تھا اور پھر بعد میں جو اس جلسۂ اعظم مذاہب کی رُوداد چھپی ہے اور تمام مذاہب کے لیڈران کے جو مضامین شائع ہوئے ہیں ان کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام کہ ’’مضمون بالا رہا‘‘ کس شان سے پورا ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

’’مَیں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ مَیں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک مَیں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا کو اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں‘‘

پھر فرمایا:

’’اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہُوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ مَیں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کرسکتیں۔ کیا وہ زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک اور عظیم الشان دلیل ملاحظہ فرمائیں جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ آپ کی بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سچے امام مہدی کے متعلق فرمایا ہے کہ جب وہ آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کردے گا چنانچہ حدیث بخاری کے الفاظ ’’یَضَعُ الْحَرْبَ‘‘ اس کی گواہی دیتے ہیں۔ اور آپ نے فرمایا کہ چونکہ میری بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے تو اس لئے سنو کہ:

’’اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ)

پھر فرمایا:

’’بخاری کی اس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یَضَعُ الحَرب یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کردے گا۔‘‘

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، صفحہ:15)

آپ نے مزید فرمایا کہ چونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق امام مہدی و مسیح موعود ہیں اور سچے امام مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس کے دَور میں تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہوجائے گا لہذا اب جو کوئی اس اعلان کے بعد تلوار لے کر جہاد کے نام پر نکلے گا ہرگز کامیابیوں کا منہ نہیں دیکھے گا۔ آپؑ نے فرمایا:

اب آگیا مسیح جو وقت کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نُورِ خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرماچکا ہے سید کونین مصطفیٰ
عیسی مسیح جنگوں کا کردے گا التوا
یہ حکم سُن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی یہ عظیم الشان دلیل ہے کہ آپ کے اس اعلان کے بعد کہ آپ سچے مسیح ہیں، اور سچے مسیح کی نشانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتائی ہے کہ اس کے زمانے میں جہاد موقوف ہوجائے گا لہذا میرے اس اعلان کے بعد جو بھی یہ حکم سن کر لڑائی کو جائے گا وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا۔ لہذا ہم ببانگ دہل کہتے ہیں کہ آپ نے یہ اعلان 1901ء میں فرمایا اور آپ کے اس اعلان کے بعد ہر وہ شخص جو جہاد کے نام سے لڑنے کے لئے نکلا ہر اُس ملک نے اور ہر اُس شخص نے سخت ہزیمت اور ذلت و شکست کا منہ دیکھا ہے اس کی مثالیں دینے کی ضرورت نہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ گزشتہ سو سال میں کوئی شخص ایک واقعہ بھی ایسا دکھادے کہ کوئی ملک جہاد کے نام پر لڑنے کے لئے گیا ہو اور اس کو اس کے مشن میں کامیابی نصیب ہوئی ہو۔ اگر دنیا کے پردہ پر ایسا کہیں ہوا ہے تو ہمیں دکھاؤ ورنہ خدا کے مسیح کی صداقت کے اس چمکتے ہوئے نشان کو دیکھ کر اس پر ایمان لاؤ۔

گزشتہ سوسالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ غیروں سے جہاد کر کے فتح حاصل کرنا تو دُور کی بات ہے مکفرینِ مسیح موعود علیہ السلام آپس میں بھی اگر جہاد کے نام پر لڑے ہیں تو اُنہیں ذلت و شکست نصیب ہوئی ہے اور اب تو جہاد غیروں سے تو برائے نام ہورہا ہے جہاد کے نام پر آپس میں ہی ایک دوسرے کے گلے کاٹے جارہے ہیں۔ اپنے ہی ممالک میں خودکش حملے کئے جارہے ہیں اور جہاد کے نام پر اپنی اُخوت کو مٹی میں ملایا جارہا ہے یہ سب دیکھ کر خدا کے سچے مسیح کا یہ شعر بار بار آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ:

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا

قبل ازیں یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے سچے مامورین کی یہ نشانی بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو دلائل کے غلبہ کے ساتھ بتدریج ظاہری غلبہ بھی عطا فرماتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ (مُجادلہ: آیت:22) کہ اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

چنانچہ سوسال کے عظیم الشان غلبہ کے ذکر کو چھوڑ کر خاکسار اس موقع پر سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ان افضال الٰہیہ کے تذکرہ کی ایک جھلک پیش کرتا ہے جو حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ فرمودہ 28 جولائی 1907ء میں بمقام حدیقۃ المہدی فرمایا: حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اس سال یعنی جولائی 2007ء تک دنیا کے 189 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔ 1984ء کے بعد سے جب سے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ربوہ سے ہجرت فرمائی اب تک 23 سالوں میں 98 نئے ممالک اللہ تعالیٰ نے جماعت کو عطا فرمائے۔ اس ایک سال میں 4 نئے ممالک کا اضافہ ہوا ہے۔ دنیا بھر میں صرف ایک سال میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو 299 نئی مساجد عطا کیں۔ امسال 186 نئے مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا اب تک 97 ممالک میں 1869 تبلیغی مراکز ہیں۔ دنیا کے کئی ممالک میں مطبع خانے کھولے جاچکے ہیں بالخصوص افریقن ممالک میں احمدیہ رقیم پریس کی کئی شاخیں کھل چکی ہیں جن میں دن رات اشاعتِ اسلام کا کام ہورہا ہے۔ الحمدللہ کہ اب تک 64 عالمی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع ہوچکے ہیں۔ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پہلے دو چینل ایشین ممالک اور امریکہ کے لئے چل رہے تھے اور اب ایک تیسرا چینل عربی زبان میں ایم ٹی اے العربیہ شروع ہوچکا ہے جس کو عرب دنیا کی طرف سے بہت سراہا جارہا ہے۔ صرف ایک سال میں دنیا بھر کے ٹی وی سٹیشنوں سے 1398 پروگرام 817 گھنٹے جاری رہے۔ بورکینا فاسو میں دو نئے ریڈیو سٹیشن قائم ہوئے۔ جماعتی ویب سائٹ پر اب تک 200 کتب آن لائن ہوچکی ہیں۔ افریقن ممالک میں جماعت کی تعلیمی اور طبی خدمات اور سستے ہینڈ پمپ لگا کر پانی مہیا کرنے کی خدمت جاری ہے۔ جماعت کا خدمت خلق کا ادارہ ہیومینٹی فرسٹ جو اب UNO کی طرف سے بھی تسلیم شدہ ہے دنیا بھر میں خدمت خلق کا کام کررہا ہے جس کے ذریعہ زلزلوں طوفانوں اور سونامی لہروں کے آنے پر کروڑوں روپے کی خدمت کی گئی۔

یہ صرف ایک سال کی عظیم الشان کامیابیوں کی جھلک ہے جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیان فرمائیں یہ عظیم کامیابیاں آیت قرآنی : کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ : کی روشنی میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی عظیم الشان دلیل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:-

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پاکے شہرہ عالم بنادیا
جو کچھ میری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا
مَیں اک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا
دنیا کی نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی
جو اس نے مجھ کو اپنی عنایات سے نہ دی
اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنادیا
مَیں خاک تھا اُسی نے ثریا بنادیا
مَیں تھا غریب و بیکس و گمنام بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

آخر پر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُر جلال اقتباس پر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں جس میں حضور جماعت احمدیہ کے عظیم الشان مستقبل کی خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

’’خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھادے گا اور میرے سلسلہ کو تمام دنیا میں پھیلائیگا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کردینگے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھیگا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہوجاوے گا بہت سی روکیں پیدا ہونگی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھادے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

جوشخص قرآن کریم پڑھتا ہے اور اُس پر عمل نہیں کرتا اُس پر قرآن شریف لعنت بھیجتا ہے

پس ہمارے لئے یہی پیغام ہے کہ اگر روحانی اور جسمانی انعامات حاصل کرنے ہیں تو وہ اِسی قرآن پر عمل کرنے سے حاصل ہونگے۔ اس تعلیم پر خود بھی عمل کریں اور اپنی نسلوں میں بھی اسے راسخ کریں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ ۷؍مارچ ۲۰۰۸ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آیت قرآنی اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتَابَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُوْلٰئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ یَّکْفُرْبِهٖ فَاُوْلٰئِکَ ھُمُ الْخَاسِرُوْنَ (البقرہ:۱۲۲) کی تلاوت فرمائی۔

پھر فرمایا گزشتہ خطبہ میں مَیں نے قرآن کریم کے حوالے سے بات کی تھی کہ کیوں مغرب میں اِس قدر اسلام کے خلاف نفرت اور استہزاء کی فضا پیدا کی جارہی ہے۔ اور یہ بھی بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا اسلام کے غلبہ اور قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ ہے۔ اس میں شک نہیں یہ دقیق حملے اسلام کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے اور نہ ہی اِس کامل کتاب کے حسن کو ماند کر سکتے ہیں۔ ہاں ایسے لوگ جو سامنے آکر حملے کر رہے ہیں اور وہ جو پیچھے سے اُن کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ اُن کا اسلام کے خلاف حملوں سے صرف بغض اور کینہ ظاہر ہو رہا ہے۔ بہرحال یہ کام اسلام دشمنوں نے کرتے رہنا ہے لیکن اللہ کا تو قرآن کی حفاظت کا وعدہ ہے۔ اِس خطبہ میں مَیں یہ بتاؤں گا کہ جب ایسی حرکتیں ہوں تو ہمارا کیا ردّعمل ہونا چاہئے ایک احمدی مسلمان کو اپنے اندر کیا خصوصیات پیدا کرنی چاہئیں جس سے وہ دشمنوں کے حملوں کے وقت تیار ہو سکے اور اس فوج کا سپاہی بن سکے جس کا ہم نے اس زمانے کے امام سے عہد باندھا ہے اور پھر اس کے نتیجہ میں ہم اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کے وارث بن سکیں جو اللہ نے اسلام کی خوبصورت تعلیم پر عمل کرنے والوں کے لئے مقدر کر رکھے ہیں۔ اس تعلق میں آپ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کیا تعلیم دی ہے اور آپؐ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پر عمل کرنے کے تعلق میں ہم سے کیا توقعات وابستہ کر رکھی ہیں...؟ لیکن اس سے پہلے ایک کتاب کے تعلق سے کچھ کہنا چاہتا ہوں جس میں ذکر ہے کہ امریکہ میں عورتیں اسلام قبول کر رہی ہیں۔ یہ کتاب کسی ایک مصنف کی نہیں ہے بلکہ مختلف لوگوں کی تحقیقات کا نتیجہ ہے۔ ایک کالج میں ایک کانفرنس ہوئی تھی جس میں چند مقالے پڑھے گئے۔ جنہیں ایڈٹ کر کے ٹیکساس یونیورسٹی نے شائع کیا ہے یہ کانفرنس ۲۰۰۳ء میں ہوئی تھی اور ۲۰۰۶ء میں یہ کتاب شائع ہوئی۔ خلاصہ کتاب یہ ہے کہ چند دہائیوں سے امریکہ میں مذہب کی طرف رجحان ہو رہا ہے اور یہ کہ اسلام میں زیادہ دلچسپی پیدا ہو رہی ہے ایک دلچسپ بات اس کتاب میں یہ لکھی گئی ہے کہ پہلا مشنری جو امریکہ میں آیا وہ احمدی تھا۔ یہ اُس ردّعمل کے طور پر آیا تھا جو اُس حملہ کو روکنا چاہتا تھا جو عیسائی مشنری تبلیغ کا کام ہندوستان میں کر رہے تھے۔ اُس کا بنیادی مقصد امریکہ ہی میں مسلمان مہاجرین کے لئے سازگار ماحول پیدا کرنا تھا۔ لکھا ہے اور اس کے لئے احمدیوں نے سفید فام لوگوں کو اسلام میں لانے کی کوشش کی لیکن صرف چند ایک کو اپنوں میں شامل کر سکے اور پھر لکھا ہے کہ جن مسلمان مہاجرین کو احمدی امریکہ میں داخل کرا رہے تھے اُنہوں نے احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا آخر احمدیوں نے سوچا کہ ایفرو امریکن میں تبلیغ کریں اور اُن کو یہ بتائیں کہ عیسائیوں نے تم کو زبردستی عیسائی بنایا تھا اگر تم برابری کے حقوق حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہیں صرف اسلام میں ملیں گے۔ احمدیوں کی اس طرز کا دوسرے مسلمان گروپوں نے پھر فائدے اُٹھایا اور اس طرح اسلام ایفرو امریکن میں پھیل رہا ہے۔ مزید لکھا ہے کہ دوسری بڑی تعداد اسلام لانے والوں کی سفید فام امریکن عورتیں ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ ایک سفید فام عورت سے پوچھا گیا کہ اُس نے کیوں اسلام قبول کیا تو اُس نے بتایا کہ کلمہ انسان کو ایسے پاک کر دیتا ہے کہ جیسے ایک معصوم بچہ پاک ہوتا ہے۔ چونکہ کلمہ کے پڑھنے سے انسان کی معصومیت اور گناہوں سے پاکیزگی کے عقیدہ سے عیسائیوں کے کفارہ کے نظریہ پر چوٹ پڑتی تھی اور انہیں یہ بات ہرگز برداشت نہیں ہوسکتی۔ بہرحال یہ بہت سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت اسلام پر حملے ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام مخالف طاقتیں منظّم ہو رہی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا میں بتانا چاہتا ہوں کہ ایسے حالات میں ایک احمدی کا کیا کردار ہونا چاہئے۔ پہلی بات تو یہ کہ ایک احمدی جب بیعت کرتا ہے تو کہتا ہے کہ اُس نے روحانی تبدیلی کی خاطر زمانہ کے امام کی بیعت کی ہے۔ اِسی طرح اُس کی توجہ اللہ سے تعلق بڑھانے کی طرف ہونی چاہئے۔ دوسرے اس تعلیم کی طرف توجہ ہو جو قرآن کریم کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اُتاری ہے اور جو آیت خطبہ کی ابتداء میں میں نے تلاوت کی ہے اُس کا ترجمہ یہ ہے کہ

''وہ لوگ جن کو ہم کو کتاب دی درآنحالیکہ وہ اُس کی ویسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اُس کی تلاوت کا حق ہے یہی وہ لوگ ہیں جو (درحقیقت) اُس پر ایمان لاتے ہیں اور جو کوئی بھی اُس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔''

فرمایا: تلاوت کا حق کیا ہے؟ تلاوت کا حق یہ ہے کہ جب قرآن کریم پڑھیں تو جو اوامر و نواہی ہیں اُن پر غور کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہود و نصاریٰ کا یہی دعویٰ تھا کہ ہمارے پاس بھی کتاب ہے وہ چاہتے تھے کہ مسلمان اُن کی بات مان لیں لیکن اللہ تعالیٰ نے یہود کا رد کیا کہ تمہاری کتاب اس قابل نہیں رہی کہ اس پر عمل کیا جاسکے۔ تمہاری کتاب اب ہدایت نہیں دے سکتی۔ اب قرآن کریم ہی ہے جو ہدایت کا راستہ دکھانے والا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے یہ ثابت کیا کہ اُن کی زندگیاں اس بات کا حقیقی ثبوت ہیں کہ یہ وہ مومن ہیں جنہوں نے تلاوت کا حق ادا کیا ہے اور حقیقی مومن وہ ہیں جو اعمال صالحہ بجالانے والے ہیں۔ لہٰذا تلاوت کا حق بھی وہی ادا کر سکتے ہیں جو اعمال صالحہ بجالانے والے ہیں۔ فرمایا: یہ انذار ہے مسلمانوں کے لئے کہ اگر عمل نہیں تو پھر تلاوت کا حق ادا نہیں ہوسکتا اور مسیح موعود کا ظہور ایسے ہی وقت میں ہوا جبکہ مسلمانوں نے اس حق کی ادائیگی کو چھوڑ دیا تھا۔ پس حقِ تلاوت ادا کرنے والے وہی لوگ ہیں جو فی زمانہ اس مہدی کی جماعت میں شامل ہو کر اُس کے احکامات پر عمل کرنے والے ہیں۔ پس یہ ذمہ داری ہر احمدی کی ہے کہ وہ جائزہ لے کہ کس حد تک ان احکامات پر عمل کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ہم لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں مگر طوطے کی طرح یوں ہی بغیر سوچے سمجھے نہیں چلے جاتے ہیں جیسے ایک پنڈت اپنی پوتھی کو اندھا دھند پڑھتا چلا جاتا ہے نا خود سمجھتا ہے اور نہ سننے والوں کو پتہ چلتا ہے۔ اسی طرح قرآن شریف کی تلاوت کا طریق صرف یہ رہ گیا ہے کہ دو چار سپارے پڑھ لئے اور کچھ معلوم نہیں کہ کیا پڑھا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایک وقت تھا جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحتِ تلفظ کی طرف جماعت کو توجہ دلائی تھی اُس وقت سے اللہ کے فضل سے جماعت میں توجہ پیدا ہوئی اور الحمدللہ کے بہت حد تک تلفظ درست ہوا لیکن اس بات کی ضرورت ہے کہ اب ترجمہ قرآن کریم کی طرف توجہ کی جائے کیونکہ ترجمہ آئے گا تو پھر ہی صحیح اندازہ ہو سکے گا کہ کیا احکامات ہیں اور پھر عمل کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی اور یہی تلاوت کا حق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: قرآن شریف تدبّر و تفکّر و غور سے پڑھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ربّ قارٍ یلعنہ القراٰن یعنی بہت سے ایسے قرآن کے پڑھنے والے ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن کریم پڑھتا ہے اور اُس پر عمل نہیں کرتا اُس پر قرآن شریف لعنت بھیجتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اے اہل قرآن! تم قرآن پڑھے بغیر نہ سویا کرو اور اُس کی تلاوت رات اور دن کے وقت ایسے انداز میں کیا کرو جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے تا کہ تم فلاح پاؤ۔'' اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے قرآن پڑھا اور اُس پر عمل کیا تو قیامت کے روز اُس کے ماں باپ کو دو تاج پہنائے جائیں گے پس والدین کو بھی توجہ کرنی چاہئے کہ اپنے بچوں کو اس خوبصورت کلام کے پڑھانے کی طرف توجہ دیں اور اُن میں پڑھنے کی لگن پیدا کریں۔

آنحضرت ﷺ قرآن مجید کی کیسی تلاوت کیا کرتے تھے اس تعلق میں حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ ٹھہر ٹھہر کہ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے اور جب آپ ٹھہر ٹھہر کر قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے تو آپؐ اُن الفاظ کی معراج تک پہنچتے تھے۔ آپؐ کا اُسوہ ہمیں اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ ہم بھی قرآن مجید کو غور سے ٹھہر ٹھہر کر اور تدبر سے پڑھیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: کہ قرآن کریم کو چھوڑ کر کامیابی محال ہے۔ صحابہؓ کے نمونہ کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو جب اُنہوں نے کامل پیروی کی تو سب وعدے جو اللہ نے اُن سے کئے پورے ہو گئے۔ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں گم ہو کر وہ کچھ پایا جو صدیوں سے اُن کے حصّہ میں نہ آیا تھا۔ یہ اطاعت کیا تھی...؟ یہ قرآن کریم پر عمل تھا پس ہمیشہ یاد رکھو کہ آج بھی ہماری فتوحات اس تعلیم پر عمل کرنے کے نتیجہ پر ہونگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: قرآن شریف کو خوش الحانی سے پڑھا کرو یہ تاکید ہے کہ جو شخص قرآن شریف کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

پس ہمارے لئے یہی پیغام ہے کہ اگر روحانی اور جسمانی انعامات حاصل کرنے ہیں تو وہ اِسی قرآن پر عمل کرنے سے حاصل ہونگے۔ اس تعلیم پر خود بھی عمل کریں اور اپنی نسلوں میں بھی اسے راسخ کریں۔ یاد رکھیں اگر ہر احمدی نے اس نکتے کو نہ یاد رکھا اور قرآن کو تدبّر اور غور سے نہ پڑھا تو پھر قرآن بھی اپنے پڑھنے والے پر لعنت کرتا ہے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو۔ دنیا میں انقلاب لانے کے لئے ہمیں اپنی حالتوں میں انقلاب لانا ہوگا۔ اپنی نسلوں میں انقلاب لانا ہوگا اور اُن لوگوں کے منہ بند کرنے ہونگے جو اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ پس اس عظیم صحیفہ کی تلاوت کا حق ادا کریں اپنے آپ کو بھی بچائیں اور دنیا کو بھی بچائیں۔ اس کے لئے ہر احمدی کو اپنے آپ کو تیار کرنا چاہئے۔ آج جب اسلام دشمن طاقتیں ہر قسم کے اوچھے ہتھکنڈے اختیار کر رہی ہیں تو ہمارا کام ہے کہ پہلے سے بڑھ کر اس پاک کلام کی تلاوت کریں۔ اس پر عمل کریں اور اس پاک کلام کے اُتارنے والے کی طرف جھکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax : (0091) 1872-220757
Tel. Fax : (0091) 1872-221702
Tel : (0091) 1872-220814
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Dt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 57 | Thursday | 6-13th March 2008 | Issue No. 10-11

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 300/-
By Air : 20 Pounds Or 40 U.S. $
: 30 Euro
By Sea : 10 Pounds Or 20 U.S. $

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی پروگراموں کے متعلق ضروری یاد دہانی

از : محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ و صدر جوبلی کمیٹی قادیان

الحمدللہ کہ ہم خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے نہایت اہم، تاریخی اور بابرکت سال میں داخل ہو چکے ہیں اوراس کے بھی دو ماہ گزر چکے ہیں۔ خاکسار تمام عہدیداران اوراحباب جماعتہائے احمدیہ بھارت کی خدمت میں جوبلی پروگراموں کے سلسلہ میں ضروری گزارشات اور یاد دہانی کررہا ہے۔ توجہ سے پڑھیں اور پورے جوش او جذبہ سے عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆...... **نفلی عبادات اور دُعاؤں کا پروگرام:** سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے مقاصد اور تمام پروگراموں کی کامیابی اور بابرکت دور رس نتائج کے حصول کیلئے روزانہ دو رکعت نفل نماز اور مہینے میں ایک نفلی روزہ رکھنے اور روزانہ سات دُعاؤں کا وِرد کرنے کی جو ہدایت جماعت کو دی ہے۔ اب جبکہ ہم جوبلی سال میں سے گزر رہے ہیں تا اختتام جوبلی سال 2008 پورے التزام کے ساتھ اس پروگرام پر عمل درآمد کرنے کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ جملہ خدام، انصار، لجنہ و ناصرات کی ممبرات کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆...... سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے سلسلہ میں جماعتہائے احمدیہ عالمگیر کو یہ بھی ٹارگٹ دیا ہے کہ کمانے والے افراد میں سے کم از کم پچاس فیصد افراد نظام وصیت میں شامل ہو جائیں۔ ہندوستان کی جماعتیں اس ٹارگٹ سے ابھی پیچھے چل رہی ہیں اس لئے عہدیداران جماعت کو اس طرف خصوصی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ مرکز سے بھی مرکزی نمائندے بھجوا کر تحریک کی جارہی ہے۔ اللہ کرے کہ ہندوستان کی تمام جماعتیں اس بابرکت ٹارگٹ کو پورا کرنے کی سعادت حاصل کرلیں۔ جن احباب جماعت نے تا حال وصیت نہیں کی ہے اُن کو خصوصیت سے توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

27رمئی 2008ء بروز منگل کے پروگرام

1- 26-27رمئی 2008ء کی درمیانی شب کو نماز تہجد باجماعت سے خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے پروگرام شروع ہو جائیں گے۔

2- 27رمئی 2008ء کو جو خلافتِ احمدیہ کے لحاظ سے دوسری صدی کا پہلا دن ہوگا۔ فجر کی نماز کے بعد مساجد رمراکز نماز میں اجتماعی دُعا ہوگی۔ البتہ قادیان میں یہ اجتماعی دُعا بہشتی مقبرہ میں ہوگی۔

3- جماعتوں میں گیارہ بکروں ربھیڑوں کی قربانی کی جائے۔ اگر جماعت چھوٹی ہے تو اپنے وسائل کے مطابق ایک یا ایک سے زائد بکروں کی قربانی کرسکتی ہیں۔ البتہ قادیان میں 101 بکروں کی قربانی دی جائے گی۔ خیال رہے کہ یہ صدقہ ہے جو غرباء مستحقین میں تقسیم کیا جانا ہے۔

4- حسبِ حالات 27رمئی کو جماعتی عمارات اور گھروں پر چراغاں (Lighting) کیا جائے۔

5- احمدی احباب اپنے غیر احمدی دوستوں کو انفرادی طور پر تحائف بھجوائیں جبکہ معزز شخصیات کو جماعتی سطح پر تحائف بھجوائے جائیں۔

(تحائف میں جوبلی کے Logo کے ساتھ بنی ہوئی اشیاء شامل کی جائیں۔ جو مرکز قادیان سے تیار کروا کے کچھ تحفۃً اور زیادہ تر قیمتاً مہیّا کی جائیں گی۔)

6- 27رمئی کو بچوں میں شیرینی تقسیم کی جائے۔

7- اہم جماعتی عمارت پر لوائے احمدیت لہرایا جائے۔ جو مرکز سے بھجوایا جائے گا۔

8- مقامی طور پر ہر جماعت میں 27رمئی کو ہی اپنے وسائل اور حالات کے مطابق جلسہ یومِ خلافت شاندار پیمانے پر کیا جائے۔ اور بڑی جماعتیں اس جلسہ کے موقعہ پر ایک استقبالیہ کا انتظام کریں جس میں تمام طبقات کے چنیدہ احباب کو مدعو کیا جائے۔ مقامی جلسہ یوم خلافت میں کی جانے والی تقاریر کے عناوین اور مواد نظارت اصلاح وارشاد کی طرف سے بھجوایا جارہا ہے جماعتیں اس سے استفادہ کریں۔

مرکزی جلسہ یومِ خلافت:۔ 27رمئی 2008ء کو سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں جلسہ یومِ خلافت کے انعقاد سے خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے پروگراموں کا آغاز فرمائیں گے اور حضور انور اس جلسہ میں جو خطاب فرمائیں گے وہ ایم ٹی اے کے ذریعے تمام دنیا میں Live نشر کیا جائے گا۔ احبابِ جماعت کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ حضور انور کے اس خطاب کو سنیں اور اس سے استفادہ کریں اور غیروں تک بھی پہنچائیں۔

ضروری نوٹ : لندن کے جلسہ یومِ خلافت 27رمئی کا پروگرام اور حضور انور کا خطاب اُمید ہے ہندوستانی وقت کے مطابق 4:30 بجے سے 6:00 بجے شام تک نشر ہوگا۔ لہٰذا ہندوستان کی جماعتیں اپنا مقامی جلسہ یوم خلافت 27رمئی کو ہی منعقد کریں۔ ملازم پیشہ افراد اور طلباء کو اس دن چھٹی لینی چاہئے۔

حضور انور کے خطاب سے کچھ دیر پہلے جلسہ شروع کر کے جملہ حاضرین بشمول غیر از جماعت مہمانوں کو حضور انور کا خطاب سنانے کا انتظام کریں۔ جلسہ کے اختتام پر حسب حالات Reception دی جاسکتی ہے۔

صوبائی جلسہ ہائے یومِ خلافت: ہندوستان میں صوبائی سطح پر جلسہ ہائے یوم خلافت (جس میں پیشوایانِ مذاہب کے موضوع کو بھی شامل رکھا جائے) تمام صوبوں میں معیّن تاریخوں میں منعقد کئے جانے کا لائحہ عمل طے پاچکا ہے۔ تفصیل مع تاریخ نظارت نشر واشاعت قادیان کے شائع کردہ کیلنڈر 2008ء سے نوٹ کرلیں۔

پبلیکیشنز (اشاعتیں): 1- خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی کے حوالے سے نظارت نشر واشاعت قادیان کی طرف سے قرآن کریم کے تراجم اور جو بھی کتب شائع ہورہی ہیں، تمام جماعتوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان سے خود بھی استفادہ کریں اور حسب توفیق واستطاعت دوسروں تک بھی پہنچائیں۔ حضور انور کی یہ ہدایت ہے کہ کم از کم پچاس فیصد گھروں میں سلسلہ کی کتب موجود ہونی چاہئیں۔

پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

27 مئی 2008ء کے لئے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام ہندوستان کی 13 زبانوں میں شائع ہورہا ہے جو متعلقہ صوبوں میں نظارت اشاعت قادیان کی طرف سے انشاء اللہ وسط مئی 2008ء تک پہنچا دیا جائے گا۔ اس کی مناسب رنگ میں تقسیم کا انتظام کرلیا جائے۔ مقامی جلسہ یوم خلافت میں بھی اس پیغام کو پڑھ کر سنایا جائے۔

3- سوؤینئر: خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی کے حوالے سے بتفصیل ذیل تین زبانوں میں جوبلی کمیٹی قادیان ٹھوس مضامین اور تاریخی تصاویر پر مشتمل سوؤ ونیر شائع کروا رہی ہے۔ ہندی زبان میں 4000...... اردو زبان میں 3000...... انگریزی زبان میں 3000 کی تعداد میں۔

احباب جماعت کے لئے یہ سوؤ ونیر قیمتاً دستیاب ہوگا جبکہ غیر از جماعت معززین کو بطور تحفہ پیش کرنے کے لئے بحصّہ رسدی صوبائی و زونل امراء کرام کو چند نسخے مفت مہیا کئے جائیں گے۔ اس کے لئے بھی احباب اور عہدیداران نظارت نشر واشاعت سے رابطہ کریں۔

4- جوبلی سال 2008ء کے دوران مندرجہ ذیل اخبار و رسائل کے خاص نمبر شائع ہوں گے۔ احباب جماعت ان سے بھرپور استفادہ کریں۔

(i). خاص نمبر ہفت روزہ بدر قادیان - جلسہ سالانہ قادیان دسمبر 2008ء کے موقع پر شائع ہوگا۔
(ii). خاص نمبر ماہنامہ رسالہ مشکوٰۃ قادیان - سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ اکتوبر 2008ء کے موقع پر شائع ہوگا۔
(iii). خاص نمبر ماہنامہ رسالہ راہِ ایمان ہندی - 27رمئی 2008ء یوم خلافت کے موقع پر شائع ہوگا۔
(iv). خاص نمبر دوماہی رسالہ انصاراللہ - سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ اکتوبر 2008ء کے موقع پر شائع ہوگا۔

احباب جماعت ان خاص نمبروں سے استفادہ کریں۔ ہر گھر میں یہ تاریخی دستاویز محفوظ کرلینے چاہئیں۔

تحقیقی انعامی مقالہ جات:۔ خلافتِ احمدیہ کے حوالے سے مختلف عناوین کے تحت خدّام، انصار، لجنہ، اطفال و ناصرات مبلغین اور معلمین کی طرف سے جو مقالہ جات موصول ہوئے ہیں ان کی چیکنگ کروائی جارہی ہے۔ نتائج کا اعلان انشاء اللہ 27رمئی 2008ء کو کیا جائے گا۔ اور انعامات ذیلی تنظیموں کے اجتماعات 2008ء کے موقع پر دیئے جائیں گے۔

☆- اطفال و ناصرات کے مقالوں میں اوّل آنے والے کو 7000 روپئے، دوم کو 5000 روپئے، اور سوم

باقی ''پروگرام خلافت جوبلی'' صفحہ نمبر 27 پر ملاحظہ فرمائیں